858

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،29۔اگست2013

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ صحت)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

توجہ دلاؤ نوٹس

سرکاری کارروائی

مسودہ قانون پر غور وخوض و منظوری

1۔ مسودہ قانون (ترمیم) پولیس آرڈر پنجاب 2013 (مسودہ قانون نمبر 9 بابت 2013)

مسودہ قانون (ترمیم) پولیس آرڈر پنجاب 2013 پر ضمن وار غور وخوض کا دوبارہ آغاز۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) پولیس آرڈر پنجاب 2013 منظور کیا جائے۔

2۔ مسودہ قانون محمد نواز شریف زرعی یونیورسٹی ملتان 2013 (مسودہ قانون نمبر 6 بابت 2013)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون محمد نواز شریف زرعی یونیورسٹی ملتان 2013 (مسودہ قانون نمبر 6 بابت 2013)، جیسا کہ سپیشل کمیٹی نمبر 1 نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون محمد نواز شریف زرعی یونیورسٹی ملتان 2013 منظور کیا جائے۔

860

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا چوتھا اجلاس

جمعرات،29۔اگست2013

(یوم الخمیس،21۔شوال المکرم1434ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 11بج کر8منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری نور محمد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِo

رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ
وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ ﴿١٧﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿١٨﴾
مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ ﴿١٩﴾ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيٰنِ ﴿٢٠﴾
فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٢١﴾ يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَ
الْمَرْجَانُ ﴿٢٢﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٢٣﴾
وَلَهُ الْجَوَارِ الْمُنْشَئٰتُ فِي الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ ﴿٢٤﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ
رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٢٥﴾ كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ﴿٢٦﴾ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ
ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ﴿٢٧﴾

سورة الرَّحمٰن آیات17تا27

وہی دونوں مشرقوں اور دونوں مغربوں کا مالک (ہے)(17)تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟(18)اسی نے دو دریا رواں کئے جو آپس میں ملتے ہیں(19)دونوں میں ایک آڑ ہے کہ (اس سے) تجاوز نہیں کر سکتے(20)تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟(21) دونوں دریاؤں سے موتی اور مونگے نکلتے ہیں(22)تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟(23)اور جہاز بھی اسی کے ہیں جو دریا میں پہاڑوں کی طرح اونچے کھڑے ہوتے ہیں(24)تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟(25)جو (مخلوق) زمین پر ہے سب کو فنا ہونا ہے(26)اور تمہارے پروردگار ہی کی ذات (بابرکت) جو صاحب جلال وعظمت ہے باقی رہے گی(27)

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ الحاج اختر حسین قریشی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

سبحان اللہ روئے محمدؐ کیا کہنا خوشبوئے محمدؐ
طور سینا عکس تجلیٰ جگ مگ جگ مگ کوئے محمدؐ
سر مستی تب ہو گی عجب کچھ آئے جب خوشبوئے محمدؐ
ہیں وہ انساں کیسے پیارے دل جن کے ہیں سُوئے محمدؐ
کیا کہنا بے چین یہ قسمت لکھی نعت خوئے محمدؐ
سبحان اللہ روئے محمدؐ سبحان اللہ روئے محمدؐ

سوالات

(محکمہ صحت)

نشان زدہ سوالات اوراُن کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔اس سے پیشتر کہ ہم سوالات کی طرف بڑھیں میں سپیکر باکس میں بیٹھے ہوئے۔

Mr David Hanson, Member Parliament House of Commons U.K and Lord Qurban Hussain both are sitting in Speaker's box. We all welcome them in this august House.

اب وقفہ سوالات شروع کرتے ہیں۔آج کے ایجنڈے پر محکمہ صحت سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اوران کے جوابات دیئے جائیں گے۔پہلا سوال میاں نصیر احمد صاحب کی طرف سے ہے۔جی، محترمہ لبنیٰ فیصل!

محترمہ لبنیٰ فیصل: On his behalf sir(معزز ممبر نے میاں نصیر احمد کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: سوال نمبر بولیں۔

محترمہ لبنیٰ فیصل: جناب سپیکر! سوال نمبر8ہے، جواب پڑھاہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھاہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور: ڈی ایم سی سروسز ہسپتال میں لیب بنانے کی تفصیلات

*8: **میاں نصیر احمد:** کیاوزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ Diabetic Management Centre سروسز ہسپتال لاہور میں سینکڑوں مریض روزانہ علاج کرانے کے لئے آتے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ Diabetic Management Centre سروسز ہسپتال میں لیب کی سہولت نہ ہے؟

(ج) اگر جز(ب)کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت Diabetic Management Centre سروسز ہسپتال کے لئے کوئی لیب بنوانے کاارادہ رکھتی ہے؟

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو):

(الف) Diabetic Management Centre سروسز ہسپتال لاہور میں روزانہ 250 سے 350 کے قریب مریض علاج کے لئے آتے ہیں۔

(ب) جی ہاں! یہ درست ہے کہ Diabetic Management Centre میں علیحدہ لیب کی سہولت موجود نہ ہے۔

(ج) اس ضمن میں عرض ہے کہ Diabetic Management Centre سروسز ہسپتال لاہور کے Department of Endocrinology & Metabolism کا ایک آؤٹ ڈور شعبہ ہے جہاں شوگر کے مریض ڈاکٹر سے نسخہ لکھوانے کے لئے آتے ہیں۔ مزید برآں سروسز ہسپتال میں لیبارٹری کی سہولت موجود ہے جہاں پر ہسپتال کے تمام شعبوں کے مریض بشمول Diabetic Management Centre اپنے ٹیسٹ کروا سکتے ہیں لہذا Diabetic Management Centre کے مریضوں کے لئے سروسز ہسپتال میں علیحدہ سے لیبارٹری بنانے کی ضرورت نہ ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ لبنیٰ فیصل: کیا ہسپتال میں ہزاروں مریض بھی وہی لیبارٹری use کرتے ہیں جو کہ Diabetic Management Centre کے مریضوں کے لئے ہوتی ہے جیسا کہ جواب میں بتایا گیا ہے کہ اڑھائی سو سے لے کر ساڑھے تین سو کے قریب Diabetic Management Centre کے مریض وہاں پر آتے ہیں۔ میرے خیال میں ہزاروں کے قریب روزانہ آنے والے Diabetic Management Centre کے مریضوں کے ٹیسٹ کروانے کے لئے بھی وہی لیبارٹری ہے اور باقی specially Diabetics patients کے لئے بھی وہی لیبارٹری ہے۔ شوگر کے مریضوں کا شوگر level اتنا low ہو جاتا ہے اور انہیں weakness ہوتی ہے تو میرے خیال میں وزیر صحت اس بات کا جواب دیں کہ وہاں پر almost 3000 patients روزانہ آتے ہیں تو کیا ایک لیبارٹری ان کے لئے ناکافی نہیں ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! تین ہزار نہیں ہے بلکہ اڑھائی سو سے ساڑھے تین سو کے قریب مریض علاج کے لئے آتے ہیں۔ یہ صرف ریسرچ سنٹرز

ہوتے ہیں جہاں علیحدہ labs ہوتی ہیں اور ہمارے جتنے بھی ریسرچ سنٹرز ہیں وہ اس کے ٹیسٹ کرنے کے لئے fully equipped ہیں تاہم اگر انہوں نے کسی اور لیبارٹری کی رپورٹ چیک کرنی ہو تو سروسز ہسپتال That is the best lab جو انہوں نے سروسز ہسپتال کے بارے میں سوال کیا ہے even پنجاب بھر کے کسی ادارے کی رپورٹ چیک کریں تو وہ بھی اسی لیبارٹری سے کروائی جاتی ہے۔ ہر ڈیپارٹمنٹ کی علیحدہ لیبارٹری نہیں ہوتی بلکہ صرف ایک lab ہوتی ہے جو بقیہ شعبہ جات کے بھی ٹیسٹ کرتی ہے لہذا اس میں کوئی ایسا مسئلہ نہیں ہے بلکہ This is the one of the best labs in Services Hospital جو ان تمام مریضوں کے ٹیسٹ کرتی ہے اور Diabetics test is a very simple test اس میں کوئی ایسی بات نہیں ہے کہ وہاں پر کسی کو refuse کیا جاتا ہے یا کسی کو واپس بھیجا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! اسے تین ہزار کی بجائے تین سو پچاس کر لیا جائے کہ نہیں؟

محترمہ لبنیٰ فیصل: جناب سپیکر! تین سو پچاس تک تو صرف شوگر کے مریض ہیں اس کے علاوہ باقی ہسپتال میں جو مریض شوگر ٹیسٹ کے لئے ڈاکٹروں سے نسخے لکھواتے ہیں تو وہ بھی لیبارٹری میں جاتے ہیں I am talking about all of them.

جناب سپیکر: انہوں نے تعداد تقریباً بتائی ہے۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! یہ شوگر اور Diabetics ایک ہی چیز ہے۔ جو بھی مریض آتے ہیں اگر کسی کا ٹیسٹ already ہوا ہوتا ہے اور وہ میڈیسن پر چل رہا ہو تو پھر میڈیسن دی جاتی ہے اگر کسی مریض کا ٹیسٹ کرانا ہو تو پھر ٹیسٹ کیا جاتا ہے۔ اس میں ایسی کوئی شکایت نہیں آئی ہے اور یہ سوال بھی مخصوص سروسز ہسپتال کے بارے میں ہے۔ جس طرح میں نے کہا کہ جو ریسرچ سنٹر ہوتے ہیں وہاں پر علیحدہ لیب ہو سکتی ہیں لیکن جو لیبارٹریاں ہوتی ہیں even کہ دنیا کے کسی بھی ہسپتال میں علیحدہ علیحدہ لیب نہیں ہوتی بلکہ وہاں ایک ہی لیب ہوتی ہے اور اسی لیب میں Diabetic test بھی کیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال بھی میاں نصیر احمد صاحب کا ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! On his behalf. سوال نمبر 9 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے میاں نصیر احمد کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ کے سرکاری ہسپتالوں میں شوگر کے مریضوں کو مفت ادویات فراہم کرنے کی تفصیلات

*9: میاں نصیر احمد: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ کے تمام سرکاری ہسپتالوں میں شوگر کے مریضوں کے لئے علیٰحدہ علیٰحدہ ڈیپارٹمنٹ کام کر رہے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ شوگر کے مریض کو اپنی ساری زندگی ادویات پر ہی گزارنا ہوتی ہے؟

(ج) کیا حکومت تمام سرکاری ہسپتالوں میں شوگر کے مریضوں کو ادویات مفت فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو):

(الف) صوبہ بھر کے تمام سرکاری ہسپتالوں میں شوگر کے مریضوں کے لئے خاطر خواہ علاج معالجہ کی سہولیات دستیاب ہیں۔ تمام ٹیچنگ ہسپتالوں میں شوگر کے امراض کے علاج کے لئے علیٰحدہ ڈیپارٹمنٹ کام کر رہے ہیں۔ جیسا کہ سروسز ہسپتال میں علیٰحدہ Diabetic Control Clinic کام کر رہا ہے۔ یہ clinic ماہر ڈاکٹرز اور سٹاف پر مشتمل ہے جہاں پر فری علاج معالجہ، ادویات، تشخیصی ٹیسٹ و ضروری counseling کی سہولیات میسر ہیں۔

(ب) جی ہاں! یہ درست ہے۔

(ج) محکمہ صحت حکومت پنجاب اپنے محدود وسائل کے باوجود اس کوشش میں ہے کہ تمام سرکاری ہسپتالوں میں آنے والے مریضوں کو تمام ادویات کی فراہمی بلا تعطل اور مفت جاری رکھی جائے اس میں شوگر کی بیماری سے متعلقہ ادویات بھی شامل ہیں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! جواب کے جز (الف) میں وزیر صاحب نے فرمایا ہے کہ تمام ٹیچنگ ہسپتالوں میں شوگر کے امراض کے لئے علیحدہ ڈیپارٹمنٹ کام کر رہے ہیں۔ سروسز ہسپتال میں تو عوام کو آگاہی ہے کہ وہاں پر ایک علیحدہ ڈیپارٹمنٹ بنا ہوا ہے، وزیر صاحب میو ہسپتال، گنگا رام ہسپتال، جناح ہسپتال اور جنرل ہسپتال کی detail بتا دیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! ہمارے جتنے بھی سرکاری ہسپتال ہیں میں نے پہلے سوال میں بھی بتایا تھا کہ:

There is difference between diabetic control clinic and there is a difference between diabetic control lab.

لیب میں ٹیسٹ کئے جاتے ہیں اور کنٹرول کلینک جو ہے that is entirely different thing باقی جتنے بھی ہسپتال ہیں وہاں پر بھی خاص طور شوگر کے مریضوں کے لئے اپنی لیب ہے اسی میں ان کے ٹیسٹ کئے جاتے ہیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میرا سوال different ہے۔ میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ انہوں نے جواب (الف) میں فرمایا ہے کہ تمام ٹیچنگ ہسپتالوں میں شوگر کے امراض کے لئے علیحدہ ڈیپارٹمنٹ کام کر رہے ہیں۔ علیحدہ ڈیپارٹمنٹ سے ہم یہ مراد سمجھ رہے ہیں کہ سروسز ہسپتال کی طرح وہاں پر بھی علیحدہ سسٹم بنایا ہوا ہے جہاں صبح ڈاکٹر بیٹھتے ہیں اور مریض دیکھتے ہیں۔ میں یہ عرض کرنا چاہ رہا ہوں کہ یہ detail بتا دیں کہ باقی ہسپتالوں میں یہ ڈیپارٹمنٹ کہاں کہاں موجود ہیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! میاں صاحب کا بہت اچھا سوال ہے۔ میں ان کو بتانا چاہوں گا کہ کسی بھی ہسپتال کا جو بھی Department of Medicine ہے اس میں شوگر کی علاج گاہ ہے اور وہاں پر اس کا proper انتظام ہے۔ جتنے بھی ہسپتال ہیں ان تمام میں یہ انتظام موجود ہے خاص طور پر جو انہوں نے specifically پوچھا ہے اس بارے میں specific answer بھی یہ ہے کہ Department of Medicine میں شوگر کے علاج معالجہ کا علیحدہ انتظام ہے۔ اس کے علاوہ تمام تدریسی ہسپتالوں میں بھی باقاعدہ دن مقرر ہیں جہاں پر شوگر کے امراض کی باقاعدہ screening کی جاتی ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہ رہا ہوں کہ سروسز ہسپتال کے اندر لاہور کے لوگوں کو پتا ہے یا پنجاب کے لوگوں کو پتا ہے کہ یہاں کتنے دن ڈاکٹر بیٹھتا ہے، کتنے دن لیب کھلی رہتی ہے اور وہاں پر اس کے ٹیسٹ ہوتے ہیں۔ روزانہ کی بنیاد پر لوگ وہاں پر جاتے ہیں لیکن میو ہسپتال، گنگارام، جناح ہسپتال اور جنرل ہسپتال میں اس طرح کا کوئی ٹائم ٹیبل نہیں ہے۔ تمام ہسپتالوں میں

out door ہے لیکن specifically اس مرض کے حوالے سے اس طرح کا کوئی طریق کار رائج نہ ہے جس کی وجہ سے میں منسٹر صاحب سے یہ کہنا چاہ رہا ہوں کہ جس طرح آپ نے سروسز ہسپتال میں ایک ڈیپارٹمنٹ بنایا ہوا ہے اسی طرز کے ڈیپارٹمنٹ دوسرے ہسپتالوں میں بھی بنائے جائیں تاکہ لوگ اس سے مستفید ہو سکیں۔ انہیں ٹائم ٹیبل کا پتا ہو اور انہیں out door کے رحم و کرم پر نہ چھوڑ دیا جائے کیونکہ out door میں ہزاروں کی تعداد میں مریض آتے ہیں جو مختلف امراض کے سلسلے میں آتے ہیں۔ اگر specially شوگر سے related مریض ادھر آئیں تو میرا خیال ہے کہ اس کو manage کرنا زیادہ بہتر ہو جائے گا۔ میری گزارش یہ ہے کہ ان ہسپتالوں کے اندر علیحدہ سے ایک ڈیپارٹمنٹ بنایا جائے۔ ہسپتال کے پاس جگہ موجود ہے، ڈاکٹر بھی موجود ہیں تو پھر کیوں نہ ایک الگ ڈیپارٹمنٹ بنا کر ان کو treat کیا جائے۔

MR SPEAKER: It should be noted as well.

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! شکریہ کہ میاں محمد اسلم اقبال صاحب نے اچھی suggestion دی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: انہوں نے نشاندہی کی ہے۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! جیسا کہ میں نے پہلے کہا کہ میں ان کا شکر گزار ہوں۔ شوگر کا علاج ہر جگہ پر موجود ہے in door میں بھی اور out door میں بھی۔ out door میں تمام basic medicine دی جاتی ہیں اور in door میں فری علاج ہے۔ جو انہوں نے شعوری مہم کے حوالے سے کہا ہے that we will take in our notice اور جو انہوں نے ٹائم ٹیبل کا کہا ہے ویسے تو یہ ہر جگہ موجود ہے لیکن اگر کسی جگہ پر کوئی کمی یا deficiency ہے تو اس کو بھی پورا کیا جائے گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں پہلے جواب کا جز (ج) پڑھ دیتا ہوں پھر یہ جواب دیں۔ جز (ج) میں ہے کہ محکمہ صحت حکومت پنجاب اپنے محدود وسائل کے باوجود اس کوشش میں ہے کہ تمام سرکاری ہسپتالوں میں آنے والے مریضوں کو تمام ادویات کی فراہمی بلا تعطل اور مفت جاری رکھی جائے اس میں شوگر کی بیماری سے متعلقہ ادویات بھی شامل ہیں۔

جناب سپیکر! وزیر موصوف نے جو بات یہاں پر مفت ادویات کے سلسلے میں لکھی ہے اس پر میری reservation ہے۔ میں آپ کو بڑے وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ وہاں پر ادویات مفت نہیں

دی جا رہی ہیں۔ جب ہسپتالوں میں مفت ادویات دی جا رہی تھیں تو باہر کے تمام میڈیکل سٹور بند ہو چکے تھے اب نئے سرے سے میڈیکل سٹور ہسپتال کی surroundings میں کھل رہے ہیں۔ کیونکہ ہسپتالوں میں مریضوں کو ادویات مفت نہیں مل رہی ہیں انہیں ادویات باہر سے لینا پڑ رہی ہیں۔ یہ ریکارڈ کی بات ہے یہ اپنا ریکارڈ درست کریں۔ جس طرح انہوں نے اس سوال کے جواب میں فرمایا ہے یہ اس جواب کی implementation کے لئے اپنی ٹیم کے ساتھ جا کر ہسپتال کا visit کریں اور پھر یہ بتائیں کہ انہوں نے کتنے پیسے مفت ادویات کے لئے رکھے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، ابھی ان کا جواب سنتے ہیں۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! میاں محمد اسلم اقبال صاحب نے جو ابھی تیسرا ضمنی سوال کیا ہے اور جو انہوں نے reservation بتائی ہیں یہ کہتے ہیں کہ میں وثوق سے کہتا ہوں۔ میں بھی وثوق سے کہتا ہوں کہ ادویات جو ہیں I would like to tell you that there is difference between in door and out door جو in door ہے وہاں مکمل مفت ادویات ہیں اور جو out door ہے وہاں پر basic medicine emergency جس طرح Aspirin, Amoxil, Insulin یا ڈائیریا کی میڈیسن ہیں وہ مفت دی جاتی ہیں۔ جتنے بھی chronic diseases ہیں یہ حکومت کی ترجیحات میں شامل ہیں کہ تمام ٹیچنگ ہسپتالوں میں ادویات مفت دی جاتی ہیں۔

جناب سپیکر: تیسری بات یہ ہے کہ:

> We are also taking the measures which are not curative but preventive.

اس لئے میں میاں صاحب کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا کہ preventive measures اس لئے لئے جا رہے ہیں تاکہ جو مریض کی referral ratio کم ہو جاتی ہے ہم اس کو بھی زیادہ سے زیادہ focus کر سکیں۔ میں میاں صاحب سے دوبارہ گزارش کروں گا کہ اگر کسی جگہ پر کوئی deficiency ہے تو we will fulfil اگر یہ particularly نشاندہی کرتے ہیں تو ہم اس کو focus کریں گے otherwise میاں صاحب بھی کہیں گے کہ میں وثوق سے کہتا ہوں اور میں بھی کہوں گا کہ میں وثوق سے کہتا ہوں اس طرح سے تو بات نہیں بنے گی۔ یہ جو کچھ بھی وثوق سے کہتے ہیں وہ مجھے بتائیں I am ready اور میرے لئے یہ باعث احترام ہو گا کہ انہوں نے ایک نشاندہی کی ہے۔

جناب سپیکر:اب اس پر کوئی ضمنی سوال نہیں ہو گا کیونکہ اس پر چار سوال ہو گئے ہیں۔

ڈاکٹر مراد راس:جناب سپیکر!بہت اہم بات ہے۔

جناب سپیکر:چلیں،آپ کر لیں۔

ڈاکٹر مراد راس:جناب سپیکر!جز(ب)میں پوچھا گیا تھا کہ شوگر کے مریضوں کو ساری زندگی ادویات پر رہنا پڑے گا یا نہیں؟اس کا جواب دیا گیا ہے کہ جی ہاں یہ درست ہے۔کیا یہ agree کرتے ہیں کہ تمام شوگر کے مریضوں کو باقی ساری زندگی medication پر رہنا پڑے گا؟

جناب سپیکر:جی،منسٹر صاحب!

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور / صحت(جناب خلیل طاہر سندھو):جناب سپیکر!As per the answer given by the department انہوں نے تو یہی لکھا ہے کہ جی ہاں!یہ درست ہے کہ جس کو ایک بار diabetic ہو جائے اس کو ساری زندگی میڈیسن کھانا پڑتی ہے۔اگر ان کی اس پر کوئی reservation ہے تو بتا دیں۔

ڈاکٹر مراد راس:جناب سپیکر!different level کے شوگر کے مریض ہوتے ہیں جن کو یہ problems ہوتی ہیں۔through nutrition اگر وہاں پر nutritionists بٹھایا جائے تو through diet بھی یہ چیزیں کنٹرول کی جا سکتی ہیں،ضروری نہیں ہے کہ ساروں کو medication پر رہنا پڑے۔Different levels of sugar patients ہوتی ہے اس لئے یہ جواب ٹھیک نہیں ہے۔

MR SPEAKER: He too is a doctor, I tell you.

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور / صحت(جناب خلیل طاہر سندھو):جناب سپیکر!ڈاکٹر صاحب آپ نے جو preventive measures کی بات تھی،اس پر آپ نے nutrition کے حوالے سے بھی بات کی ہے۔جیسے عام طور پر کہا جاتا ہے کہ میٹھا نہ کھائے،چاول نہ کھائے بے شک لوگ کھاتے رہتے ہیں لیکن آپ کی بات بالکل درست ہے.I admit it and I agree with it

ڈاکٹر مراد راس:جناب سپیکر!بات صرف یہ ہے کہ آپ کی دوائیوں کا خرچ کم ہو جائے گا کیونکہ diet کی وجہ سے لوگ اس پر کنٹرول کر سکتے ہیں؟

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور / صحت(جناب خلیل طاہر سندھو):ڈاکٹر صاحب!

I am totally agree with you.

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! ضمنی سوال۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کی مہربانی، اگلے سوال پر جانے دیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! بہت ضروری سوال ہے۔

جناب سپیکر: دیکھیں! 33 سوال ہیں آپ کیا کر رہے ہیں؟

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! صرف ایک منٹ دے دیں۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔ آپ اگلے سوال پر آئیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! کیا میرا ضلع پنجاب میں نہیں ہے؟ دو سال ہو گئے ہیں وہاں پر کوئی medicine purchase ہی نہیں ہوئی۔۔۔

جناب سپیکر: یہ لاہور کی بات کر رہے ہیں۔ آپ کچھ اور کہہ رہے ہیں۔ وزیر صاحب! ان کی بات کا جواب دے دیں۔ بھائی! یہ شوگر کے مریضوں کی بات ہو رہی ہے۔ جی، وزیر موصوف! فرمائیں۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! Purely about the diabetic patients اور دوسرا یہ میرے home district سے ہیں اگر ان کی کوئی ایسی بات ہے تو

It's a totally fresh question. He will give it in writing and I will answer that question.

قاضی عدنان فرید: جناب سپیکر! ضمنی سوال۔۔۔

جناب سپیکر: آپ سے یہ وعدہ تھا کہ پہلے ضمنی سوال ہو لینے دیں۔ جنہوں نے سوال دیئے ہیں اور محنت کی ہے ان کے ساتھ زیادتی ہوتی ہے۔ یہ 33 سوالات ہیں۔

QAZI ADNAN FAREED: Sir, I have a very deserving question.

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

QAZI ADNAN FAREED: I would seek your permission to ask questions in English please. Can I sir?

MR SPEAKER: Yes.

QAZI ADNAN FAREED: Sir, I have come from Ahmad Pur East which is one of the biggest Tehsil of the Punjab. The population of our Tehsil is about over a million.

MR SPEAKER: Is this a supplementary question?

QAZI ADNAN FAREED: Yes, and the budget and the hospital, the facility that is to cater for the health of over a million people and the free medicine budget, unfortunately, is 2.4 to 2.5 million only. Does the Honourable Minister think that it is enough to cater for the health of over a million people? We are just discussing here the Diabetic Patients. Is that possible to treat the Diabetic patient? Is this budget enough to cater only for those people, or, is there any plan of the Government to enhance budget for Ahmad Pur East Tehsil?

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور/صحت (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! THQ Hospital کے فنڈز کا بجٹ ضلعی حکومت کو دیا جاتا ہے۔ جو بجٹ ان کے لئے allocate کیا گیا ہے اور ڈیپارٹمنٹ نے ضلعی حکومت کو دیا ہے اگر میرے بھائی سمجھتے ہیں کہ وہ کم ہے تو He must give us and also tell کیونکہ یہ آبادی کے تناسب سے ہوتا ہے۔ آپ نے especially diabetic patients کے حوالے سے کہا ہے کہ یہ بجٹ کم ہے۔ مجھے نہیں پتا کہ شاید وہاں majority diabetic patients ہیں۔

جناب سپیکر: جی، اگلا سوال۔۔۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر!۔۔۔

MR SPEAKER: No, please.

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میں نے صرف ایک ضمنی سوال کرنا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔ آپ تشریف رکھیں۔ آپ تمام دوست تین سے زیادہ ضمنی سوال نہیں کریں گے۔ جی، احمد شاہ کھگہ صاحب سوال نمبر بولئے گا۔

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! سوال نمبر 40 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ میں جعلی ادویات کی روک تھام اور قیمتوں کو کنٹرول کرنے کے لئے اٹھائے گئے اقدامات کی تفصیلات

*40: جناب احمد شاہ کھگہ: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) صوبہ پنجاب میں ادویات کی فراہمی اور ان کے معیار کو جانچنے کے لئے کیا طریق کار ہے؟

(ب) جعلی ادویات کے خاتمہ کے لئے حکومت پنجاب نے کیا اقدامات اٹھائے ہیں؟

(ج) حکومت پنجاب ادویات کی قیمتوں کو کنٹرول کرنے کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

(د) حکومت جعلی ادویات کی روک تھام کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہی ہے، ان سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو):

(الف) صوبہ بھر کے ہسپتالوں میں ادویات کی خرید پنجاب پروکیورمنٹ رولز کے تحت کی جاتی ہے۔ ادویات کی سپلائی مکمل ہونے کے بعد ادویات کے سیمپلز برائے تجزیہ ڈرگ ٹیسٹنگ لیبارٹری کو ارسال کئے جاتے ہیں۔ اور مثبت تجزیاتی رپورٹ موصول ہونے کے بعد ماہرین پر مشتمل انسپکشن کمیٹی تمام ادویات کو دوبارہ چیک کر کے رپورٹ دیتی ہے۔ اس کے بعد ہی جو دوا معیار پر پورا اترتی ہے وہ ہسپتالوں کے مریضوں کے لئے فراہم کر دی جاتی ہے تاہم کسی شکایت کی صورت میں ادویات کے سیمپل دوبارہ لئے جاتے ہیں اور ڈرگ ٹیسٹنگ لیبارٹری میں دوبارہ جانچ پڑتال کی جاتی ہے، غیر معیاری ثابت ہونے کی صورت میں ادویات سپلائی کرنے والی فرم کے خلاف ڈرگز ایکٹ 1976 اور اب ڈرگز ایکٹ 2012 کے تحت سخت کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ غیر معیاری ادویات کو بحق سرکار ضبط کر لیا جاتا ہے اور متعلقہ فرم از سر نو معیاری ادویات فراہم کرنے کی پابند ہوتی ہے۔ ضبط شدہ غیر معیاری ادویات ضابطہ کے تحت ضائع کر دی جاتی ہیں۔ اس کے علاوہ مارکیٹ میں ڈرگ انسپکٹر دکانوں سے ادویات کے نمونہ جات لیتے ہیں اور ڈرگز ٹیسٹنگ لیبارٹری کو برائے تجزیہ بھیجے جاتے ہیں۔ ادویات غیر معیاری ہونے کی صورت میں متعلقہ میڈیکل سٹوروں کے خلاف سخت تادیبی کارروائی کی جاتی ہے۔

(ب) جعلی ادویات کی تیاری اور فروخت کے خاتمے کے لئے Drugs Act 1976 کے تحت اقدامات کئے جاتے ہیں، محکمہ صحت حکومت پنجاب نے اس ایکٹ کے تحت ڈرگز رولز 2007 بنائے ہیں۔اس ضمن میں مزید عرض ہے کہ حکومت پنجاب نے جعلی ادویات کی روک تھام کے لئے جامع پروگرام ترتیب دیا ہوا ہے جس میں صوبہ بھر کے ڈرگ انسپکٹروں کی کارروائی کو کمپیوٹرائزڈ کیا جائے گا۔ پنجاب انفارمیشن ٹیکنالوجی بورڈ کے تعاون سے Drug Inspection Monitoring Evaluation (DIME) سسٹم متعارف کروا دیا گیا ہے۔ جس پر مرحلہ وار عملدرآمد شروع ہو چکا ہے۔

اس کے علاوہ صوبے کے تمام ڈرگ انسپکٹروں کو ہدایات جاری کی گئی ہیں کہ ادویات کی سٹوریج کے لئے تمام ممکنہ کارروائیوں کو یقینی بنایا جائے۔ مزید برآں ڈرگ انسپکٹروں کو ہدایات جاری کی گئی ہیں کہ وہ اپنے ایریا میں موجود تمام میڈیکل سٹورز، ڈسٹری بیوٹرز اور فارمیسیز کو چیک کر کے اس کی رپورٹ محکمہ صحت کو بھیجے۔ادویات کا معیار بہتر بنانے کے لئے پنجاب ڈرگ رولز 2007 میں ضروری اقدامات کئے گئے ہیں۔

پنجاب میں ڈرگ ٹیسٹنگ لیبارٹریز لاہور اور ملتان میں کام کر رہی ہیں جنوری 2012 سے لے کر اپریل 2013 تک 41028 ادویات کا تجزیہ کیا گیا۔ ڈرگ ٹیسٹنگ لیبارٹری لاہور کے لئے 198 ملین روپے کا بجٹ PC–I منظور کیا گیا جس کی مدد سے لیبارٹری کو upgrade کرنے کے لئے جدید تحقیقاتی آلات / مشینری خریدی جا رہی ہے جس سے ادویات کا بہتر طریقے سے تجزیہ ہو سکے گا۔ اس کے علاوہ صوبہ میں چار مزید نئی ڈرگ ٹیسٹنگ لیبارٹریز راولپنڈی، بہاولپور، فیصل آباد اور سرگودھا میں بنائی جا رہی ہیں۔ مزید برآں حکومت پنجاب کے تعاون سے پبلک پرائیویٹ پارٹنرشپ کے تحت سندر انڈسٹریل اسٹیٹ لاہور میں Bio equivalence کی لیبارٹری بھی تیار کی جائے گی۔

(ج) ڈرگ ایکٹ 1976 کے تحت قیمتیں مقرر کرنے کا اختیار وفاقی حکومت کے پاس ہے، وفاقی سطح پر قائم مرکزی ڈرگ ریگولیٹری اتھارٹی کی ذمہ داری ہے جبکہ ادویات کی سیل اور کوالٹی کنٹرول کرنا وفاقی اور صوبائی حکومتوں کی مشترکہ ذمہ داری ہے۔ وفاقی حکومت (ڈرگ ریگولیٹری اتھارٹی آف پاکستان) ادویات کی Manufacturing Retail Price کا تعین

کرتی ہے اور کسی بھی کمپنی یا شخص کو اس مقرر کردہ قیمت سے زیادہ قیمت پر ادویات فروخت کرنے کی اجازت نہیں۔

(د) حکومت پنجاب نے جعلی ادویات کی روک تھام کے لئے جامع پروگرام ترتیب دیا ہوا ہے جس میں صوبہ بھر کے ڈرگ انسپکٹروں کی کارروائی کو کمپیوٹرائزڈ کیا جائے گا۔ پنجاب انفارمیشن ٹیکنالوجی بورڈ کے تعاون سے Drug Inspection Monitoring Evaluation سسٹم متعارف کروا دیا گیا ہے جس پر مرحلہ وار عملدرآمد شروع ہو چکا ہے۔ اس کے علاوہ صوبے کے تمام ڈرگ انسپکٹروں کو ہدایات جاری کی گئی ہیں کہ ادویات کی سٹوریج کے لئے تمام ممکنہ کارروائیوں کو یقینی بنایا جائے۔ مزید برآں ڈرگ انسپکٹروں کو ہدایات جاری کی گئی ہیں کہ وہ اپنے ایریا میں موجود تمام میڈیکل سٹورز، ڈسٹری بیوٹرز اور فارمیسیز کو چیک کر کے اس کی رپورٹ محکمہ صحت کو بھیجے۔ ادویات کا معیار بہتر بنانے کے لئے پنجاب ڈرگ رولز 2007 میں ضروری اقدامات کئے گئے ہیں۔ مزید برآں صوبہ بھر میں ڈرگ انسپکٹر کی خالی پوسٹوں پر تعیناتی کی جارہی ہے۔ پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعہ بھی فارماسسٹ کی نئی بھرتی کی جارہی ہے۔ صوبہ بھر کے ہسپتالوں میں ڈرگز انفارمیشن سنٹر، پوائزن کنٹرول سنٹر اور Pharma Co Vigilance سنٹرز کا قیام عمل میں لایا جارہا ہے۔ صوبہ بھر کے تمام ہسپتالوں میں پچاس بیڈز پر ایک فارماسسٹ تعینات کیا جائے گا جس سے ادویات کی کارکردگی اور کوالٹی کو مزید بہتر طریقے سے دیکھا جاسکے گا۔ ادویات کی ترسیل کا نظام اور ہسپتالوں میں Pharmacy services کے نظام کو مزید بہتر بنایا جاسکے گا۔ وزیراعلیٰ پنجاب نے وزیر صحت اور سیکرٹری صحت کی ایک کمیٹی بھی بنائی ہے جو کہ صوبہ میں ادویات کے بہتر کنٹرول کے لئے بہتر نظام Restructuring of Drugs Control Mechanism in Punjab کے لئے بھی تجاویز تیار کر رہی ہے۔ اس کے علاوہ ڈرگ انسپکٹروں کی کارکردگی کو بہتر بنانے کے لئے ان کی ٹریننگ کا اہتمام بھی کیا جارہا ہے۔

جناب سپیکر: جی، ضمنی سوال بتائیں۔

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! وزیر صاحب نے میرے سوال کا جواب بڑی تفصیل کے ساتھ دیا ہے کہ یہ جعلی ادویات کی روک تھام اور ان کی قیمتوں کو کنٹرول کرنے کا کیا لائحہ عمل اپنا رہے ہیں اور یہ بڑا تسلی بخش جواب ہے۔ اس میں میں ضمنی سوال یہ کرنا چاہتا ہوں کہ ابھی پنجاب میں بے شمار میڈیکل

سٹور ایسے ہیں جہاں expired ادویات پر دوبارہ چٹیں لگا کر فروخت کی جا رہی ہیں جو کہ جان لیوا ثابت ہوتی ہیں۔ میری وزیر صاحب سے گزارش ہے کہ اس بارے میں محکمہ کیا اقدامات کر رہا ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! انہوں نے بہت اچھا سوال کیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، بہت اچھا۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! کیونکہ یہ ایک issue ہے. I will say that this is a very good question میں جناب احمد شاہ کھگہ صاحب کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ہم نے اس پر بڑا سخت ایکشن لیا ہے جس کی تفصیل میں آپ کو دے رہا ہوں۔ First of all ہر تحصیل کی سطح پر ایک ڈرگ انسپکٹر ہے اگر یہ ٹوٹل تعداد پوچھیں گے تو میں وہ بھی بتا دوں گا۔ ہر ہسپتال میں ایک Pharmacist ہے اس کے علاوہ وہاں پر ڈپٹی ڈرگ کنٹرولر، ڈرگ کنٹرولر as well as Chief Drug Controller ڈیپارٹمنٹ میں کام کر رہے ہیں۔ جہاں تک انہوں نے پوچھا ہے ہم اس کو بڑا ہی serious لے رہے ہیں۔ میں ان کو بتاتا ہوں کہ from January 2013 to July 2013 تک 2713 چالان کئے ہیں۔ جناب احمد شاہ کھگہ صاحب کی بات درست ہے کہ بہت سی جگہوں پر ایسی چیزیں پائی جاتی ہیں۔ ان میں سے 1702 کیس کا ڈرگ کورٹ کے ذریعے فیصلہ ہوا ہے کیونکہ اس کے لئے ایک علیحدہ کورٹ بنائی گئی ہے۔ اس کے علاوہ جو ان پر fine impose کیا گیا ہے وہ علیحدہ ہے۔ اس کے علاوہ دوسرے سالوں میں No. of Challans, 5449 ہیں 11-2010 اور 2012 میں 5297 total cases decide ہوئے ہیں۔ اس کے علاوہ 2010 میں جو fine impose کیا گیا ہے میرے پاس اس کی different details ہیں۔ جرمانہ متعلقہ عدالتوں یعنی ڈرگ کورٹس کے ذریعے ہوتا ہے اور پھر یہ وفاقی حکومت کے پاس جمع کروایا جاتا ہے لیکن we are very serious اس پر ہمارا deep concern ہے اور ہم اس پر steps لے رہے ہیں۔

جناب سپیکر: یہ بڑا serious matter ہے آپ کو اس کا بڑا سختی سے notice لینا چاہئے۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور / صحت(جناب خلیل طاہر سندھو):جناب سپیکر!میں نے آپ کے حکم کے مطابق ہر ایک چیز کا علیحدہ علیحدہ تفصیلاً جواب دیا ہے تاکہ کسی چیز کی تشنگی نہ رہے۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: محترم!جن کا سوال ہے ذراان کو بات کرنے دیں۔آپ کی مہربانی۔سوال ابھی بہت زیادہ ہیں اگر آپ ضمنی سوال زیادہ کریں گے تو جنہوں نے سوالات دیئے ہوئے ہیں ان کا حق مارا جائے گا۔ جی، کھگہ صاحب!

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر!وزیر صاحب نے جو بتایا ہے وہ ماشاءاللہ بڑا اچھا قدم ہے۔میں یہ وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ یہ دوائیوں والی ایک ایسی مد ہے کہ یہاں ادھار نہیں ہے اور ہر مریض کو نقد پیسے دینے پڑتے ہیں چاہے وہ کوئی چیز فروخت ہی کیوں نہ کرے۔سب کی یہی خواہش ہو گی کہ اچھی اور معیاری دوائیاں ملیں۔اس میں میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا حکومت کا کوئی ایسا work plan ہے کہ تمام میڈیکل سٹوروں کے کیش میمو کو بھی computerize کیا جائے تاکہ مہنگی ادویات فروخت نہ کر سکیں؟

جناب سپیکر:اس کا کوئی mechanism ہے؟

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور / صحت(جناب خلیل طاہر سندھو):جناب سپیکر!بالکل اس کا mechanism ہے۔اس میں special instructions دی گئی ہیں کہ ڈاکٹر جو بھی medicines لکھتے ہیں۔ میڈیکل سٹور والے اس کا Bill دیں۔ ہم اس بارے میں کام کر رہے ہیں تاکہ یہ online اور computerize بھی ہو اور daily کا ریکارڈ مل سکے۔

محترمہ نجمہ بیگم:جناب سپیکر!میرا ضمنی سوال ہے۔۔۔

جناب سپیکر:آپ کے ساتھیوں کے باقی سوالات ہیں۔آپ مہربانی کریں۔اب اگلا سوال بھی احمد شاہ کھگہ صاحب کا ہے۔

جناب احمد شاہ کھگہ:جناب سپیکر!سوال نمبر41ہے،جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی،جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ کے ہسپتالوں کی ایمرجنسیز کو وسیع کرنے کی تفصیلات

*41: جناب احمد شاہ کھگہ: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب کے تمام بڑے ٹیچنگ و نان ٹیچنگ ہسپتالوں کے شعبہ حادثات میں ادویات سمیت تمام سہولیات مفت فراہم کی جاتی ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ لاہور شہر کے تمام بڑے ہسپتالوں کی ایمرجنسیز میں ایک بیڈ پر دو دو، تین تین مریض پڑے ہوتے ہیں؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت صوبہ پنجاب کے تمام بڑے ٹیچنگ و نان ٹیچنگ ہسپتالوں بالخصوص لاہور کے ہسپتالوں کی emergencies کو وسیع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو وجوہات بیان کی جائیں؟

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ پنجاب کے تمام بڑے ٹیچنگ و نان ٹیچنگ ہسپتالوں کے شعبہ حادثات میں ادویات سمیت تمام سہولیات مفت فراہم کی جاتی ہیں۔

(ب) یہ کسی حد تک درست ہے کہ بے انتہا رش کی وجہ سے ایک بیڈ کی عدم دستیابی کی وجہ سے ایمرجنسی علاج معالجہ کی سہولت بہم پہنچانے کے لئے ایک بیڈ پر ایک سے زائد مریضوں کو لٹانا پڑتا ہے، تاکہ مریضوں کی جان کو کوئی خطرہ نہ ہو۔ جونہی مریض کی حالت بہتر ہوتی ہے اس کو یا تو ڈسچارج کر دیا جاتا ہے یا پھر مزید علاج کے لئے وارڈ میں داخل کر دیا جاتا ہے۔

(ج) حکومت کی مسلسل کوشش ہے کہ مریضوں کو ایمرجنسی میں مناسب اور خاطر خواہ طبی سہولیات فراہم کی جائیں۔ اس وقت تمام ٹیچنگ ہسپتالوں کی ایمرجنسیز میں مریضوں کو بہترین طبی سہولیات مہیا کی جا رہی ہیں۔ حکومت ہر وقت ہسپتالوں کی ضروریات کو پورا کرنے کی سعی کرتی رہتی ہے۔ ایمرجنسیز کی توسیع کے بارے میں عرض ہے کہ حکومت نے ماضی قریب میں لاہور کے تمام تدریسی ہسپتالوں کی ایمرجنسیز کو وسعت دی ہے۔ تاہم حکومت کو کسی بھی ہسپتال کی طرف سے ایمرجنسی کی وسعت کی تجویز موصول ہو گی تو اس کو منظوری کے لئے متعلقہ حکام کے سامنے پیش کیا جائے گا۔

جناب سپیکر: ضمنی سوال بولیں۔

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! جواب کے جز (ج) میں محکمہ نے بتایا ہے کہ حکومت ہر وقت ہسپتالوں کی ضروریات کو پورا کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ تاہم حکومت کو کسی بھی ہسپتال کی طرف سے ایمرجنسی کی توسیع کرنے کی کوئی تحریری درخواست یا تجویز موصول نہ ہوئی ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اگر ہسپتال انتظامیہ کو ایمرجنسی میں مریضوں کو درپیش تکلیف کا پتا نہیں یا انہیں فرصت ہی نہیں کہ لاچار مریضوں کی سہولت کے لئے اعلیٰ حکام کو درخواست ہی دے دیں تو کیا محکمہ صحت اپنے طور پر توسیع کرنے کا مجاز نہیں؟ حالانکہ یہاں پر تمام ایم پی ایز اور منسٹر صاحبان کو اس بات کا علم ہے کہ ہسپتالوں میں کتنا رش ہے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! محترم احمد شاہ کھگہ صاحب نے جو سوال کیا ہے اس میں یہ ہے کہ بعض اوقات عوامی نمائندوں کو ہم سے بھی زیادہ اپنے متعلقہ ہسپتال کے متعلق پتا ہوتا ہے۔ اس حوالے سے یہ جواب دیا گیا ہے کہ اگر کوئی بھی ایمرجنسی شکایت وصول ہوتی ہے، ایمرجنسی سے مطلب کہ routine سے ہٹ کر ہوتا ہے تو اس کو بھی ہم fulfill کرنے کو تیار ہیں اور ہم یہ کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ جو انہوں نے پہلے بھی بات کی تھی تو اس میں ڈرگ ایکٹ 2007 کے تحت فارمیسی کے سسٹم کو computerize کیا جا رہا ہے۔ شکریہ

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! ضمنی سوال۔۔۔

جناب سپیکر: جی، ضمنی سوال پر آ گئے ہیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ جو اس کا جز (الف) ہے اس میں یہ ہے کہ "کیا یہ درست ہے کہ پنجاب کے تمام بڑے ٹیچنگ و نان ٹیچنگ ہسپتالوں کی ایمرجنسی میں ادویات سمیت تمام سہولیات مفت فراہم کی جاتی ہیں؟" اس کا جواب یہ ہے کہ "جی ہاں! یہ درست ہے کہ پنجاب کے تمام بڑے ٹیچنگ و نان ٹیچنگ ہسپتالوں کی ایمرجنسی میں ادویات سمیت تمام سہولیات مفت فراہم کی جاتی ہیں۔" یہ اس ایوان کے ساتھ اور ان ممبران کے ساتھ بہت زیادتی ہے کہ اس سوال کا جواب انہوں نے 'ہاں' میں دیا ہے آپ کسی بھی بڑے ٹیچنگ ہسپتال میں چلے جائیں۔۔۔ (شور و غل)

MR SPEAKER: Order please. Order in the House.

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! اگر خدانخواستہ کوئی accidental case آ جاتا ہے، آرتھوپیڈک کا مسئلہ ہوتا ہے تو وہاں پر ایمرجنسی کے اندر جو ڈاکٹر صاحبان ہوتے ہیں انہوں نے اپنے باہر ،

میں 'پھڑیا'لفظ استعمال کرنے لگا ہوں جو منڈی میں استعمال ہوتا ہے وہ 'پھڑیے' وہاں پر کھڑے کئے ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس کی ٹانگ میں 20ہزار یا 25ہزار روپے کا rodلگنا ہے وہ بازار سے یا اس کے ذریعے سے جاکر منگوایا جاتا ہے پھر جاکر اسے operate کیا جاتا ہے نہیں تو وہ مریض آپریشن تھیٹر میں تڑپتا رہتا ہے، اس کا کوئی پُرسان حال نہیں۔ میں یہ بات اس وجہ سے کر رہا ہوں کیونکہ ان کے محکمہ کی طرف سے جو جواب آیا ہے، ان کا محکمہ اپنے دفتر میں بیٹھ کر اس طرح کے خوبصورت الفاظ تو لکھ سکتا ہے لیکن جو مریض مر رہے ہیں ان کو ہسپتالوں میں جاکر نہیں دیکھتا، ٹھنڈے AC کے کمروں میں بیٹھ کر جواب تو لکھ دیتے ہیں لیکن ground realities ان کو نہیں پتا، یہ کسی بھی ایمرجنسی میں چلے جائیں وہاں پر انہیں پتا چلے گا کہ مفت ادویات دی جا رہی ہیں یا وہاں پر مریض کی باقی کھال بھی اُتاری جا رہی ہے، یہ جائیں تو انہیں پتا چلے کہ ڈاکٹر اور دوسرا عملہ ان کے ساتھ کیا سلوک کرتا ہے؟

جناب سپیکر! 2002-07 کے دوران اگر کوئی مریض ہسپتال میں ایمرجنسی کی شکل میں جاتا تھا تو تین لاکھ روپے تک اس کا مفت علاج کیا جاتا تھا مگر اب وہاں پر شاید 3ہزار روپے مفت علاج کی سہولت تک بھی میسر نہیں۔ ایک تو یہ اس کا جواب دے دیں۔ دوسرا ضمنی سوال بھی میں ساتھ ہی کروں گا وہ یہ ہے کہ انہوں نے جز (ج) کے جواب میں یہ کہا ہے کہ 'لاہور کے تمام تدریسی ہسپتالوں کی ایمرجنسی کو وسعت دی گئی ہے۔' ان سے گزارش ہے کہ جن ہسپتالوں کے اندر وسعت دی گئی ہے، اس کی تفصیل بتادیں۔ شکریہ

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! ایک تو یہ ڈاکٹروں کی تذلیل کر رہے ہیں، یہ غلط بول رہے ہیں انہیں ڈاکٹروں کے بارے میں پتا ہی نہیں ہے، [*****]

جناب سپیکر: محترمہ! آپ کیا کر رہی ہیں؟ ایسے الفاظ کو جو انہوں نے [********] استعمال کئے ہیں ان کو کارروائی کا حصہ نہ بننے دیا جائے۔ (قطع کلامیاں)

محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: یہ غلط بات ہے، وہاں پر مفت علاج کیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: متعلقہ منسٹر کو جواب دینے دیں۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ ٹھیک ہے آپ الفاظ حذف کروائیں، محترمہ کس بات پر بول رہی ہیں، میں نے کون سی ایسی غلط بات کی ہے، اگر اس ایوان کو کوئی proper information نہیں دے گا تو کیا ہم اس کی تعریف کریں کہ انہوں نے بہت بڑا کارنامہ انجام دیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، میں نے ان کو کہہ دیا ہے۔ میاں صاحب! آپ ضمنی سوال پر بات کریں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! ہم یہاں پر کسی سول بیوروکریسی کو protect کرنے کے لئے نہیں بیٹھے، یہ ہمارا حق ہے کہ ہم اپنے سوال بھی کریں اور ان کے ٹھیک جواب بھی مانگیں۔ یہ ہمارا حق بنتا ہے۔ یہ ہم پر احسان نہیں کرتے یہ ہماری عوام کی tax money ہے۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: ذرا یہ بتائیں کہ کس ڈاکٹر نے بیس پچیس ہزار روپے لئے ہیں؟ یہ ڈاکٹروں پر الزام لگا رہے ہیں، ڈاکٹر ایسا نہیں کرتے۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ کیا کر رہی ہیں؟

میاں محمد اسلم اقبال: یہ ہماری عوام کے tax کے پیسے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ ضمنی سوال پر بات کریں۔

میاں محمد اسلم اقبال: ہمارے سوال کا صحیح شکل میں جواب دینا ان کا فرض بنتا ہے اور سُننا ہمارا حق بنتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، درست ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: اگر یہ نہیں دیں گے تو پھر ہمیں یہ لفظ استعمال کرنے دیئے جائیں۔

جناب سپیکر: آپ کی بڑی مہربانی، آپ تشریف رکھیں۔ ہم وزیر صاحب سے جواب لیتے ہیں۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: کوئی ڈاکٹر ایسا نہیں کرتا وہاں پر ایسے لوگ اپنے طور پر کھڑے ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! متعلقہ منسٹر صاحب کو جواب دینے دیں۔ آپ درمیان میں interruption نہ کیا کریں، آپ کی مہربانی ہے۔ (قطع کلامیاں)

میں ان کو بھی کہتا ہوں کہ ضمنی سوال کی حد تک بات ہونی چاہئے۔ جی، منسٹر صاحب! ان کے سوال کا جواب دیں۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور / صحت(جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! میاں محمد اسلم صاحب نے جو ضمنی سوال کیا ہے اس میں بہت واضح جواب ہے کہ "حکومت کی مسلسل کوشش ہے کہ مریضوں کو ایمرجنسی میں مناسب اور خاطر خواہ طبی سہولیات فراہم کی جائیں۔ اس وقت تمام ٹیچنگ ہسپتالوں کی emergencies میں مریضوں کو بہترین طبی سہولیات مہیا کی جا رہی ہیں۔ حکومت ہر وقت ہسپتالوں کی ضروریات کو پورا کرنے کی سعی کرتی ہے۔" Emergencies کی توسیع کے بارے میں عرض ہے کہ "حکومت نے ماضی قریب میں لاہور کے تمام۔۔۔" میاں صاحب اس میں تمام کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر! آپ کی وساطت سے میں یہ کہوں گا کہ جب اس میں "تمام" کا لفظ آ گیا ہے تو اس میں جتنے بھی ٹیچنگ ہسپتال یا دوسرے ہیں سب کو کہا گیا ہے۔ دوسری بات میں یہ کہوں گا کہ ہمارے جتنے بھی محدود وسائل ہیں اس میں ہم ضروری ادویات اور ٹیسٹ وغیرہ definitely ان کو فری دیتے ہیں، تیسری بات جو انہوں نے خاص complaint کی ہے کہ ڈاکٹروں نے کچھ لوگ رکھے ہوئے ہیں۔ If there is any special or specific complaint then tell me I'll take action on that.

میاں محمد اسلم اقبال: آپ بھی کبھی مہربانی کر کے ہسپتالوں کا visit کر لیا کریں، ساری ذمہ داری ہم پر نہ ڈالا کریں۔ آپ بھی تھوڑی مہربانی کر لیا کریں۔

جناب سپیکر: جی، کرنا چاہئے، وہ visit کر لیں گے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے یہ بھی سوال کرنا چاہوں گا کہ جو آپ نے فرمایا ہے کہ تمام تدریسی ہسپتالوں کی ایمرجنسی کو وسعت دی گئی ہے آپ بتا دیں کہ جناح ہسپتال، سروسز ہسپتال، میو ہسپتال، گنگارام ہسپتال میں کتنے فی بیڈ اضافہ کیا گیا ہے؟ شکریہ

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور / صحت(جناب خلیل طاہر سندھو): میاں صاحب! یہ تو fresh question ہے آپ اس کو دوبارہ کر دیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! جواب میں درج ہے کہ لاہور کے تمام تدریسی ہسپتالوں کی ایمرجنسی کو وسعت دی گئی ہے۔ میں اس کی تعداد پوچھ رہا ہوں کہ فی بیڈ کتنا اضافہ کیا گیا ہے؟

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو): میں تعداد بتانے کو تیار ہوں۔ گنگارام ہسپتال میں 50 بیڈز کا اضافہ کیا گیا ہے، اسی طرح میو ہسپتال میں 70 بیڈز کا اضافہ کیا گیا ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: بوٹی آ گئی ہے۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! مجھے تو بوٹی کا نہیں پتا کہ بوٹی سے کون کیسے کیسے پاس ہوتا ہے؟ بہر حال ان کو جو وسعت دی جا رہی ہے اس میں تمام ہسپتال شامل ہیں۔

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ ہمیں اب آگے بڑھنا چاہئے۔ شکریہ۔ اگلا سوال ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب کا ہے۔ ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔

محترمہ فوزیہ ایوب قریشی: جناب سپیکر! .On his behalf (معزز ممبر نے ڈاکٹر سید وسیم اختر کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: محترمہ! آپ خود محنت کیا کریں۔ اچھی بات تو یہ ہے۔ دیکھیں آخر میں جنہوں نے سوال دیئے ہوئے ہیں میں ان کو کیا جواب دوں گا جب ان کا سوال نہیں آئے گا؟ آپ کی مہربانی۔

محترمہ فوزیہ ایوب قریشی: جناب سپیکر! میں ان کے behalf پر ضمنی سوال کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: سوال نمبر بولئے گا۔

محترمہ فوزیہ ایوب قریشی: جناب سپیکر! سوال نمبر 80 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

بہاولپور: ڈرگ ٹیسٹنگ لیبارٹری کا قیام و دیگر تفصیلات

*80: ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) بہاولپور میں ڈرگ ٹیسٹنگ لیبارٹری کا قائم کیا جانا ایک مستحسن اقدام ہے اس میں کس کس گریڈ کے کتنے ملازم بھرتی کئے گئے ہیں؟

(ب) ان کی بھرتی کے لئے کیا طریق کار اختیار کیا گیا نیز اس لیبارٹری میں اب تک کل کتنے ٹیسٹ کئے گئے ہیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ ماضی میں مرکزی ڈرگ ٹیسٹنگ لیبارٹری کے حوالہ سے یہ مشہور تھا کہ لیبارٹری سٹاف اور دواساز کمپنیوں کی ملی بھگت سے جب بھی کوئی sample ٹیسٹنگ کے لئے آتا تھا عملہ فوراً کمپنی کو اطلاع دیتا تھا اور پھر مک مکا شروع ہو جاتا تھا اور رپورٹ اسی کی روشنی میں ترتیب پاتی تھی؟

(د) بہاولپور ڈرگ ٹیسٹنگ لیبارٹری نے ادویات کی درست ٹیسٹنگ اور مک مکا کو روکنے کے لئے کیا کیا اقدامات اٹھائے ہیں؟

(ہ) اگر کوئی پرائیویٹ پریکٹشنز ڈاکٹر کی دوائی مشکوک ہو جائے تو مذکورہ لیبارٹری میں ٹیسٹ کروانے کے لئے کیا طریق کار اختیار کرنا چاہیئے؟

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو):

(الف) بہاولپور میں ڈرگ ٹیسٹنگ لیبارٹری کا قیام ہو چکا ہے اور حکومت پنجاب کی طرف سے مندرجہ ذیل اسامیاں بھی منظور کر دی گئی ہیں:۔

نمبر شمار	نام اسامی	گریڈ	تعداد اسامی
1۔	ڈائریکٹر	19	01
2۔	ڈپٹی ڈائریکٹر	18	01
3۔	فارماکالوجسٹ	18	01
4۔	اسسٹنٹ فارماسیوٹیکل کیمسٹ	17	01
5۔	مائیکروبیالوجسٹ	17	01
6۔	اکاؤنٹنٹ	11	01
7۔	لیب ٹیکنیشن	09	01
8۔	لیب اسسٹنٹ	05	01
9۔	لیب اٹینڈنٹ	02	01
10۔	نائب قاصد	01	02
11۔	سینٹری ورکر	01	01
12۔	چوکیدار	01	01

مندرجہ بالا اسامیاں منظور ہو چکی ہیں تاہم حکومت پنجاب کی طرف سے نئی بھرتی پر پابندی عائد ہے جیسے ہی بھرتی پر سے پابندی ختم ہو گئی تو مذکورہ اسامیوں پر بھرتی کر دی جائے گی۔

(ب) ابھی تک کسی بھی قسم کی کوئی بھرتی نہ ہوئی ہے اور ٹیسٹنگ کا کام بھی ملازمین کی بھرتی کے بعد ہی شروع ہو گا۔

(ج) یہ درست نہ ہے کہ sample کی رپورٹ دوا ساز کمپنیوں اور لیبارٹری سٹاف کی ملی بھگت سے تیار کی جاتی تھی اور یہ بھی درست نہ ہے کہ پنجاب میں صرف ایک مرکزی ڈرگز ٹیسٹنگ لیبارٹری تھی بلکہ پنجاب میں دو ڈرگز ٹیسٹنگ لیبارٹریاں کام کر رہی ہیں جن میں سے ایک لاہور جبکہ دوسری چھ سال سے ملتان میں کام کر رہی تھی۔ تمام ادویات کے sample فارما کوپیا کے تحت دیئے گئے طریق کار اور official specification کے مطابق ٹیسٹ کئے جاتے ہیں۔ لیبارٹری میں باقاعدہ ایک Secrecy Cell ہے اور Analyst کو نمونہ جات fictitious نمبر لگا کر ٹیسٹ کرنے کے لئے بھجوائے جاتے ہیں اس لئے الزام بے بنیاد ہے۔

(د) لیبارٹری ابھی تک فنکشنل نہ ہو سکی ہے لہذا اس میں کسی بھی قسم کے کوئی بھی نہ تو ٹیسٹ ہو رہے ہیں اور نہ مک مکا ہو رہا ہے۔

(ہ) پنجاب ڈرگز رولز 2007 (رول نمبر 13) کے مطابق کوئی شخص مقررہ فیس ادا کر کے ٹیسٹ کروا سکتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ فوزیہ ایوب قریشی: جناب سپیکر! میں منسٹر صاحب سے صرف یہ پوچھنا چاہوں گی کہ بہاولپور میں ڈرگز ٹیسٹنگ لیبارٹری کا قیام ایک مثبت اقدام ہے اس میں کس کس گریڈ کے کتنے ملازم بھرتی کئے گئے ہیں اور ان کی بھرتی کے لئے کیا طریق کار اپنایا گیا ہے؟

جناب سپیکر: آپ یہ نہ پڑھیں، آپ اس میں سے ضمنی سوال کریں۔

محترمہ فوزیہ ایوب قریشی: جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہوں گی کہ ملازمین کی بھرتی کے لئے کیا طریق کار ہے؟

جناب سپیکر: جی، جو بھرتی کئے گئے ہیں ان کا طریق کار بتادیں۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! محترمہ نے جواب پڑھا نہیں اس میں لکھا ہے کہ مندرجہ بالا اسامیاں منظور ہو چکی ہیں تاہم حکومت پنجاب کی طرف سے نئی بھرتیوں پر پابندی عائد ہے جیسے ہی بھرتی پر سے پابندی ختم ہو گی تو مذکورہ اسامیاں پُر کر دی جائیں

گی۔ جہاں تک ان کی اس بات کا تعلق ہے یہ ایک جرمن آرگنائزیشن ہے جن کی وجہ سے بہاولپور کی ایک لیب ہے GTZان کی جرمن ٹیکنیکل کارپوریشن سے وہ sanctionہو چکی ہے۔

MR SPEAKER: Order please. Order in the House.

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! This is one of the best laboratories in Bahawalpur. ہم نے ابھی بہاولپور میں لیبارٹری بنائی ہے اور بہت جلد وہاں پر سٹاف recruit کر کے بھیج دیا جائے گا تاکہ وہ working condition میں آ جائے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال محترمہ شمیلہ اسلم صاحبہ کا ہے۔ سوال نمبر بولئے گا۔

محترمہ شمیلہ اسلم: جناب سپیکر! سوال نمبر 159 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع وہاڑی میں ڈائیلسز مشینیں و دیگر تفصیلات

*159: **محترمہ شمیلہ اسلم:** کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈسٹرکٹ ہسپتال وہاڑی میں ڈائیلسز کے لئے صرف چار مشینیں موجود ہیں۔ جن میں سے ایک خراب ہے کیا حکومت مزید مشینیں فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ب) کیا حکومت منشیات کے مریضوں کی بحالی کے لئے مذکورہ ہسپتال میں الگ وارڈ بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ج) ڈی ایچ کیو وہاڑی میں کس کس مرض کے وارڈ موجود ہیں، ان کی تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(د) ہیپاٹائٹس کی روک تھام کے لئے ضلع وہاڑی میں کون کون سے اقدامات اٹھائے جا رہے ہیں؟

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو):

(الف) ڈسٹرکٹ ہسپتال وہاڑی میں ڈائیلسز کے لئے چار مشینیں فراہم کی گئی ہیں جن میں سے دو مشینیں خراب ہیں جبکہ دو مشینیں بالکل صحیح طور پر کام کر رہی ہیں اور مریضوں کو طبی سہولیات بہم پہنچا رہی ہیں۔ مزید یہ کہ ڈسٹرکٹ ہسپتال وہاڑی میں کڈنی سنٹر کی تعمیر کا کام مکمل ہو چکا ہے جس کے PC-I میں دو ڈائیلسز مشینوں کی فراہمی بھی شامل ہے۔ حکومت

پنجاب نے کڈنی سنٹر کے ریونیوپورشن کے فنڈز مبلغ 49.00 ملین روپے بھی جاری کر دیئے ہیں اور کڈنی سنٹر کے لئے دو ڈائیلسز مشینیں اور دوسرا میڈیکل سامان 14-2013 میں خرید لیا جائے گا۔

(ب) منشیات کے مریضوں کی بحالی کے لئے ضلعی ہسپتال وہاڑی میں الگ وارڈ بنانے کی سکیم زیر غور نہ ہے۔ تاہم منشیات کے مریضوں کو ضروری طبی سہولیات ہسپتال فراہم کر رہا ہے۔

(ج) مذکورہ ہسپتال میں مندرجہ ذیل وارڈز کام کر رہے ہیں۔

میڈیکل وارڈ، سرجیکل وارڈ، آرتھوپیڈک وارڈ، گائنی وارڈ، چلڈرن کمپلیکس، چلڈرن ICU، آئی وارڈ، ENT وارڈ، کارڈیالوجی وارڈ، ایمرجنسی وارڈ، یورالوجی وارڈ (ڈائیلسز یونٹ) تھیلیسیمیا یونٹ۔

(د) حکومت پنجاب کے ہیپاٹائٹس کنٹرول پروگرام کے تحت ضلعی ہسپتال وہاڑی میں ہیپاٹائٹس بی کی ویکسین تمام عوام کو مفت فراہم کی جارہی ہے۔ ہیپاٹائٹس بی اور ہیپاٹائٹس سی کے مریضوں کے علاج کے لئے مفت ادویات و علاج مہیا کیا جارہا ہے۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ شمیلہ اسلم: جناب سپیکر! جواب کے جز (الف) کے جواب میں بتایا گیا ہے کہ "ڈسٹرکٹ ہسپتال وہاڑی میں ڈائیلسز کے لئے چار مشینیں فراہم کی گئی ہیں جن میں سے دو مشینیں خراب ہیں جبکہ دو مشینیں بالکل صحیح طور پر کام کر رہی ہیں۔" میرا ضمنی سوال خراب مشینوں کے حوالے سے ہے کہ جو دو مشینیں خراب ہیں کیا حکومت انہیں بیچنے کا ارادہ رکھتی ہے یا اس کو صحیح کروانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر تو صحیح کروانے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

جناب سپیکر: جی، وہ پوچھ رہی ہیں کہ یہ دو مشینیں جو خراب ہیں حکومت ان کو بیچنے کا ارادہ رکھتی ہے یا ان کو ٹھیک کروانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ٹھیک کروانے کا ارادہ رکھتی ہے تو کتنے عرصہ میں درست کروائی جائیں گی؟

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! میں محترمہ کی information کے لئے ان کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ وہاں پر چار مشینیں تھیں اب ہم چھ مشینیں کر رہے ہیں تاکہ وہاں پر زیادہ مشینیں ہوں اور جو دو خراب مشینیں ہیں ان کے بھی احکامات جاری کر دیئے گئے ہیں ان کو ٹھیک کروا کر فنکشنل حالت میں لایا جائے گا لیکن میں یہ on the floor of the

House کہہ رہا ہوں کہ ہم وہاں پرچھ مشینیں کر رہے ہیں تاکہ مریضوں کو اور زیادہ compliance مل سکے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ

محترمہ شمیلہ اسلم: جناب سپیکر! اسی سوال کے دوسرے حصہ میں کہا گیا ہے کہ کڈنی سنٹر کے ریونیو پورشن کے لئے تقریباً 49 ملین روپے جاری کر دیئے گئے ہیں اور کڈنی سنٹر کے لئے دیگر میڈیکل سامان بھی 14-2013 تک خرید اجائے گا۔ میرا سوال یہ ہے کہ مالی سال 14-2013 تو شروع ہو چکا ہے، بجٹ بھی approve ہو چکا ہے اب حکومت کتنے دنوں تک یہ کام مکمل کر لے گی؟ latest position سے آگاہ کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: جب یہ بجٹ میں شامل ہے تو یقیناً اس پر انہوں نے کام شروع کرنا ہی ہے۔ بی بی ٹائم تو لگتا ہے۔

محترمہ شمیلہ اسلم: جناب سپیکر! وزیر موصوف اس کی latest position بتا دیں۔

جناب سپیکر: جی، اس کی latest position بتائیں۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! پہلے تو یہ جو انہوں نے مشینوں کی مرمت کی بات کی ہے، ہم نے اسی ٹھیکیدار کو کہہ دیا ہے کہ وہ مشینوں کو ٹھیک کر کے دے۔ دوسرا ہماری اپنی بھی یہ کوشش ہے کہ Healthy Punjab Programme کو عملی شکل دی جائے۔ یہ پروگرام ابھی حال ہی میں شروع ہوا ہے ایک یا دو ماہ کے اندر اس کو ہم functional کر دیں گے۔

محترمہ شمیلہ اسلم: جناب سپیکر! اسی سوال کے جز(د) میں بتایا گیا ہے کہ "حکومت پنجاب کے ہیپاٹائٹس کنٹرول پروگرام کے تحت ضلعی ہسپتال وہاڑی میں ہیپاٹائٹس کی ویکسین عوام کو مفت فراہم کی جارہی ہے"۔ یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب اس مرض کو صوبے سے ختم کرنے کے لئے ہر ممکن اقدامات کر رہی ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ وہاڑی میں ہیپاٹائٹس کے مریضوں کی تعداد میں دن بدن اضافہ ہو رہا ہے جن میں سے غرباء کی تعداد زیادہ ہے۔ میں صرف یہ جاننا چاہتی ہوں کہ کیا یہ جو ادویات فراہم کی جارہی ہیں یہ ماہانہ بنیادوں پر مریضوں کو دی جارہی ہیں یا صرف out door patients کو دی جاتی ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر صحت!

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! محترمہ شمیلہ اسلم نے وہاڑی میں ہیپاٹائٹس کے متعلق جو سوال پوچھا ہے اس کے بھی دو حصے ہیں۔ اس وقت ہیپاٹائٹس کی کئی اقسام ہیں جس میں "اے، بی، سی، ڈی اور ای" بھی شامل ہیں۔ کچھ ہیپاٹائٹس پانی کے ذریعے جبکہ ہیپاٹائٹس "بی" اور "سی" خون کے ذریعے یا آلات جراحی کے ذریعے شامل ہوتا ہے۔ اس سلسلے میں اگر واقعی کوئی ہیپاٹائٹس کا مریض ہے تو سب سے پہلے مریض کو رجسٹرڈ کیا جاتا ہے پھر اس کے بعد اس کا کورس مکمل کروایا جاتا ہے تاکہ مریض مکمل طور پر صحت یاب ہو جائے۔ اس کے علاوہ میں آپ کی وساطت سے محترمہ سے بھی request کر رہا ہوں کہ ہم اس سلسلے میں دوبارہ Awareness Programme شروع کر رہے ہیں، جیسے sanitation ہے، nutrition ہے These are the causes of Hepatitis A, B, C and D اس پر بھی ہم preventive measures لے رہے ہیں کیونکہ اگر یہ ساری چیزیں ٹھیک ہوں گی تو ہیپاٹائٹس کا مرض کم ہو جائے گا۔ جتنے بھی ہمارے پاس رجسٹرڈ مریض ہیں ان کو ہم ادویات فراہم کر رہے ہیں اور اس کے علاوہ میں یہ بھی عرض کروں گا کہ تمام MPAs fully empowered ہیں کہ یہ کسی بھی ہسپتال میں جا کر دورہ کر سکتے ہیں۔ اگر کہیں پر کوئی special complaint ہے تو یہ ہمارے علم میں لائیں ہم اس کو بھی fulfil کریں گے۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! میری آپ سے گزارش ہے کہ وہ معزز ممبران جنہوں نے اپنے سوالات کے لئے محنت کی ہے ان کی باری نہیں آئے گی اور وہ یہاں پیش نہیں ہو سکیں گے۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! میں ایک انتہائی اہم اور متعلقہ سوال پوچھنا چاہتی ہوں کہ اس کے اندر Hepatitis Awareness Campaign کا بھی کوئی حصہ ہے کیونکہ ہیپاٹائٹس پھیلنے میں سب سے بڑا cause یہی ہے کہ عوام کو اس بارے میں awareness نہیں ہے کہ یہ کیوں پھیل رہا ہے؟

جناب سپیکر: جتنی بات انہوں نے پوچھی ہے آپ بھی اتنا ہی جلدی سے جواب دے دیں۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! میں نے جس طرح پہلے بھی کہا ہے کہ ہم نے Hepatitis Awareness Programme شروع کیا ہوا ہے۔ ابھی تھوڑے دن پہلے بھی ہم نے ڈائریکٹر جنرل ہیلتھ کے آفس سے ایک شعوری پروگرام ترتیب دیا ہے۔ (قطع کلامیاں)

MR SPEAKER: Order in the House.

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب والا! ابھی چند دن پہلے میں نے خود اس walk کی قیادت بھی کی تھی بے شک یہ symbolic ہوتی ہے لیکن اس کا مطلب یہی ہوتا ہے کہ لوگوں تک شعوری پروگرام پہنچ جائے۔ اس کے علاوہ یہ جو preventive measures ہیں یہ بھی اسی زمرے میں ہی آتے ہیں تاکہ لوگوں کو اس بات کا شعور حاصل ہو جائے اور ہیپاٹائٹس زیادہ نہ پھیل سکے۔

جناب سپیکر: جی، اگلا سوال محترمہ شمیلہ اسلم صاحبہ کا ہے۔ سوال نمبر بولئے گا۔

محترمہ شمیلہ اسلم: جناب سپیکر! سوال نمبر 160 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ڈسٹرکٹ ہسپتال وہاڑی میں تھیلیسیمیا کے مریضوں کے لئے موجود سہولیات کی تفصیلات

*160: **محترمہ شمیلہ اسلم:** کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) تھیلیسیمیا کے مرض میں مبتلا بچوں کے لئے ڈسٹرکٹ ہسپتال وہاڑی میں کتنا بجٹ مختص کیا گیا ہے، کیا حکومت اسے بڑھانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ب) تھیلیسیمیا کے مرض میں مبتلا بچوں کے علاج کے لئے کیا مذکورہ ہسپتال میں لیبارٹری کی سہولت موجود ہے؟

(ج) اس مرض کا شکار بچوں کے لئے مذکورہ ہسپتال میں کون کون سی سہولیات فراہم کی جا رہی ہیں؟

(د) کیا مذکورہ ہسپتال میں ان بچوں کے لئے الگ وارڈ بنایا گیا ہے، اگر جواب اثبات میں ہے تو یہاں موجود ڈاکٹر اور پیرامیڈیکل سٹاف کی تعداد اور ناموں سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو):

(الف) تھیلیسیمیا کے مرض میں مبتلا بچوں کے علاج کے لئے ڈسٹرکٹ ہسپتال وہاڑی میں دوران سال 13-2012 ریگولر بجٹ سے تقریباً ایک لاکھ روپے کی ادویات خریدی گئیں جبکہ موجودہ مالی سال میں ضرورت کے مطابق اس میں اضافہ کر دیا جائے گا۔

(ب) تھیلیسیمیا کے مرض میں مبتلا بچوں کے علاج کے لئے ضلعی ہسپتال وہاڑی میں لیبارٹری کی سہولت موجود ہے۔

(ج) اس مرض کے شکار بچوں کے لئے مذکورہ ہسپتال میں مفت ادویات، بلڈ ٹرانسفیوژن اور دیگر علاج معالجہ کی سہولیات فراہم کی جارہی ہیں۔

(د) ڈسٹرکٹ ہسپتال وہاڑی میں تھیلیسیمیا کے مرض میں مبتلا بچوں کے علاج کے لئے علیحدہ سے وارڈ(چھ بیڈز) موجود ہے۔ تھیلیسیمیا سنٹر کے لئے مختص لیڈی ڈاکٹر کی پوسٹ حال ہی میں خالی ہوئی ہے۔ جبکہ اس سیٹ کو پُر کرنے کے لئے انٹرویوز ہو چکے ہیں اور جلد ہی لیڈی ڈاکٹر تعینات ہو جائیں گی۔ مزید سٹاف کی تفصیل درج ذیل ہے:

سٹاف نرسز	02	(نغمانہ نور+انیلہ منظور)
لیبارٹری ٹیکنیشن	02	(محمد سرفراز+حسنین سبحانی)

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ شمیلہ اسلم: جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز(الف) کے جواب میں فرمایا گیا ہے کہ "تھیلیسیمیا کے مرض میں مبتلا بچوں کے علاج کے لئے ڈسٹرکٹ ہسپتال وہاڑی میں2012-13 میں ریگولر بجٹ سے تقریباً ایک لاکھ روپے کی ادویات خریدی گئی ہیں اور حکومت اس میں مزید اضافہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔"میں سمجھتی ہوں کہ وہاڑی میں تھیلیسیمیا کے حوالے سے جو مریض ہیں ان کو بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے کیونکہ ایک لاکھ روپے کا بجٹ بہت کم ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ وہاڑی کے ڈی ایچ کیو میں ماہانہ تھیلیسیمیا کے کتنے مریض آتے ہیں اور کیا ایک لاکھ روپے کا پورا بجٹ استعمال ہوا ہے اور کیا مزید رقم کی بھی ضرورت پڑی ہے، حکومت اس رقم کو کس حد تک بڑھانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر رکھتی ہے تو اس کا rough estimate بتایا جائے؟

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب والا! اس کے لئے fresh question درکار ہے۔ محترمہ شمیلہ اسلم صاحبہ سے یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ میں اس کی ساری تفصیل اپنے ڈیپارٹمنٹ سے لے کر محترمہ کو دے دوں گا کہ اس میں سے کتنی رقم استعمال ہوئی ہے اور اگر مزید رقم کی بھی ضرورت پڑی ہے تو اس کا کیا arrangement کیا گیا ہے؟ I will give the detailed answer.

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: اللہ خیر کرے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس ایوان نے تھیلیسیمیا پر ایک resolution پاس کی تھی کہ نکاح نامہ میں ایک شق لگادی جائے کہ جو دونوں میاں بیوی بننے جا رہے ہیں وہ تھیلیسیمیا فری ہیں۔ وہ ایک انتہائی اہم resolution تھی اس پر اب تک کیوں عمل نہیں ہوا؟

جناب سپیکر: یہ عمل وہ تو نہیں کروا سکتے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! یہ بہت ہی اہم معاملہ ہے اور پچھلے tenure میں بھی تھیلیسیمیا پر بڑی بحث ہوئی تھی لیکن آج تک اس پر عمل نہیں ہوا۔ تھیلیسیمیا کے متعلق cousin marriages اور دوسرے جو مسئلے ہیں ان کے لئے یہ کتنا آسان کام ہے کہ اگر نکاح نامہ میں اس شرط کو لاگو کر دیا جائے کہ دونوں میاں بیوی تھیلیسیمیا فری ہیں۔ یہ مسئلہ قوم کو خراب کر رہا ہے ایک ہفتے میں دو دو خون کی بوتلوں کی ضرورت ہوتی ہے اور parents بے چارے خون کے لئے منتیں کرتے پھرتے ہیں۔ یہ صرف دو لاکھ، چار لاکھ کی بات نہیں ہے۔۔۔

جناب سپیکر: اس سلسلے میں لوکل گورنمنٹ، لاء ڈیپارٹمنٹ بھی اس میں شامل ہوگا۔

شیخ علاؤالدین: آپ بجا کہہ رہے ہیں لیکن محکمہ صحت اس کو move تو کرے گا کیونکہ یہ problem تو محکمہ صحت کا ہے۔ اس سلسلے میں محکمہ صحت نے اب تک اس پر کیا کام کیا ہے؟ لاکھ، دو لاکھ روپے میں تو ایک بچے کا علاج بھی نہیں ہو سکتا۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب والا! میری یہ گزارش ہے کہ جس طرح معزز ممبر نے بات کی کہ جتنے بھی نئے جوڑوں کی شادیاں ہونی ہیں کیا حکومت کے پاس اتنے وسائل ہیں کہ ان سب کے ٹیسٹ کروائے جائیں اور ان کو لیبارٹری کی سہولت مہیا کی جائے؟ اس پر اگر legislation کی ضرورت ہے تو کی جانی چاہئے۔ یہ نہ ہو ایک طرف بارات آئی ہو اور دوسری طرف پولیس پکڑنے کے لئے آئی ہو۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ اس میں بہت کچھ دیکھنا پڑے گا، ایسے نہیں ہو جاتا۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! اسی معزز ایوان نے Resolution پاس کی ہوئی ہے، آپ نے ایک اور مہربانی بھی کی تھی کہ شادی بیاہ کے لئے 10 بجے کا ٹائم مقرر کرنے کے معاملے میں میری Resolution

پاس کروائی تھی۔اس میں ہمیں کتنی دعائیں ملی ہیں، پہلے تو دو دو بجے تک شادیاں ہوتی تھیں۔ میں کہتا ہوں کہ کرنے کی نیت ہو تو ایک منٹ کا کام ہے اور اگر یہی سوچتے رہنا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: میں یہ ساری ڈیوٹی آپ ہی کو نہ سونپ دوں؟ میں محکمہ کو کہتا ہوں کہ یہ ساری ڈیوٹی آپ کو سونپ دیں۔

شیخ علاؤالدین: یہ کرسی ابھی بھی ہمارے پاس ہے وہ بات نہیں ہے، آپ نے جہاں پر support دی ہے وہاں عوام کو فائدہ ہوا ہے۔

جناب سپیکر: آپ کی بات اچھی ہے لیکن اس میں آپ کو مل بیٹھ کر کچھ کرنا پڑے گا۔

شیخ علاؤالدین: میری تو سب ہی باتیں اچھی ہیں آپ عمل کروا دیں۔

جناب سپیکر: تھوڑی سی محنت کرنی پڑے گی کیونکہ اس میں لوکل گورنمنٹ اور لاء ڈیپارٹمنٹ دونوں involve ہیں۔آپ کیا کر رہے ہیں؟

شیخ علاؤالدین: جناب والا! لاء ڈیپارٹمنٹ میں اگر کسی کے بچے کو تھیلیسیمیا ہو گیا تو پتا چل جائے گا۔

جناب سپیکر: اس پر legislation ضروری ہے، آپ تشریف رکھیں۔ اگلا سوال جناب جاوید اختر صاحب کا ہے۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! .On his behalf (معزز ممبر نے جناب جاوید اختر کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، سوال نمبر بولیں۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! سوال نمبر 287 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع ملتان: لیڈی ہیلتھ ورکرز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*287: جناب جاوید اختر: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع ملتان میں کل کتنی لیڈی ہیلتھ ورکرز کام کر رہی ہیں؟

(ب) 2009 سے 2012 تک کتنی نئی ہیلتھ ورکرز کو بھرتی کیا گیا؟

(ج) ان کو کیا کیا سہولیات فراہم کی جاتی ہیں؟

(د) کیاان لیڈی ہیلتھ ورکرز نے مذکورہ بالا عرصہ کے دوران اپناٹارگٹ حاصل کیا مکمل تفصیل سے ایوان کوآگاہ کریں؟

وزیرانسانی حقوق واقلیتی امور / صحت(جناب خلیل طاہر سندھو):

(الف) ضلع ملتان میں لیڈی ہیلتھ ورکرز کی کل تعداد2002 ہے۔

(ب) جولائی2010 میں 371لیڈی ہیلتھ ورکرز کو بھرتی کیا گیا۔

(ج) لیڈی ہیلتھ ورکرز نیشنل پروگرام برائے خاندانی منصوبہ بندی وبنیادی مرکز صحت کے تحت ماہانہ 8ہزار روپے مخصوص تنخواہ اور اس میں سالانہ 100روپے کا اضافہ ہوتا ہے جوکہ ان کو باقاعدگی سے ملتی ہے۔ان کی سہولت کی خاطر ان کی جائے تقرری ان کے رہائشی علاقہ میں ہوتی ہے۔

(د) جی ہاں! ان لیڈی ہیلتھ ورکرز نے اپنا مطلوبہ ٹارگٹ کامیابی سے حاصل کیا ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

Contraceptive Prevalence Rate (C.P.R):	44 percent
Routine EPI Coverage:	91 percent
Tetanus Taxied (TT):	95 percent
Anti Natal Care (ANC):	91 percent
Skilled Birth Attendant (SBA):	71 percent

انہوں نے نہ صرف ٹارگٹ کو حاصل کیا ہے بلکہ ان کو مقررہ حد سے اوپر لے گئی ہیں۔ علاوہ ازیں انہوں نے گھر گھر جاکر ماں اور بچے کی صحت کے حوالے سے اپنے فرائض پوری جاں فشانی اور محنت سے ادا کئے ہیں انہوں نے پولیو مہم میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا جس کی وجہ سے ضلع ملتان عرصہ چار سال سے پولیو فری ہے۔اس کے علاوہ ضلع ملتان میں ڈینگی وائرس کی روک تھام اور آگاہی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا جس کی وجہ سے ملتان میں ڈینگی وائرس کو روکنے میں مدد ملی۔اس کے علاوہ ہنگامی بنیادوں پر لگائی جانے والی ڈیوٹی جس میں الیکشن مہم، محرم الحرام، سیلاب اور دیگر احکامات شامل ہیں تمام کو نہایت خوش اسلوبی سے سرانجام دیتی ہیں۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال ہے؟

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب والا! انہوں نے جواب کے جز(د) میں کہا ہے کہ "جی، ہاں! ان لیڈی ہیلتھ ورکرز نے اپنا مطلوبہ ٹارگٹ کامیابی سے حاصل کیا ہے۔" اس میں انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ Routine EPI Coverage: 91 percent تھی۔ میں کہتی ہوں کہ یہ figures ٹھیک نہیں ہیں کیونکہ measles کی وباء اس طریقے سے پھوٹی ہے کہ اگر EPI Coverage: 91 percent ہوتی جو کہ ایک standardized programme of immunization ہے تو پھر measles کی وباء اس حد تک نہ پھیلتی۔ دوسرا جو انہوں نے Anti Natal Care (ANC): 91 percent کا لکھا ہوا ہے کہ 91 percent coverage کی گئی ہے اب بھی ہمارا جو maternal mortality rate ہے that is one of the highest in world that is about 261 maternal deaths ہوتی ہیں اور per one lac live births میں سمجھتی ہوں کہ جو یہ کارکردگی بتائی گئی ہے حقیقت میں ایسی نہیں ہے لہذا آپ کے توسط سے التماس ہے کہ اسے چیک کریں۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! اسے چیک کریں اگر محکمے نے غلط رپورٹ دی ہے تو پھر اس کا notice لیں۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! محترمہ نے جو بات کی ہے---

جناب سپیکر: وہ کہتے ہیں کہ 91 فیصد بھی غلط ہے۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! کچھ جگہوں پر cure rate اس سے بھی زیادہ ہے لیکن پھر بھی میں اسے چیک کر کے آپ کی خدمت میں پیش کروں گا۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ اگلا سوال بھی جاوید اختر صاحب کا ہے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! On his behalf سوال نمبر 288 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے جناب جاوید اختر کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع ملتان: سال 2009 سے 2012 کے دوران نئے بنائے گئے ہسپتالوں کی تفصیلات

*288: جناب جاوید اختر: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) 2009 سے 2012 تک ضلع ملتان میں کتنے نئے ہسپتال کہاں کہاں تعمیر کئے گئے؟

(ب) ان میں سے کتنے ہسپتال مکمل ہو چکے ہیں اور ان کے لئے سٹاف بھرتی کر لیا گیا ہے؟
(ج) ان پر کل کتنے اخراجات آئے، علیحدہ علیحدہ ہسپتال وار تفصیل سے آگاہ کریں؟
(د) کتنے ہسپتال اس وقت چالو حالت میں ہیں اور کب سے؟
(ہ) ان ہسپتالوں میں مریضوں کو کیا کیا سہولیات فراہم کی جا رہی ہیں۔ مکمل تفصیل سے آگاہ کریں؟

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو):

(الف) مذکورہ عرصہ کے دوران ضلع ملتان میں مندرجہ ذیل نئے ہسپتال تعمیر کئے گئے ہیں:۔

ملتان جنرل ہسپتال (میاں محمد شہباز شریف جنرل ہسپتال) ملتان	ملتان شہر
ماڈرن برن یونٹ نشتر ہسپتال ملتان	ملتان شہر
تکمیل عمارت ڈی ایچ کیو ہسپتال برائے کڈنی سنٹر ملتان	تحصیل ملتان صدر
دیہی مرکز صحت میراں ملہا	تحصیل جلال پور پیر والا
سید فیض مصطفی گیلانی بی ایچ یو حامد پور کنورہ	تحصیل ملتان صدر

(ب) دیہی مرکز صحت میراں ملہا اور بنیادی مرکز صحت سید فیض مصطفی گیلانی کی عمارتیں مکمل ہو چکی ہیں اور ان کی منظور شدہ اسامیوں پر سٹاف بھرتی کر لیا گیا ہے جبکہ کڈنی سنٹر اور برن یونٹ کی عمارات تعمیر کے آخری مراحل میں ہیں۔ میاں محمد شہباز شریف جنرل ہسپتال ملتان کی عمارت 80 فیصد مکمل ہو چکی ہے اور باقی ماندہ کام تیزی سے جاری ہے۔

(ج) ضلع ملتان میں ہسپتالوں کی تعمیر پر درج ذیل اخراجات آئے ہیں۔

تعمیر ملتان جنرل ہسپتال (میاں محمد شہباز شریف جنرل ہسپتال) ملتان	170.000 ملین روپے
ماڈرن برن یونٹ نشتر ہسپتال ملتان	239.809 ملین روپے
تکمیل عمارت ڈی ایچ کیو ہسپتال برائے کڈنی سنٹر ملتان	276.800 ملین روپے
دیہی مرکز صحت میراں ملہا	42.866 ملین روپے
سید فیض مصطفی گیلانی بی ایچ یو حامد پور کنورہ	

(د) درج ذیل ہسپتال چالو حالت میں ہیں:۔

دیہی مرکز صحت میراں ملہا	مورخہ 2012-12-13 سے
سید فیض مصطفی گیلانی بی ایچ یو حامد پور کنورہ	مورخہ 2011-12-29 سے

(ہ) تعمیر شدہ ہسپتالوں / سنٹرز میں درج ذیل سہولیات فراہم کی جا رہی ہیں۔

دیہی مرکز صحت میراں ملا تمام سیکنڈری کیئر ہیلتھ سروسز بشمول Indoor OPD اور Preventive سروسز بی ایچ یو سید فیض مصطفی گیلانی حامد پور کنورہ تمام پرائمری کیئر ہیلتھ سروسز بشمول OPD اور preventive سروسز

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! اس میں جتنا سٹاف hire کیا گیا۔ کیا وہ پورا hire ہو گیا ہے؟ مزید برآں مشینری اور equipment کتنے کا خرید اگیا ہے؟

جناب سپیکر: مشینری؟

ڈاکٹر مراد راس: ان ہسپتالوں کے لئے مشینری اور equipment کتنے کا خریدا گیا؟

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! یہ purely ڈسٹرکٹ ملتان کا سوال ہے۔ اس کی تفصیل جز (ج) میں لکھی گئی ہے کہ کتنے اخراجات آئے ہیں۔ تعمیر جنرل ہسپتال (میاں محمد شہباز شریف جنرل ہسپتال) ملتان 170.000 ملین روپے، ماڈرن برن یونٹ نشتر ہسپتال ملتان 239.809 ملین روپے، تکمیل عمارت ڈی ایچ کیو ہسپتال برائے کڈنی سنٹر ملتان 276.800 ملین روپے، دیہی مرکز صحت میراں ملا 42.866 ملین روپے اور آپ نے جو مشینری کا پوچھا ہے اس سلسلے میں عرض ہے کہ جب ہسپتال کہ تعمیر مکمل ہو جاتی ہے تو اس کے بعد مشینری مہیا کی جاتی ہے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کل کتنا سٹاف hire کیا گیا ہے؟ کیونکہ مجھے information ملی ہے کہ سٹاف پورا نہیں ہے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! بتائیں کہ کتنا سٹاف hire کیا گیا ہے۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! اس وقت وہاں 80 فیصد سے زیادہ سٹاف موجود ہے لیکن اگر آپ مجھے ٹائم دیں تو میں ڈیپارٹمنٹ سے consult کر کے ابھی تھوڑی دیر میں I will tell you the exact figures

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! اس پر میرا ایک comment ہے صرف ایک سیکنڈ لگے گا بتایا گیا ہے کہ یہاں مفت ادویات دی جا رہی ہیں لیکن میری information کے مطابق یہاں مفت ادویات نہیں دی جا

رہیں لہذا اس information میں amendment ہونی چاہئے کہ یہاں مفت ادویات نہیں دی جا رہیں۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! اس کا سختی سے notice لیں۔ اگر جواب دیا گیا ہے کہ مفت ادویات دی گئی ہیں اور ثابت ہو جائے کہ نہیں دی گئیں تو پھر آپ کو اس کا stern action لینا پڑے گا۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! ڈاکٹر مراد راس صاحب نے جو پہلے سوال کیا تھا میں آپ کی اجازت سے اس کا بھی جواب دینا چاہتا ہوں کہ BHU اور RHC میں سٹاف کی کم سے کم تعداد 11 سے 18 افراد پر مشتمل ہوتی ہے۔ جو آپ نے دوسرا حکم دیا ہے کہ مفت ادویات کے بارے میں پوچھا جائے تو اگر کوئی complaint particularly ہے تو

I will look into that and I will give you the answer.

جناب سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال فیضان خالد ورک صاحب کا ہے۔ (شور وغل)

گپ شپ کے لئے لابی موجود ہے جن صاحبان نے گپ شپ لگانی ہے وہ گپ شپ کے لئے جا سکتے ہیں بڑی مہربانی۔ اس معزز ایوان کا ایک سیکنڈ بھی ضائع نہ ہونے دیں۔ میں آپ کا شکر گزار ہوں گا۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: میرے سامنے جو کھڑے ہیں اور جنہوں نے جواب دینا ہے میں ان کی بات کر رہا ہوں۔ جی، فیضان صاحب!

جناب فیضان خالد ورک: سوال نمبر 322 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع شیخوپورہ: سرکاری ہسپتالوں میں ڈاکٹروں کا عرصہ تعیناتی و دیگر تفصیلات

*322: جناب فیضان خالد ورک: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع شیخوپورہ کے سرکاری ہسپتالوں میں کتنے ڈاکٹر ہیں جو عرصہ دس سال سے ایک ہی جگہ پر تعینات ہیں کیا یہ قواعد و ضوابط کی خلاف ورزی نہ ہے؟

(ب) ان ہسپتالوں میں کتنے ایسے ڈاکٹر ہیں جو انتظامی عہدوں پر عرصہ پانچ سال سے زاید ایک ہی جگہ پر ڈیوٹی سر انجام دے رہے ہیں، اس کی وجوہات سے آگاہ کریں؟

(ج) کیا حکومت ان ڈاکٹروں کو فوری طور پر یہاں سے ٹرانسفر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور / صحت(جناب خلیل طاہر سندھو):

(الف) ضلع شیخوپورہ میں مندرجہ ذیل ڈاکٹر عرصہ دس سال سے ایک ہی جگہ پر تعینات ہیں:۔
ڈاکٹر فاروق انور چودھری، چیف کنسلٹنٹ سرجن، ڈاکٹر قاضی محسن عظیم، چیف کنسلٹنٹ ENTسرجن،ڈاکٹر محمد نعیم قریشی، سرجن، ڈاکٹر خاور رفیق، سرجن،ڈاکٹر طہٰ زبیر،APMO، ڈاکٹر افتخار احمد،APMO،ڈاکٹر عبدالباری،آئی سپیشلسٹ ڈاکٹر محمد اسلم،APMOڈاکٹر جاوید حسن جعفری، ماہر بے ہوشی،ڈاکٹر اقبال قریشیSMO،ڈاکٹر فضل الہٰی شیخ، پرنسپل ڈینٹل سرجن

(ب) کوئی نہ ہے۔

(ج) یہ ڈاکٹر چونکہ انتظامی عہدوں پر تعینات نہ ہیں اور عوام کو بہترین طبی سہولیات بہم پہنچا رہے ہیں۔ ان کے خلاف کسی بھی قسم کی کوئی شکایت موصول نہ ہوئی ہے لہذا عوام کی فلاح اور بہترین طبی سہولیات کی فراہمی کے لئے ان ڈاکٹروں کو یہاں سے ٹرانسفر نہ کیا جارہا ہے تاہم کسی بھی شکایت کی صورت میں ان کو ٹرانسفر کر دیا جائے گا۔

جناب فیضان خالد ورک: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے عرض کروں گا کہ میں نے سوال کے جز(الف) میں پوچھا تھا کہ عرصہ دس سال سے ادھر کتنے ڈاکٹر تعینات ہیں اور ان کا تبادلہ کب تک کیا جائے گا؟ انہوں نے صرف ڈاکٹروں کی تفصیل دی ہے لیکن یہ نہیں کہا کہ ان کو تبدیل کریں گے یا نہیں یا کب تک کریں گے؟ اس کے ساتھ ہی میرا دوسرا سوال ہے کہ اگر یہ دس سال تعیناتی قواعد وضوابط کے مطابق ہے تو پھر ٹھیک ہے۔ یہ ذرا مجھے بتادیں۔

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور / صحت(جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! محترم فیضان خالد ورک نے جو سوال کیا ہے اس سلسلے میں عرض ہے کہ اگر انتظامی عہدے پر ڈاکٹر نہ ہو تو وہ continue کر سکتا ہے اور اس کے لئے کوئی عرصہ متعین نہ ہے چونکہ یہ غیر انتظامی عہدہ ہوتا ہے اور جہاں تک انتظامی عہدہ ہے وہاں پر اس کی specific مدت ہوتی ہے۔ یہاں جتنے ڈاکٹروں کا لکھا گیا ہے یہ سارے انتظامی عہدوں پر نہیں بلکہ غیر انتظامی عہدوں پر ہیں اس لئے there is no specific period

MR SPEAKER: Is there any complaint against them?

MINISTER FOR HUMAN RIGHTS AND MINORITIES AFFAIRS /HEALTH (Mr Khalil Tahir Sindhu): No, sir.

جناب سپیکر: sorry then اگلا سوال بھی فیضان صاحب کا ہے۔

جناب فیضان خالد ورک: سوال نمبر 323 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ڈسٹرکٹ ہسپتال شیخوپورہ میں ڈاکٹروں کی خالی اسامیاں و دیگر تفصیلات

*323: جناب فیضان خالد ورک: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ڈی ایچ کیو ہسپتال شیخوپورہ میں اس وقت ڈاکٹروں کی کتنی اسامیاں خالی ہیں؟

(ب) اس وقت کتنے ڈاکٹر رخصت پر ہیں۔ ان کے نام، عہدہ اور گریڈ سے آگاہ کریں؟

(ج) اس ہسپتال میں کتنے Specialist ڈاکٹر تعینات ہیں ان کے ناموں سے آگاہ کریں؟

(د) Eyes Specialist کتنے ہیں ان کے نام، عہدہ، گریڈ اور کون کون سے کب سے رخصت پر ہیں؟

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو):

(الف) اس وقت ڈی ایچ کیو ہسپتال شیخوپورہ میں ڈاکٹروں کی کل 68 اسامیاں خالی ہیں۔

(ب) اس وقت کل پانچ ڈاکٹر رخصت پر ہیں جن کے نام عہدہ اور گریڈ کی تفصیل درج ذیل ہے:

1۔ ڈاکٹر وجیہہ عباس، WMO۔ گریڈ 17

2۔ ڈاکٹر صوفیہ طارق، گائناکالوجسٹ۔ گریڈ 18

3۔ ڈاکٹر عمبر شفیق WMO۔ گریڈ 17

4۔ ڈاکٹر مونا سجاد، WMO۔ گریڈ 17

5۔ ڈاکٹر محمد نعیم ارشد، میڈیکل آفیسر، گریڈ 17

(ج) اس وقت مذکورہ ہسپتال میں کل 21 سپیشلسٹ کام کر رہے ہیں جن کے نام درج ذیل ہیں۔

ڈاکٹر فاروق انور چوہدری، چیف کنسلٹنٹ سرجن، ڈاکٹر قاضی محسن عظیم، چیف کنسلٹنٹ ENT سرجن ڈاکٹر بابر امین، چیف کنسلٹنٹ فزیشن، ڈاکٹر محمد نعیم قریشی، سرجن ڈاکٹر خاور رفیق، سرجن، ڈاکٹر نعیم ہاشمی، آرتھوپیڈک سرجن، ڈاکٹر عبد الرؤف، آرتھوپیڈک سرجن، ڈاکٹر توصیف کامران، سکن سپیشلسٹ، ڈاکٹر شمس الاسلام، یورالوجسٹ، ڈاکٹر پرویز، ٹی بی سپیشلسٹ ڈاکٹر اسرار الحق، چائلڈ سپیشلسٹ، ڈاکٹر محمد یونس پتھالوجسٹ، ڈاکٹر صوفیہ طارق، گائناکالوجسٹ، ڈاکٹر روبینہ قمر، گائناکالوجسٹ، ڈاکٹر عائشہ ابراہیم، گائناکالوجسٹ، ڈاکٹر لطیف تجمی، فزیشن، ڈاکٹر عدنان قیصر ملک، فزیشن، ڈاکٹر عبد الباری، آئی سپیشلسٹ، ڈاکٹر جاوید حسن جعفری، ماہر بے ہوشی، ڈاکٹر منیر حسین، ماہر بے ہوشی، ڈاکٹر فضل الٰہی شیخ، پرنسپل ڈینٹل سرجن

(د) اس وقت مذکورہ ہسپتال میں صرف ایک ہیEye Specialistکی اسامی منظور شدہ ہے جس پر ڈاکٹر عبدالباری، گریڈ18میں کام کر رہے ہیں۔

جناب فیضان خالد ورک: جناب سپیکر! میں نے سوال کے جز(الف) میں پوچھا تھا کہ ڈاکٹروں کی کتنی اسامیاں خالی ہیں جس کا جواب ملا ہے کہ 68اسامیاں خالی ہیں۔۔۔

(اس مرحلہ پر ایوان میں موبائل فون کی گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی)

جناب سپیکر: یہاں جن صاحب کا کوئی ٹیلی فون چل رہا ہےkindlyاسے بند کر دیں ورنہ وہ ضبط ہو جائے گا.This I tell you

جناب محمد وحید گل: میرے فون کی گھنٹی نہیں بجی۔

جناب سپیکر: حضرت صاحب!Be careful in future

جناب محمد وحید گل: جناب سپیکر! میرا فون بند ہے۔

جناب فیضان خالد ورک: جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ 68اسامیاں کب تکfillکی جائیں گی؟

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! ان کی بات درست ہے کہ 68اسامیاں خالی ہیں۔ ہم پبلک سروس کمیشن کے تحت2400نئے ڈاکٹر بھرتی کر رہے ہیں اور 7۔ستمبر2013انٹرویو کی آخری تاریخ ہے ان کے ساتھ contract بھی یہی ہے کہ ان کی جہاں بھی تعیناتی کی جائے گی وہ تین سال تک وہیں پر رہیں گے اورnon transferableہوں گے تاکہ وہاں پر جو کمی ہے وہ پوری کی جا سکے۔ ان کے ہسپتال میں 22 سپیشلسٹ ہیں اور ہارٹ کا جو one of the bestوارڈ ہے وہاں سپیشلسٹ ہیں، آئی سپیشلسٹ ہیں دوسرے بھی ہیں لیکن جو کمی ہے یہ during next monthساری اسامیاںfillہو جائیں گی۔

جناب سپیکر: آپ نے یہ اب کیا ہے ناں۔ جی، فیضان صاحب!

جناب فیضان خالد ورک: جناب سپیکر! چلیں وہ تو جب کریں گے اسامیاں fill ہو جائیں گی لیکن ابھی جو موجودہ ڈاکٹر ہیں ان میں سے بھی پانچ ڈاکٹر کافی دیر سے رخصت پر ہیں ان کی جگہ کوئی ڈاکٹر لگائیں گے یا نہیں؟

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! جو پانچ ڈاکٹر رخصت پر ہیں ہم نے ان کی تفصیل جواب کے جز (ب) میں دی ہے کہ وہ وہاں پر موجود نہیں ہیں لیکن اس کے علاوہ 22 سپیشلسٹ ڈاکٹر وہاں پر کام کر رہے ہیں۔ جو رخصت پر ہیں یہ سارے گریڈ-17 میں WMO ہیں لیکن اس کے علاوہ چائلڈ سپیشلسٹ، گائناکالوجسٹ، فزیشن، سکن سپیشلسٹ، آرتھوپیڈک سرجن، یورالوجسٹ، پتھالوجسٹ ٹوٹل ڈاکٹر وہاں موجود ہیں۔ جو رخصت پر ہیں ان کی کوئی نہ کوئی reason ہو گی، کوئی leave Ex-Pakistan پر ہو گا لیکن یہ نہیں کہ وہاں پر کام رُک رہا ہے I have personally visited that hospital ان کو پتا ہے کہ وہاں ایک چھوٹا سا مسئلہ ہوا تھا تو میں نے اسے خود visit کیا تھا۔ کوئی ایسی بات نہیں ہے کہ وہاں پر کام نہیں ہو رہا لیکن جو رخصت پر ہیں I can tell the reason that why they are on leave وہ بعد میں انہیں بتا دوں گا۔

جناب فیضان خالد ورک: جناب سپیکر! میں نے سوال کے جز (ج) میں پوچھا تھا کہ کتنے سپیشلسٹ ہیں۔ یہ پوچھنے کا میرا main purpose سامنے آ گیا۔ میں پوچھنا چاہتا تھا کہ ہمارے ہاں پہلے ہارٹ سپیشلسٹ ڈاکٹر فاروق تھے اب ادھر نہیں ہیں۔ میں چند دن پہلے CCU میں گیا وہاں ایک ہی ڈاکٹر نعمان شہباز ہے اور وہ بھی مجھے موقع پر نہیں ملا۔ اس کے بعد میں نے اسی وقت چلڈرن وارڈ کا بھی visit کیا اور جا کر دیکھا، کچھ میرے حلقے کے لوگ تھے انہیں دیکھنا تھا اور کچھ ویسے ادھر admit تھے میں انہیں ملا لیکن چائلڈ سپیشلسٹ ڈاکٹر اسرار صاحب ادھر نہیں ملے۔ انہوں نے کہا کہ وہ on call رہتے ہیں۔ وہاں سے ان کا گھر سٹی کے اندر ہی تقریباً آٹھ دس کلو میٹر دور ہے جہاں سے وہ آتے ہیں۔ میرا نہیں خیال کہ کوئی بندہ on call فوری وہاں پہنچ سکے گا۔ ہارٹ کا ڈاکٹر تو مجھے ملا ہی نہیں، میں نے ایم ایس سے فون پر بات کی تو اس نے چھوٹے موٹے ڈاکٹر اور وہ بھی female پتا نہیں اس نے کہاں سے بھیجی کہ وہ آ کر check کرے۔

جناب سپیکر: ڈاکٹرز اور ایم پی ایز میں gender کی کوئی تمیز نہیں ہوتی، چاہے وہ male ہیں یا female آپ ایسی بات نہ کریں۔

جناب فیضان خالد ورک: جناب سپیکر! میرا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ وہ خاتون ڈاکٹر گائناکالوجسٹ آئی تھی وہ heart specialist نہیں ہیں۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! پی آئی سی سے ایک ماہر امراض دل روزانہ کی بنیاد پر وہاں پر تعینات کیا گیا ہے اور وہ مریضوں کی treatment کر رہا ہے۔ ورک صاحب نے بتایا ہے کہ جب انہوں نے اس ہسپتال کا visit کیا تو ڈاکٹر ڈیوٹی پر موجود نہیں تھے۔ میں وقفہ سوالات کے بعد معلوم کرتا ہوں کہ وہاں ڈاکٹر ڈیوٹی پر موجود کیوں نہیں تھے؟ اس کا تفصیلی جواب میں معزز ممبر سے عرض کر دوں گا۔

جناب فیضان خالد ورک: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے منسٹر صاحب سے ایک چھوٹی سی گزارش کروں گا کہ میرے حلقہ جنڈیالہ شیر خان میں B.H.U ہسپتال ہے جس کا میں اکثر visit کرتا رہتا ہوں۔ میں نے جب last time visit کیا تو اس روز صبح کے وقت صرف چار افراد ڈیوٹی پر موجود تھے حالانکہ وہاں پر سٹاف کی تعداد 32 ہے۔ اسی طرح second shift میں چھ افراد کی ڈیوٹی ہوتی ہے لیکن وہاں پر ایک یا دو افراد ہی موجود ہوتے ہیں۔ یہاں تک کہ اکثر ambulance کا ڈرائیور بھی غیر حاضر پایا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! یہ بہت important point ہے۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! معزز ممبر نے بڑا important point raise کیا ہے۔ میں آج ہی پوچھوں گا کہ اس BHU کا سٹاف کیوں غیر حاضر رہتا ہے؟ دوسرا میں اپنے بھائی کو یہ بھی بتانا چاہوں گا کہ BHU میں ambulance نہیں ہوتی۔ وہاں پر جو سٹاف غیر حاضر تھا اس بارے میں تفصیل لے کر میں آج ہی ان کی خدمت میں عرض کروں گا۔

قاضی عدنان فرید: جناب سپیکر! میں بھی ایک سوال پوچھنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: محترم! معزز ممبران کے بہت سے سوالات ہیں۔

قاضی عدنان فرید: جناب سپیکر! اگر آپ اجازت دیں تو میں بہت ہی اہمیت کا حامل سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جنہوں نے یہ سوال دیئے ہوئے ہیں کیا وہ اہمیت کے حامل نہیں؟

قاضی عدنان فرید: جی، وہ بہت اہم ہیں لیکن میں آپ کی اجازت سے بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: چلیں، آپ فرمالیں!

قاضی عدنان فرید: جناب سپیکر! احمد پور شرقیہ میں ایک ٹی ایچ کیو ہسپتال ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ اس حوالے سے خود سوال کیوں نہیں دیتے؟

قاضی عدنان فرید: جناب سپیکر! میں نے سوال دیئے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: اگر اس میں نہ آئے تو پھر؟

قاضی عدنان فرید: جناب سپیکر! ہو سکتا ہے کہ وہ اگلے اجلاس میں آجائیں۔ احمد پور شرقیہ کے ڈی ایچ کیو میں پچھلے دس سال سے CCU قائم ہے، اس کی عمارت موجود ہے لیکن وہاں پر ابھی تک کوئی specialist نہیں آیا۔

جناب سپیکر: آپ اس حوالے سے تحریک التوائے کار دے دیں میں اسے منظور کر لوں گا۔ Let me proceed further now.

قاضی عدنان فرید: جی، ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال ڈاکٹر ملک مختار احمد بھرتھ صاحب کا ہے۔

شیخ اعجاز احمد: ان کے ایماء پر سوال نمبر 402 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے ڈاکٹر ملک مختار احمد بھرتھ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

سرگودھا: آر ایچ سی میانی میں لیڈی ڈاکٹر اور ڈینٹل ڈاکٹر کی تعیناتی کا مسئلہ

*402: **ڈاکٹر ملک مختار احمد بھرتھ:** کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ RHC میانی ضلع سرگودھا ایک وسیع و عریض آبادی کو طبی سہولیات دینے کے لئے قائم کیا گیا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سنٹر میں کوئی لیڈی ڈاکٹر ہے اور نہ ہی ڈینٹل ڈاکٹر جس وجہ سے یہ سنٹر بنانے کا عوام کو کوئی فائدہ نہیں ہو رہا؟

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت کب تک RHC میانی میں لیڈی ڈاکٹر اور ڈینٹل ڈاکٹر تعینات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے۔

(ب) ڈینٹل سرجن سہیل احمد تعینات ہے جبکہ لیڈی ڈاکٹر کی سیٹ خالی ہے۔

(ج) حکومت پنجاب صوبہ کے تمام ہسپتالوں میں ڈاکٹروں اور لیڈی ڈاکٹروں کی کمی کو پورا کرنے کے لئے 2000 میڈیکل آفیسرز اور 400 وومن میڈیکل آفیسرز مستقل بنیادوں پر PPSC کے ذریعے بھرتی کر رہی ہے۔ جیسے ہی PPSC کی طرف سے سفارشات موصول ہوں گی تو RHC میانی پر بھی لیڈی ڈاکٹر تعینات کر دی جائے گی۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! سوال کے جز (ب) میں پوچھا گیا ہے کہ "کیا یہ بھی درست ہے کہ RHC میانی ضلع سرگودھا میں کوئی لیڈی ڈاکٹر اور نہ ہی ڈینٹل سرجن ہے؟" اس کے جواب میں کہا گیا ہے کہ "ڈینٹل سرجن سہیل احمد تعینات ہے جبکہ لیڈی ڈاکٹر کی سیٹ خالی ہے۔" میں سمجھتا ہوں کہ رورل ہیلتھ سنٹر میں لیڈی ڈاکٹر کا نہ ہونا بہت بڑی زیادتی ہے۔ سب سے بڑا issue یہی ہے کہ ان رورل ہیلتھ سنٹروں میں لیڈی ڈاکٹر نہیں ہوتیں۔ میں وزیر صحت سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس سنٹر میں کب تک لیڈی ڈاکٹر تعینات ہو جائے گی؟

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! واقعی ڈاکٹروں کی کمی ہے۔ 7۔ ستمبر 2013 نئے ڈاکٹروں کے interviews کی deadline ہے۔ ہم چوبیس سو نئے ڈاکٹر بھرتی کر رہے ہیں جن میں لیڈی ڈاکٹر بھی شامل ہیں۔ ان میں سے جو ڈاکٹر ہم BHU اور RHC میں لگا رہے ہیں وہ تین سال تک وہاں تعینات رہیں گے۔ یہ بھرتیاں ہم پبلک سروس کمیشن کے ذریعے کر رہے ہیں۔ میں آپ کی وساطت سے محترم شیخ صاحب سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ صوبہ بھر میں ڈاکٹروں کی کمی ستمبر کے دوران پوری کر دی جائے گی۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ

ڈاکٹر نادیہ عزیز: جناب سپیکر! میں منسٹر صاحب سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ RHC میانی ضلع سرگودھا میں جو ڈینٹل سرجن کام کر رہے ہیں ان کی کیا qualification ہے اور وہ کب سے تعینات ہیں؟

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! ڈاکٹر نادیہ عزیز نے ڈاکٹر سہیل احمد کی qualification کے بارے میں particular سوال پوچھا ہے تو یہ ڈینٹل سرجن ہیں۔

ڈاکٹر نادیہ عزیز: جناب سپیکر! جواب میں ڈینٹل سرجن لکھا ہوا ہے، ڈینٹل ڈاکٹر نہیں لکھا۔ میری اطلاع کے مطابق .He is a Medical Officer not a Dental Surgeon تو اس جواب کی correction کر لیں۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! ان کو 2012 میں تعینات کیا گیا تھا اور جہاں تک ان کی qualification کا تعلق ہے تو میں یہ محکمہ سے confirm کر کے ڈاکٹر صاحبہ کو بتا دوں گا۔

جناب سپیکر: جی، بڑی مہربانی۔ اگلا سوال جناب اعجاز خان صاحب کا ہے۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! ان کے ایماء پر سوال نمبر 416 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے جناب اعجاز خان کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع راولپنڈی: رورل ہیلتھ سنٹرز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*416: جناب اعجاز خان: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی-12 ضلع راولپنڈی میں کتنے رورل ہیلتھ سنٹر ہیں ان میں ڈاکٹروں اور پیرا میڈیکل سٹاف کی تعداد کتنی ہے؟

(ب) کیا ان تمام رورل ہیلتھ سنٹرز میں میڈیکل آفیسر تعینات ہیں اور کتنی سیٹ خالی ہیں اور کب سے؟

(ج) کیا حکومت ان خالی اسامیوں کو پُر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو):

(الف) پی پی-12 راولپنڈی شہری علاقہ ہے جبکہ RHCs اور BHUs دیہی علاقوں میں بنائے جاتے ہیں لہذا پی پی-12 راولپنڈی میں کوئی بھی RHCs نہ ہے۔ تاہم مذکورہ حلقہ میں

ڈی ایچ کیو ہسپتال راولپنڈی اور نو میڈیکل سنٹرز مریضوں کو طبی سہولیات فراہم کر رہے ہیں۔

(ب) جیسا کہ جز(الف)میں درج ہے کہ مذکورہ حلقہ میں کوئی بھی RHC نہ ہے۔

(ج) تفصیل جز(الف)میں درج ہے۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! سوال کے جز(ب) میں پوچھا گیا ہے کہ "کیا ان تمام رورل ہیلتھ سنٹرز میں میڈیکل آفیسر تعینات ہیں اور کتنی سیٹیں خالی اور کب سے ہیں؟" اس کے جواب میں کہا گیا ہے کہ "جیسا کہ جز(الف) میں درج ہے کہ مذکورہ حلقہ میں کوئی بھی RHC نہ ہے۔" اس میں میری گزارش یہ ہے کہ اس حلقہ میں اگر RHC موجود نہیں ہے تو وزیر موصوف یہ بتانا پسند فرمائیں گے کہ حکومت پنجاب وہاں پر RHC قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر صحت!

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! وہاں پر میونسپل میڈیکل سنٹرز کی تعداد 9 ہے اور میونسپل میڈیکل سنٹرز پر qualified dispensers کام کر رہے ہوتے ہیں اور ہم اُس کو فلٹر کلینک بھی کہتے ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ وہاں پر چھوٹے موٹے مریض کو treat کیا جاتا ہے اور اگر کوئی serious مریض ہو تو اُس کو ڈی ایچ کیو میں refer کر دیا جاتا ہے۔ وہاں سے ڈی ایچ کیو بالکل قریب ہے، اس کے علاوہ یہ اربن علاقہ ہے۔ RHC رورل علاقہ میں قائم کیا جاتا ہے۔

MR SPEAKER: Question Hour is over now.

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات اور اُن کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

(جوایوان کی میز پر رکھے گئے)

راولپنڈی: منظور شدہ اسامیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*442: جناب اعجاز خان: کیاوزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ڈی ایچ کیو راولپنڈی میں پروفیسر، اسسٹنٹ پروفیسر، ڈاکٹرز اور پیرا میڈیکل سٹاف کی منظور شدہ اسامیاں کتنی ہیں اور کتنی خالی ہیں؟

(ب) ڈاکٹرز اور پیرا میڈیکل سٹاف کی خالی اسامیاں پُر نہ کرنے کی وجوہات کیا ہے، کیا حکومت ان اسامیوں کو پُر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو):

(الف) ڈی ایچ کیو ہسپتال راولپنڈی میں پروفیسر زاور اسسٹنٹ پروفیسر زکی اسامیاں منظور شدہ نہ ہیں تاہم انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی راولپنڈی سے پروفیسر زاور اسسٹنٹ پروفیسر ز مریضوں کو بہتر علاج معالجہ کی فراہمی کے لئے visit پر آتے ہیں۔ڈاکٹرز کی 240 جبکہ پیرا میڈیکل سٹاف کی 452 اسامیاں منظور شدہ ہیں جن میں سے ڈاکٹرز کی 28 جبکہ پیرا میڈیکل سٹاف کی 43 اسامیاں خالی ہیں۔

(ب) حکومت ڈاکٹرز اور پیرا میڈیکل سٹاف کی خالی اسامیوں کو پُر کرنے کے لئے وقتاً فوقتاً بھرتیاں کرتی رہتی ہے تاہم ملازمین کے ریٹائر ہونے، ٹرانسفر یا دیگر وجوہات کی بناء پر اسامیاں خالی ہوتی رہتی ہیں۔ڈاکٹرز کی خالی اسامیوں کو پُر کرنے کے لئے حکومت پنجاب کوشاں ہے اور اس سلسلے میں 2000 میڈیکل آفیسر ز اور 400 وومن میڈیکل آفیسر ز کو مستقل بنیادوں پر بذریعہ PPSC بھرتی کیا جارہا ہے۔جیسے ہی PPSC سے سفارشات موصول ہوں گی مذکورہ ہسپتال میں بھی ڈاکٹرز کی خالی اسامیوں کو پُر کر دیا جائے گا پیرا میڈیکل سٹاف کی نئی بھرتی پر حکومت پنجاب کی طرف سے پابندی عائد کر دی گئی ہے جیسے ہی یہ پابندی ختم ہو گی پیرا میڈیکل سٹاف کی خالی اسامیوں کو بھی پُر کر دیا جائے گا۔

لاہور: انسٹیٹیوٹ آف پبلک ہیلتھ میں ٹیچنگ سٹاف کی تعداد و دیگر تفصیلات

*467: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیاوزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) یکم جنوری 2012 سے آج تک انسٹیٹیوٹ آف پبلک ہیلتھ لاہور میں پروفیسر، ایسوسی ایٹ پروفیسر، اسسٹنٹ پروفیسر اور سینئر رجسٹرار کی کتنی پوسٹوں پر بھرتی کی گئی؟

(ب) بھرتی ہونے والے افراد کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، ڈومیسائل، پتاجات اور تجربہ کی تفصیل بیان فرمائی جائے؟

(ج) اگر بھرتی میرٹ پر ہوئی تو میرٹ لسٹ نیز میرٹ بنانے والے ملازمین کے نام، عہدہ اور گریڈ بتائیں؟

(د) کیا حکومت غیر قانونی بھرتی کی تحقیقات کروانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو):

(الف) مذکورہ ادارہ میں یکم جنوری 2012 سے آج تک ایک پروفیسر، تین ایسوسی ایٹ پروفیسرز بھرتی کئے گئے جبکہ سینئر رجسٹرار کی پوسٹ مذکورہ ادارہ میں منظور شدہ نہ ہے۔

(ب) بھرتی ہونے والے افراد کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، ڈومیسائل، پتاجات اور تجربہ کی تفصیل Annex-A ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ڈاکٹر روبینہ سرمد پہلے ہی مذکورہ ادارہ میں بطور ایسوسی ایٹ پروفیسر کام کر رہی تھی ان کو ایکٹنگ چارج کی بنیاد پر بطور پروفیسر تعینات کیا گیا ہے۔

ڈاکٹر سیما امداد PPSC سے بطور ایسوسی ایٹ پروفیسر تعینات ہوئی ہے لہذا میرٹ لسٹ بھی PPSC نے ہی بنائی ہے۔ ڈاکٹر محمد ہمایوں اور ڈاکٹر انجم زبیر بھٹہ پہلے ہی بطور اسسٹنٹ پروفیسرز مذکورہ ادارہ میں کام کر رہے تھے اور مطلوبہ قابلیت اور تجربہ کے حامل ہونے کی بنیاد پر ایسوسی ایٹ پروفیسر کی سیٹ پر کرنٹ چارج کی بنیاد پر تقرری کی گئی ہے۔

(د) تمام بھرتی / تقرری حکومت پنجاب کی واضح کردہ ریکروٹمنٹ پالیسی کے تحت مجاز اتھارٹی کی منظوری کے بعد ہوئی اور کسی بھی قسم کی غیر قانونی بھرتی نہ ہوئی ہے۔

لاہور: انسٹیٹیوٹ آف پبلک ہیلتھ میں بھرتیوں کی تفصیلات

*468: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) یکم جنوری 2012 سے آج تک انسٹیٹیوٹ آف پبلک ہیلتھ لاہور میں گریڈ ایک سے 16 تک کس کس پوسٹ پر بھرتی کی گئی؟

(ب) بھرتی ہونے والے افراد کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت اور پتاجات بیان کریں؟

(ج) اگر بھرتی سے قبل اخبار میں اشتہار دیا گیا تو ان اخبارات کے نام اور تاریخ بتائیں؟

(د) اگر یہ بھرتی میرٹ پر ہوئی تو میرٹ لسٹ فراہم کریں؟

(ہ) کیا حکومت کے علم میں ہے کہ جو بھرتی کی گئی ہے وہ میرٹ سے ہٹ کر کی گئی ہے؟

(و) کیا حکومت اس بھرتی کو منسوخ کر کے حق دار افراد کو بھرتی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو):

(الف) مذکورہ ادارے میں یکم جنوری 2012 سے آج تک صرف ایک سینٹری ورکر کی گریڈ ایک میں تقرری کی گئی ہے۔

(ب) بھرتی ہونے والے ملازم کا نام فیصل عنائیت مسیح ہے جسے گریڈ ایک میں سینٹری ورکر بھرتی کیا گیا، یہ پرائمری پاس ہے اور مکان نمبر 762-B محلہ یوسف آباد کالونی فیصل ٹاؤن لاہور کا رہائشی ہے۔

(ج) یہ تقرری رولز 17-A (پنجاب سول سرونٹس اینڈ کنڈیشنز آف سروس) کے تحت کی گئی ہے کیونکہ اس کی والدہ میڈیکل کی بنیاد پر ریٹائر ہو گئی تھی اس لئے اخبار میں اشتہار دینے کی ضرورت نہ تھی۔

(د) جیسا کے تفصیل جز (ج) میں درج ہے لہذا میرٹ لسٹ کی ضرورت نہ تھی۔

(ہ) چونکہ یہ بھرتی رولز 17-A کے تحت ہوئی ہے لہذا میرٹ لسٹ کی ضرورت نہ تھی۔

(و) یہ بھرتی خالصتاً رولز اور پالیسی کے تحت کی گئی ہے لہذا منسوخی کا کوئی جواز نہ ہے۔

لاہور: پی آئی سی میں کنٹریکٹ پر کام کرنے والے ملازمین کو ریگولر کرنے کی تفصیلات

*538: جناب محمد ثقلین انور سپرا: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی لاہور میں اس وقت ٹیکنیکل، پیرا میڈیکل سٹاف جو کہ Hospital Board of Management کی وساطت سے مختلف کیٹیگریز میں کام کر رہا ہے، کی تعداد کتنی ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ بالا سٹاف عرصہ سے کنٹریکٹ پر کام کر رہا ہے اور انہیں ابھی مستقل نہیں کیا گیا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ وفاقی اور صوبائی حکومتوں نے مختلف اوقات میں مختلف محکموں میں کنٹریکٹ پر کام کرنے والے ملازمین کو مستقل کیا لیکن مذکورہ بالا ملازمین کو پھر بھی نظر انداز کر دیا گیا؟

(د) کیا حکومت مذکورہ ہسپتال میں اتنے عرصہ سے کنٹریکٹ پر کام کرنے والے ملازمین کو مستقل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو کیوں؟

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور اور صحت (جناب خلیل طاہر سندھو):

(الف) پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی لاہور میں اس وقت بورڈ آف مینجمنٹ کی وساطت سے 436 ملازمین مختلف کیٹیگریز میں کام کر رہے ہیں۔

(ب) حکومت پنجاب نے کنٹریکٹ ملازمین کو یکم مارچ 2013 کو بذریعہ نوٹیفکیشن مستقل کر دیا ہے جبکہ BOM کی سیٹوں پر بھرتی ہونے والے ملازمین کو مستقل کرنے کے لئے محکمہ صحت حکومت پنجاب نے پنجاب کے تمام میڈیکل کالجوں کے سربراہان کو ہدایات جاری کر دی ہیں۔ کاپی Annex-A ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) تفصیل جز (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) پنجاب حکومت نے کنٹریکٹ پر کام کرنے والے تمام ملازمین کو مستقل کر دیا ہے جبکہ BOM کی پوسٹوں پر کام کرنے والے ملازمین کو مستقل کرنے کے لئے میڈیکل کالجز کے سربراہان کو ہدایات جاری کر دی گئی ہیں۔

گجرات: رورل ہیلتھ سنٹر دولانوالہ کی تکمیل ودیگر تفصیلات

*548: میاں طارق محمود: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) رورل ہیلتھ سنٹر دولانوالہ گجرات کب مکمل ہوا۔ اس پر کتنی لاگت آئی؟

(ب) اس میں کتنی اسامیاں منظور شدہ اور کتنی خالی ہیں؟

(ج) کیا اس ہسپتال میں 24 گھنٹے ایمرجنسی کے لئے بندوبست ہے اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر انسانی حقوق واقلیتی اموراور صحت (جناب خلیل طاہر سندھو):

(الف) وزیر اعلیٰ پنجاب کے خصوصی ایم پی اے پیکج کے تحت رورل ہیلتھ سنٹر دولانوالہ سکیم کی تعمیرDCO گجرات کی A.A نمبر10/DDC/GRT(29)بتاریخ10-12-09کے تحت منظور ہوئی جس میں35.000ملین بلڈنگ اور15.000ملین مشینری کے لئے دورانِ مالی سال11-2010مہیا کئے گئے۔اس کی تعمیر کا کام محکمہ تعمیرات ڈسٹرکٹ آفیسر بلڈنگ نے فوری طور پر شروع کروایا جو کہ11-06-30کو مکمل ہو گیا۔رورل ہیلتھ سنٹر دولانوالہ مورخہ12-05-28سے اپنا کام باقاعدہ طور پر شروع کر دیا ہے اور مریض مستفید ہو رہے ہیں۔

(ب) PC-I کے مطابق60پوسٹیں منظور ہوئیں لیکن محکمہ خزانہ نے صرف22پوسٹیں منظور کیں جن کا بجٹ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ نے جاری کر دیا ہے۔22پوسٹوں میں سے8پوسٹیں خالی ہیں جن پر تعیناتی گورنمنٹ کی طرف سے بھرتی پر سے پابندی اٹھانے کے بعد کر دی جائے گی،تاہم مختلف ہسپتالوں سے عملہ سپیشل ڈیوٹی پر لگا کر ہسپتال کو چلایا جا رہا ہے۔

(ج) ہسپتال میں24گھنٹے ایمر جنسی مہیا کرنے کے لئے بندوبست کیا جا رہا ہے۔

ضلع راولپنڈی: پانچ سال سے زاید ایک جگہ پر تعینات آفیسر کی ٹرانسفر کا معاملہ

*551:جناب محمد عارف عباسی:کیاوزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع راولپنڈی میں موجودہ ای ڈی او ہیلتھ کب سے تعینات ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ان کی تعیناتی پانچ سال سے زیادہ ہو چکی ہے؟

(ج) کیا مندرجہ بالا ای ڈی او کا عرصہ تعیناتی حکومتی پالیسی اور قواعد وضوابط کے مطابق ہے اگر نہیں تو کیا حکومت ان کو تبدیل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو):

(الف) ڈاکٹر ظفر اقبال گوندل کو مورخہ2006-03-16کو بطور ای ڈی او ہیلتھ راولپنڈی تعینات کیا گیا اور مورخہ2009-08-23کو ٹرانسفر کر کے ڈائریکٹر ہیلتھ سروسز راولپنڈی تعینات کیا اور ای ڈی او، صحت راولپنڈی کا اضافی چارج دیا گیا۔ بعد ازاں ڈاکٹر ظفر اقبال گوندل کو

مورخہ 2011-11-29 کو ای ڈی او ہیلتھ تعینات کیا گیا جو کہ اپنی ڈیوٹی سرانجام دے رہے ہیں۔

(ب) ڈاکٹر ظفر اقبال گوندل 2011-11-29 سے بطور ای ڈی او، ہیلتھ راولپنڈی تعینات ہے۔

(ج) ڈاکٹر ظفر اقبال گوندل کی تعیناتی بحثیت ای ڈی او، ہیلتھ راولپنڈی نمایاں رہی ہے اور ان کے Performance Indicators کو مختلف بیماریوں جیسے ڈینگی، پولیو، خسرہ کے حوالہ سے محکمہ صحت اور دوسرے اداروں میں سراہا گیا ہے۔ علاوہ ازیں موجودہ سیلاب کی تباہ کاریوں، ڈینگی، اور خسرہ جیسی موذی بیماریوں کی وجہ سے حکومت پنجاب نے محکمہ صحت میں پوسٹنگ ٹرانسفر پر پابندی عائد کر رکھی ہے۔

ضلع راولپنڈی: ایم ایس ٹی ایچ کیو ہسپتال ٹیکسلا کی ٹرانسفر کی تفصیلات

*557: جناب محمد صدیق خان: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ موجودہ ایم ایس، ٹی ایچ کیو ٹیکسلا ضلع راولپنڈی عرصہ 12 سال سے زائد اس ہسپتال میں تعینات ہے؟

(ب) کیا حکومت موجودہ ایم ایس کو تبدیل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو):

(الف) درست نہ ہے، بلکہ ڈاکٹر محمد شاہد مورخہ 2008-08-31 سے تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال ٹیکسلا میں تعینات ہے۔

(ب) مذکورہ ڈاکٹر کی کارکردگی بحیثیت ایم ایس، ٹی ایچ کیو ہسپتال ٹیکسلا نمایاں رہی ہے۔ علاوہ ازیں موجودہ سیلاب کی تباہ کاریوں، ڈینگی اور خسرہ جیسی موذی بیماریوں کی وجہ سے حکومت پنجاب نے محکمہ صحت میں پوسٹنگ ٹرانسفر پر پابندی عائد کر رکھی ہے، جیسے ہی صورتحال بہتر ہوتی ہے محکمہ صحت محمد شاہد کی تبدیلی کو زیر غور لائے گا۔

لاہور: محکمہ کے ریسرچ ونگ میں ملازمین کی تعداد و کارکردگی کی تفصیلات

*568: میاں طاہر: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سول سیکرٹریٹ محکمہ صحت لاہور کے دفتر کے ریسرچ ونگ میں کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں؟

(ب) ریسرچ ونگ کے قیام کے مقاصد کیا ہیں؟

(ج) اس ونگ کی سال12۔2011اور13۔2012کی کارکردگی کی رپورٹ فراہم کی جائے؟

(د) اس ونگ نے ان سالوں کے دوران کس کس مرض/بیماری/کن کن دیگر موضوعات پر ریسرچ کی ہے،ان کی تفصیلات بتائیں؟

(ہ) ان سالوں کے دوران کتنی رقم ریسرچ پر خرچ ہوئی ہے اور اس کیoutputکیا ہے؟

(و) اس ونگ کے ان دو سالوں کے اخراجات مدوار بتائیں؟

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور/صحت(جناب خلیل طاہر سندھو):

(الف) اس بابت عرض ہے کہ سول سیکرٹریٹ محکمہ صحت لاہور کے اندر کوئی ریسرچ ونگ کام نہیں کر رہا۔ تاہم یہاں پر ڈویلپمنٹ ونگ،establishmentونگ، ٹیکنیکل ونگ اور ایڈمن ونگ موجود ہیں۔

(ب) ریسرچ ونگ موجود نہ ہے۔

(ج) تفصیل جز(الف)میں درج ہے۔

(د) تفصیل جز(الف)میں درج ہے۔

(ہ) تفصیل جز(الف)میں درج ہے۔

(و) تفصیل جز(الف)میں درج ہے۔

ضلع جھنگ:پی پی۔78میں بی ایچ یوز اور آر ایچ سیز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*584: محترمہ راشدہ یعقوب:کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع جھنگ پی پی۔78میں کتنے بی ایچ یوز اور آر ایچ سیز ہیں؟

(ب) کس کس سنٹر میں کب سے ڈاکٹر نہ ہیں؟

(ج) کتنے سنٹرز ایسے ہیں جن میں بنیادی طبی سہولیات ہی میسر نہ ہیں؟

(د) جن سنٹرز میں ڈاکٹرز و دیگر عملہ موجود نہ ہے کیا حکومت فوری عملہ فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ہ) 2012-13 کے دوران مذکورہ سنٹرز میں کتنے فنڈز فراہم کئے گئے اور یہ کس مد میں خرچ کئے گئے۔ مفت ادویات کی مد میں کتنی رقم رکھی گئی، علیٰحدہ علیٰحدہ سنٹرز وار تفصیل سے آگاہ کریں؟

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو):

(الف) ضلع جھنگ پی پی۔78 میں کوئی بھی بی ایچ یو اور آر ایچ سی نہ ہے جبکہ پی پی۔78 میں پانچ MCH سنٹرز، ایک GRD اور ایک گورنمنٹ سٹی ہسپتال جھنگ سٹی ہے۔

(ب) جیسا کہ جز (الف) میں درج ہے کہ مذکورہ پی پی میں کوئی بھی RHC اور BHU نہ ہے۔

(ج) تفصیل جز (الف) میں درج ہے۔

(د) تفصیل جز (الف) میں درج ہے۔

(ہ) تفصیل جز (الف) میں درج ہے۔

ڈسٹرکٹ ہسپتال جھنگ میں آپریشن تھیٹر میں طبی آلات کی کمی و دیگر تفصیلات

*585: محترمہ راشدہ یعقوب: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈسٹرکٹ ہسپتال جھنگ میں آپریشن تھیٹر میں طبی آلات کی کمی کے باعث اکثر مریضوں کو فیصل آباد یا لاہور کے ہسپتالوں میں refer کرنا پڑتا ہے؟

(ب) کیا حکومت پنجاب مذکورہ ہسپتال میں طبی آلات کی کمی اور آپریشن تھیٹرز میں بنیادی سہولیات فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو):

(الف) درست نہ ہے۔ کیونکہ ڈسٹرکٹ ہسپتال جھنگ سے مریض کو آپریشن تھیٹر میں طبی آلات کی کمی کی وجہ سے نہیں بلکہ انتہائی نازک حالت کی وجہ سے ٹیچنگ ہسپتالوں کو refer کیا جاتا ہے۔ کیونکہ مذکورہ ہسپتال میں انتہائی نگہداشت کا کوئی یونٹ نہ ہے۔

(ب) جی ہاں! حکومت پنجاب ٹی ایچ کیو ہسپتال جھنگ میں ای ڈی او (ہیلتھ) جھنگ کے توسط سے طبی آلات فراہم کرتی رہتی ہے۔

ڈسٹرکٹ ہسپتال گوجرانوالہ میں طبی مشینری کی تفصیلات

*611: چودھری اشرف علی انصاری: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتال گوجرانوالہ میں کون کون سی طبی مشینری کس کس ٹیسٹ کے لئے ہے؟

(ب) سال 11-2010 تا 13-2012 کے دوران اس ہسپتال کو کون کون سی مشینری فراہم کی گئی؟

(ج) یہ مشینری کتنی لاگت سے کس کس کمپنی سے خرید کی گئی اور یہ مشینری کس کس کی نگرانی میں خرید کی گئی؟

(د) اس ہسپتال میں کون کون سی مشینری کب سے خراب ہے اور اس کو کب تک مرمت کروا دیا جائے گا، تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو):

(الف) ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتال گوجرانوالہ میں استعمال ہونے والی طبی مشینری اور ٹیسٹوں کے نام کی لسٹ (لف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) سال 11۔2010 میں کوئی بھی مشینری خرید نہ کی گئی ہے اور 13۔2012 میں ICU Ward کے لئے مشینری خرید کی گئی جو کہ ابھی under process ہے

(ج) یہ تمام مشینری گوجرانوالہ میڈیکل کالج گوجرانوالہ کی طرف سے نامزد کردہ کمیٹی نے خریدی ہے اور یہ مشینری درج ذیل کمپنیوں سے خرید کی گئی ہے اور اس کی لاگت 2 کروڑ 12 لاکھ ایک ہزار 8 سو 87 روپے ہے۔

(1) Medequips Lahore
(Cardic Monitor with Central Station & Motorized Beds)

(2) Artrema, Lahore (Ventilator with wall pendent)

(3) Al kareem, Lahore (Infusion Pump)

(4) KASBN, Lahore (ECG Machine)

(5) Vital Care Lahore (Mobile Suction Pump Heavy Duty)

(6) Verex, Lahore (Patients Beds)

(د) ایک X-Ray Machine 320 MA خراب ہے، جو کہ دفتری کارروائی کے بعد صحیح کرنے کے آرڈر جاری کر دیئے گئے ہیں اور جلد ہی مرمت کے بعد فنکشنل ہو جائے گی۔ باقی تمام مشینری بشمول ایکسرے پلانٹس، سی ٹی سکین، الٹراساؤنڈ مشین صحیح حالت میں کام کر رہی ہے۔

ڈی ایچ کیو ہسپتال گوجرانوالہ میں ایل پی کے لئے فراہم کی گئی رقم و دیگر تفصیلات

*612: چودھری اشرف علی انصاری: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ڈی ایچ کیو ہسپتال گوجرانوالہ میں کتنی رقم سال13-2012 کے دوران ادویات کی ایل پی کے لئے فراہم کی گئی؟

(ب) ایل پی کے ذریعے ادویات خریدنے کی مجاز اتھارٹی کون ہے؟

(ج) ان دو سالوں کے دوران ایل پی سے جو ادویات خرید کی گئیں وہ کون کون سی تھیں؟

(د) یہ ادویات کن کن میڈیکل سٹورز / کمپنیوں سے خرید کی گئیں؟

(ہ) یہ ادویات کن کن افراد کو فراہم کی گئیں ان کے نام، پتا جات بتائیں؟

(و) کیا حکومت نے ایل پی سے خرید کی گئی ادویات کی تحقیقات کروائیں ہیں اگر ہاں تو کتنی رقم خُورد بُرد کرنے کا انکشاف ہوا ہے اور اس کے ذمہ دار کون کون افسران / اہلکاران پائے گئے اور ان کے خلاف کیا کارروائی عمل میں لائی گئی، ایوان کو آگاہ کریں؟

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو):

(الف) سال13۔2012 کے دوران ادوایات کی ایل پی کا بجٹ86لاکھ25ہزار روپے ہے۔

(ب) ایل پی کے ذریعے ادویات کی خرید کی مجاز اتھارٹی میڈیکل سپرنٹنڈنٹ، ڈی ایچ کیو ہسپتال گوجرانوالہ ہے۔

(ج) ایل پی سے ان ادویات کی خرید کی جاتی ہے جو ہسپتال میں دستیاب نہ ہوں جس کے لئے ہسپتال فارماسسٹ Non Availability Certificate دیتا ہے۔ میڈیکل سپرنٹنڈنٹ اس کو allow کرتے ہیں اور مریض کی ایل پی کر دی جاتی ہے۔

(د) گورنمنٹ کی مجوزہ ریٹ کنٹریکٹ پالیسی میں عبداللہ اینڈ سنز میڈیکل سٹور کو ادویات دینے کا کنٹریکٹ دیا گیا ہے جس کا مکمل پتا درج ذیل ہے۔

عبداللہ اینڈ سنز کیمسٹ اینڈ ڈرگسٹ، منیر چوک، ہسپتال روڈ، گوجرانوالہ

(ہ) یہ ادویات متعلقہ ڈاکٹر، فارماسسٹ اور ایم ایس صاحب پوری ذمہ داری کے ساتھ سکروٹنی کرتے ہیں پھر ان ادویات کی خرید کی اجازت دیتے ہیں۔ برائے ملاحظہ چند نسخہ جات کی کاپیاں ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(و) LPادویات کا نظام انتہائی شفاف طریقے سے سر انجام پاتا ہے۔ جس میں متعلقہ ڈاکٹر، فارماسسٹ، اور ایم ایس صاحب پوری ذمہ داری سے مستحق مریضوں کو ادویات جاری کرتے ہیں۔ چونکہ آج تک اس نظام سے متعلق کوئی شکایت یا بے قاعدگی علم میں نہ آئی ہے لہذا فی الحال کسی قسم کی تحقیقات نہ کی گئی ہیں۔

ضلع راولپنڈی: بی ایچ یوز کی تعداد و ڈاکٹرز کی خالی اسامیوں کی تفصیلات

*622: محترمہ صوبیہ انور ستی: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔
تحصیل کوٹلی ستیاں اور کہوٹہ ضلع راولپنڈی میں کتنے بی ایچ یوز ہیں (تفصیل یونین کونسل کے مطابق دی جائے) کتنے بی ایچ یو میں ڈاکٹر کی اسامیاں خالی پڑی ہیں نیز پچھلے پانچ سالوں میں بی ایچ یو تھون تحصیل کوٹلی ستیاں کی مرمت پر کیا اخراجات ہوئے اور اس میں ادویات کی فراہمی کی گزشتہ پانچ سال کی رپورٹ ایوان میں دی جائے؟

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو):

تحصیل کوٹلی ستیاں میں 9بی ایچ یوز ہیں جن کی یونین کونسل وار تفصیل درج ذیل ہے۔

یونین کونسل	بی ایچ یوز	یونین کونسل	بی ایچ یوز
کرور	کرور	درنوئیاں	درنوئیاں
دیر کوٹ ستیاں	کوٹ سیاہ	کوٹلی ستیاں	کوٹلی ستیاں
وہینگل	ڈھانڈہ	لہتراڑ بالا	کھکوٹ حیدر
ملوت ستیاں	ملوت ستیاں	اریاڑی	اریاڑی (زیر غور)
سانٹھ سرولہ	سانٹھ سرولہ		

تحصیل کہوٹہ میں بھی 9بی ایچ یوز ہیں جن کی یونین کونسل وار تفصیل درج ذیل ہے۔

یونین کونسل	بی ایچ یوز	یونین کونسل	بی ایچ یوز
کھڈیوسٹ	سمبلہ	پنجاڑ	پنجاڑ
نرڑ	نرڑ	دوبیرن خورد	دوبیرن خورد
بیور	بیور	خلولہ	Nil
لہری	Nil	مٹور	مٹور تھوآ خالصہ
موارہ	موارہ	دکھالی	دکھالی
ہوتھلہ	Nil	نارہ	نارہ

تحصیل کہوٹہ میں بی ایچ یو دکھالی اور نارہ میں ڈاکٹرز کی اسامیاں خالی ہیں جبکہ تحصیل کوٹلی ستیاں میں بی ایچ یو ملوت ستیاں اور درنوئیاں میں بی ایچ یو کی اسامیاں خالی ہیں۔ پچھلے

پانچ سالوں میں مرمت پر کوئی اخراجات نہیں ہوئے جبکہ فراہم کی گئی ادویات کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع راولپنڈی: بڑوئی گاؤں میں بی ایچ یو بنانے کا معاملہ

*623: محترمہ صوبیہ انور ستی: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

ضلع راولپنڈی تحصیل کہوٹہ کے گاؤں بڑوئی سے بی ایچ یو نرڑ کا فاصلہ کتنا ہے، نیز کیا حکومت بڑوئی میں بی ایچ یو بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو):

ضلع راولپنڈی تحصیل کہوٹہ کا گاؤں بڑوہی بی ایچ یو نرڑ سے 27 کلو میٹر کا فاصلہ ہے۔ بڑوئی گاؤں یونین کونسل نرڑ میں واقع ہے جہاں پر پہلے ہی ایک بی ایچ یو کام کر رہا ہے اور حکومت کی پالیسی کے مطابق ہر یونین کونسل میں ایک بی ایچ یو بنایا جاتا ہے جو کہ حکومتی پالیسی کے مطابق پہلے ہی موجود ہے لہذا ایک اور بی ایچ یو نہیں بنایا جا سکتا۔

ضلع سیالکوٹ: سول ہسپتال میں ڈاکٹرز کی تعیناتی و دیگر تفصیلات

*644: جناب محمد آصف باجوہ (ایڈووکیٹ): کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پی پی۔130 ڈسکہ شہر ضلع سیالکوٹ میں سول ہسپتال اپ گریڈ ہو چکا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ابھی تک مذکورہ ہسپتال میں specialist ڈاکٹر تعینات نہ کئے گئے ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ ہسپتال میں موجود ایکسرے مشین کے لئے ایکسرے فلم مہیا نہ کی جاتی ہے؟

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ ہسپتال میں specialists ڈاکٹرز کی تعیناتی اور ایکسرے مشین کی فلم کی دستیابی کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو):

(الف) سول ہسپتال ڈسکہ 179 بیڈز پر مشتمل ہے، جس میں سے صرف 80 بیڈز کی reconstruction ہوئی ہے۔ مذکورہ ہسپتال upgrade نہیں ہوا۔

(ب) جی، نہیں۔ یہ درست نہ ہے بلکہ مذکورہ ہسپتال میں اس وقت سرجن، فزیوتھراپسٹ، ریڈیالوجسٹ، آئی سپیشلسٹ اور چلڈرن سپیشلسٹ تعینات ہیں۔

(ج) جی نہیں۔ یہ درست نہ ہے بلکہ ہسپتال میں ایکسرے مشین کے لئے ایکسرے فلم مہیا کی جا رہی ہے۔

(د) سپیشلسٹ ڈاکٹرز کی بھرتی بذریعہ PPSC حکومت پنجاب مستقبل بنیادوں پر کر رہی ہے جیسے ہی PPSC کامیاب امیدواروں کی حتمی لسٹ فراہم کرے گا مذکورہ ہسپتال میں سپیشلسٹ ڈاکٹرز کی خالی سیٹوں پر تقرری کر دی جائے گی۔

ضلع بہاولنگر: ڈسٹرکٹ ہسپتال کے شعبہ حادثات کی تکمیل و دیگر تفصیلات

*663: جناب شوکت علی لالیکا: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈی ایچ کیو ہسپتال بہاولنگر کا شعبہ حادثات / ایمرجنسی مکمل ہو چکا ہے جبکہ تمام سامان اور ہر قسم کی مشینری بھی آچکی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس کی عمارت محکمہ کے حوالے نہیں کی جا رہی ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو شعبہ حادثات کی عمارت کب تک محکمہ کے حوالے کر دی جائے گی؟

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو):

(الف) یہ درست ہے کہ ڈی ایچ کیو ہسپتال بہاولنگر کا شعبہ حادثات / ایمرجنسی مکمل ہو چکا ہے۔ اور اس کا تمام ضروری سامان جو اس میں نصب کرنا ہے خریدا جا چکا ہے۔

(ب) جی ہاں! یہ درست ہے کہ عمارت ابھی بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ سے مکمل ہونے کے بعد ڈی ایچ کیو ہسپتال بہاولنگر کے حوالے نہ کی گئی ہے۔

(ج) سب ڈویژنل آفیسر بلڈنگ بہاولنگر نے بذریعہ لیٹر نمبر 97 مورخہ 2013-08-19 کے تحت کہا ہے کہ فنڈز موصول ہونے کے بعد 6 ماہ کے بعد بلڈنگ حوالے کر دی جائے گی۔

بہاولپور: انسٹیٹیوٹ آف نیورولوجیکل سائنسز بنانے کی تفصیلات

*703: ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سیشن 2002تا2007 میں قائد اعظم میڈیکل کالج کے کانووکیشن کے موقع پر اس وقت کے وزیر اعلیٰ نے انسٹیٹیوٹ آف نیورولوجیکل سائنسز کا اعلان کیا تھا؟

(ب) کیا موجودہ حکومت بہاولپور میں مذکورہ انسٹیٹیوٹ بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے۔

(ب) انسٹیٹیوٹ اور نیورولوجیکل سائنسز کے لئے اعلی تعلیم یافتہ اور تجربہ کے حامل افراد کی ضرورت ہوتی ہے کیونکہ نیورو سے متعلق علاج بہت حساس نوعیت کا ہے۔ دوسرا انسٹیٹیوٹ کے لئے خطیر رقم درکار ہے۔ اس وقت QAMC بہاولپور اور اس کے ساتھ منسلک بہاول وکٹوریہ ہسپتال کے جاری منصوبہ جات کے لئے خطیر رقم مختص کی گئی ہے۔ ان جاری منصوبہ جات کی تکمیل اور ہیومن ریسورسز (H.R) کی دستیابی کے بعد حکومت اس منصوبہ کو زیر غور لائے گی۔

پنجاب میں عطائیوں کے خلاف قواعد کے تحت کارروائی کرنے کی تفصیلات

*1081: محترمہ راحیلہ انور: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ اس وقت پنجاب کے پانچ بڑے شہروں لاہور، فیصل آباد، ساہیوال، شیخوپورہ اور سرگودھا میں تقریباً پانچ ہزار عطائی لوگوں کی زندگیوں سے کھیل رہے ہیں؟

(ب) حکومت نے گزشتہ تین سال میں کتنے عطائیوں کے خلاف پی ایم ڈی سی رجسٹریشن ایکٹ کے تحت کارروائی کی؟

(ج) کیا حکومت عطائیوں، جعلی ڈاکٹروں، روحانی عاملوں اور غیر مستند معالجین کو اخبارات اور مختلف ٹیلیویژن چینلوں پر اشتہارات دینے پر پابندی عائد کرنے کے لئے کوئی اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو):

(الف) پنجاب کے مختلف شہروں میں عطائیت کا کاروبار چوری چھپے کیا جارہا ہے، جس کی وجہ سے ان کی صحیح تعداد معلوم نہیں ہے۔ تاہم علم ہونے پر عطائیوں کے خلاف قانون کے مطابق سخت کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔ عطائیت کے خلاف کوششوں کو مزید مؤثر بنانے کے لئے

حکومت پنجاب نے پنجاب ہیلتھ کیئر کمیشن 2010 کے تحت ایک خود مختار ادارہ ہیلتھ کیئر کمیشن تشکیل دیا ہے جس کو عطائیت کا قلع قمع کرنے کا خصوصی اختیار دیا گیا ہے۔

(ب) عطائیوں کے خلاف PMDC ایکٹ، میڈیکل ڈگری آرڈیننس، ایلوپیتھک آرڈیننس اور ڈرگز ایکٹ 1976 کے تحت تمام ضلعی افسرانِ صحت، DOH اور ڈرگ انسپکٹرز عطائیوں، غیر معیاری اور غیر قانونی ادویات فروخت کرنے والوں کے خلاف قانونی کارروائی کرنے کا اختیار رکھتے ہیں۔اس سلسلہ میں 2011 سے لے کر جولائی 2013 تک صوبہ پنجاب کے تقریباً 12 ہزار سے زائد لوگوں کے خلاف کارروائی کی گئی۔

(ج) عطائیوں، جعلی ڈاکٹروں، روحانی عاملوں اور غیر مستند معالجین کو اخبارات اور مختلف ٹیلیویژن چینلوں پر اشتہارات دینے پر ڈرگ ایکٹ 1976 کے تحت پابندی ہے۔اس قسم کے اشتہارات کے خلاف کارروائی کرنے کے مکمل اختیارات ڈرگ انسپکٹرز کے پاس ہیں اور علم میں آنے پر اس طرح کی غیر قانونی اشتہار بازی کے خلاف قانونی کارروائی کی جاتی ہے۔ اس سلسلہ میں ڈرگ انسپکٹروں نے 2011 سے لے کر جولائی 2013 تک تقریباً 400 لوگوں کے خلاف قانون کے تحت کارروائی کی ہے۔

پنجاب کے میڈیکل کالجوں میں خالی اسامیوں و ترقیوں کی تفصیلات

*1136: شیخ علاؤالدین: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب کے میڈیکل کالجوں میں سپرنٹنڈنٹس کی 47 اسامیاں منظور شدہ ہیں جن میں سے آٹھ اسامیاں خالی ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ پنجاب کے بڑے ہسپتالوں، ڈائریکٹوریٹ اور ای ڈی اوز محکمہ صحت کے دفاتر میں سپرنٹنڈنٹس کی کل 85 اسامیاں منظور شدہ ہیں جن میں سے 21 اسامیاں خالی ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ بالا خالی اسامیوں کو پُر کرنے کے لئے مورخہ 12۔02۔06 کو ڈی پی سی کی میٹنگ طلب کی گئی تھی؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ میٹنگ افسران بالا کے حاضر نہ ہونے پر ملتوی کر دی گئی؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ ڈی پی سی کی میٹنگ کو تقریباً ڈیڑھ سال کا عرصہ گزر چکا ہے لیکن تاحال ڈی پی سی کی دوبارہ میٹنگ نہیں بلائی گئی، اس کی وجوہات سے آگاہ کریں؟

(و) کیا محکمہ صحت کے اعلیٰ حکام ہسپتالوں اور میڈیکل کالجوں کے سربراہان کو اپنے اپنے اداروں میں ڈی پی سی کرنے کے اختیارات تفویض کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں تاکہ بروقت ڈی پی سی کے ذریعے ملازمین کی ترقیاں کی جا سکیں؟

(ز) کیا محکمہ صحت مذکورہ بالا خالی اسامیوں کو بلاتاخیر پر کرنے کا ارادہ رکھتا ہے تو کب تک؟

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو):

(الف) پنجاب کے میڈیکل کالج جو علیحدہ functional unit کی حیثیت رکھتے ہیں اور پنجاب میں ہر میڈیکل کالج کی سنیارٹی علیٰحدہ بنائی جاتی ہے، ہر کالج میں sanctioned پوسٹ کالج وار ہوتی ہیں۔ پنجاب کے میڈیکل کالجوں میں صرف سپرنٹنڈنٹس کی دو اسامیاں خالی ہیں جن میں سے ایک پوسٹ میڈیکل کالج سرگودھا جبکہ دوسری پوسٹ نواز شریف میڈیکل کالج گجرات میں واقع ہے۔

(ب) مذکورہ دفاتر میں خالی اسامیوں کو بذریعہ پروموشن پُر کیا جائے گا۔ اس ضمن میں حال ہی میں ایک DPC منعقد ہوئی ہے جس میں 14 اسسٹنٹس اور سٹینوگرافرز کو سپرنٹنڈنٹس کے عہدہ پر پروموٹ کیا گیا ہے۔ سپرنٹنڈنٹس کی خالی اسامیوں کو جلد ہی بذریعہ پروموشن پُر کر دیا جائے گا۔

(ج) مذکورہ تاریخ پر DPC کی کوئی بھی میٹنگ طلب نہ کی گئی تھی۔ بلکہ 2013-03-22 کو DPC منعقد ہوئی ہے جس میں اسسٹنٹ / سٹینوگرافرز میں سے 10 ملازمین کو بطور سپرنٹنڈنٹ ترقی دی گئی ہے۔

(د) جز (ج) میں تفصیل درج ہے۔

(ہ) DGHS کے دفتر میں 2013-03-22 کو بطور سپرنٹنڈنٹ ترقی کے لئے DPC منعقد ہو چکی ہے جس میں 10 اسسٹنٹ / سٹینوگرافرز کو سپرنٹنڈنٹ کے عہدہ پر ترقی دی گئی ہے۔

(و) جی نہیں! S&GAD جو اس معاملے میں رول فراہم کرتا ہے اس کی advice کے مطابق DPC کی میٹنگ ایڈمنسٹریٹر ڈیپارٹمنٹ کی authority ہی کر سکتی ہے۔

(ز) خالی اسامیوں کو بذریعہ پروموشن پُر کیا جاتا ہے۔ جونہی ورکنگ پیپر موصول ہوں گے، DPC کی میٹنگ منعقد کر کے اسسٹنٹس / سٹینوگرافرز کو ترقی دے کر سپرنٹنڈنٹ کی خالی اسامیوں کو پُر کر دیا جائے گا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میرے سوال نمبر 1137 کو pending کر دیا جائے۔ اُس کے جواب میں بڑی زبردست contradiction ہے۔

جناب سپیکر: ایسے نہیں۔ محترم! اگر میرے پاس ٹائم ہوتا اور آپ کے سوال کا جواب نہ آیا ہوتا تو پھر تو ٹھیک تھا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میرے سوال کا جو جواب آیا ہے وہی تو غلط ہے۔

جناب سپیکر: چلیں، آپ نے اُس سوال کا جواب چیلنج کر دیا ہے تو میں اُس کو pending کرتا ہوں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! شکریہ

پوائنٹ آف آرڈر

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، میاں صاحب!

وزیر اعلیٰ کو اسمبلی کے اجلاس میں آنے کی استدعا

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ پچھلے پورے اجلاس میں اکیس بائیس وزراء میں سے ٹوٹل چار پانچ وزراء کے علاوہ یہاں پر وزراء موجود نہیں ہوتے۔ اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ پورا اجلاس گزر گیا اور پورے پنجاب میں سیلاب آیا، انرجی کے حوالے سے قائد ایوان نے چائنا کا دورہ کیا، چولستان میں ہزاروں ایکڑ اراضی تقسیم کی، سولر بھی دیئے تو بہتر ہوتا کہ محترم قائد ایوان یہاں پر آ کر ایوان کو اعتماد میں لیتے اور انتہائی اہم معاملات پر ایوان کو آگاہ کرتے کہ حکومت کیا کر رہی ہے۔ آپ سے میری صرف یہ گزارش ہے کہ حزب اختلاف یا صحافی بھائی بائیکاٹ کرتے ہیں تو آپ اُس کے لئے کمیٹی بنا دیتے ہیں تو آپ حزب اختلاف اور حزب اقتدار کے معزز ممبران پر مشتمل ایک کمیٹی بنا دیں جو جناب وزیر اعلیٰ کو جا کر آمادہ کرے کہ وہ پنجاب اسمبلی کے اجلاس کا بائیکاٹ ختم کر دیں اور پنجاب اسمبلی کے اجلاس میں آئیں۔

جناب سپیکر: دیکھیں، میں اس معزز ایوان کے کسی ممبر کو پابند نہیں کر سکتا ہے کہ آپ ایوان میں بیٹھے رہیں، لابی میں بیٹھے رہیں یا آپ اپنے کمرے میں بیٹھے رہیں۔ میں آپ پر پابندی لگا سکتا ہوں نہ اُن پر پابندی لگا سکتا ہوں۔ ایوان نے اُن کو وزیر اعلیٰ منتخب کیا ہے تو یہ اُن کی صوابدید ہے کہ جب وہ سمجھیں گے کہ میں نے آج جانا ہے تو میں اُن سے کیسے کہوں گا کہ آپ نہ آئیں؟

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، میاں صاحب!

اسمبلی کا اجلاس بر وقت شروع کرنے کا مطالبہ

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! اس میں میری ایک چھوٹی سے گزارش ہے کیونکہ وہ کام آپ کے اختیار میں ہے۔ آپ ایوان کا ٹائم صبح دس بجے کا فرماتے ہیں۔ ہم کوشش کرتے ہیں کہ جملہ ممبران حزب اختلاف ٹائم پر ایوان میں پہنچ جائیں۔

محترمہ شاہجہان: جناب سپیکر! یہ جھوٹ بول رہے ہیں۔ میں سب سے پہلے آتی ہوں اور یہ بعد میں آتے ہیں۔۔۔(قطع کلامیاں)

MR SPEAKER: Order please, order please.

محترمہ! آپ کیا کر رہی ہیں؟ میں اُن کی بات سُن رہا ہوں میں نے اُس کا جواب دینا ہے۔ آپ بیٹھیں، آپ بات نہ کریں کیونکہ میں آپ کو اجازت نہیں دے رہا۔ آپ اس طرح نہ کریں۔ جی، میاں صاحب!

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! یہ خواتین میری بڑی بہنیں ہیں لیکن ایوان کے ایک ممبر کے بارے میں جس طرح کے الفاظ یہ بولتی ہیں کیا ایسے الفاظ بولنا جائز ہے اگر یہ اس طرح کے الفاظ بولیں گی تو یہ ہم سے کس طرح کے الفاظ کی توقع کرتی ہیں؟

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ آپ اللہ کے فضل وکرم سے بڑے پڑھے لکھے بندے ہیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں نے کوئی ایسی بات نہیں کی۔ میں ایک دائرہ کار کے اندر رہتے ہوئے آپ سے اجازت لے کر آپ سے بات کرنا چاہ رہا ہوں۔ یہ ہم سب کے مفاد میں ہے کہ آپ ایوان کے لئے روزانہ جو وقت دیتے ہیں آپ اُس وقت پر ایوان کی کارروائی شروع کریں۔ دس بجے کا اجلاس گیارہ بجے ہوتا ہے۔ کل اجلاس بارہ بجے کے بعد شروع ہوا۔ ہم نے پہلے بھی دیکھا ہے کہ ایوان کے اندر دو ممبران بیٹھے ہوں یا تین ممبران جناب سپیکر اپنے ٹائم پر آ جاتے تھے اور ایوان کی کارروائی

شروع کر دیتے تھے اور باقی معزز ممبران اُس پابندی کو follow کرتے تھے۔اب ہوتا یوں ہے کہ ہم دو دو گھنٹے اس انتظار میں بیٹھے رہتے ہیں کہ کب آپ تشریف لائیں۔آپ کو پتا ہے کہ ہم نے چیمبر میں جو بات کی تھی وہ بات میں یہاں پر نہیں کر سکتا۔آپ سے میری صرف یہ التماس ہے کہ اجلاس کو ٹائم پر شروع کر لیا جائے۔میں آپ سے قواعد و ضوابط سے ہٹ کر بات نہیں کر رہا میں تو ایک ممبر کی حیثیت سے بات کر رہا ہوں۔اب میں دوسری بات کروں گا تو وہ دوسرے رنگ میں چلی جائے گی لہذا میں وہ بات نہیں کرنا چاہ رہا۔میری استدعا ہے،التجاء ہے،اپیل ہے،التماس ہے کہ اس ایوان کو وقت پر شروع کیا جائے۔بہت شکریہ

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، میاں صاحب!

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! آپ نے یہ حکم جاری کیا کہ میں کسی ممبر کو پابند نہیں کر سکتا۔اگر آپ اجازت دیں تو ہم ایک قرارداد پیش کر کے اُن سے درخواست کریں کہ وہ ایوان میں آیا کریں۔یہ پنجاب کا سب سے اہم ادارہ ہے۔ہماری تباہی کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ ہم اداروں کو مضبوط نہیں کرتے، اُنہیں اہمیت نہیں دیتے، اگر وہ خود یہاں گاہے بگاہے آئیں ہم یہ نہیں کہتے کہ وہ روزانہ آئیں اگر وہ ایوان میں آئیں تو اُن کے سارے وزراء یہاں پر موجود ہوں، چاک و چوبند ہوں، اپوزیشن بھی پہلے سے زیادہ تیاری کر کے آئے اور وزراء بھی پہلے سے زیادہ تیاری کر کے آئیں اور عوام دیکھیں کہ یہ ہمارے منتخب نمائندے ہیں جو ہمارے مفاد کے لئے بات کرتے ہیں اور قانون سازی کرتے ہیں۔اگر حزب اقتدار کی طرف سے بھی دلچسپی کا یہی عالم رہنا ہے تو میرا خیال ہے کہ اگر آپ اجازت دے دیں تو ہم قرارداد لے آتے ہیں آپ اُسے out of turn لے لیں جس میں ہم میاں محمد شہباز شریف سے درخواست کریں کہ وہ بطور وزیر اعلیٰ اجلاس میں آیا کریں۔

جناب سپیکر: آپ سے اُن کی پرانی دوستی ہے آپ اُن سے خود مل کر ایسی بات کیوں نہیں کرتے؟ جی، شیخ صاحب!

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میں آپ کا بڑا مشکور ہوں۔یہاں پر جو بھی معزز ممبر کھڑے ہو کر بات کرتے ہیں اس میں کوئی شک نہیں کہ اُس میں اس صوبہ کے عوام کی بھلائی کی بات ہوتی ہے۔یہاں قائد حزب اختلاف نے دو مرتبہ بات کی ہے کہ اگر حکومتی بنچوں کا یہی حال رہنا ہے تو ہم قرارداد لے آتے ہیں، فلاں

کرتے ہیں تو میری گزارش یہ ہے کہ آپ حکومتی بنچوں کی طرف نظر دوڑالیں اور اس کے بعد اپوزیشن کے بنچوں کی طرف دیکھ لیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! ہم اتنے ہی ہیں جو نظر آرہے ہیں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! اب یہ سننے کا بھی حوصلہ پیدا کریں۔ یہ ایک pendulum ہے، 2002 کی اسمبلی میں جب میں میاں محمد اسلم اقبال کی جگہ پر بیٹھا کرتا تھا اور یہ یہاں پر بطور ٹورازم منسٹر بیٹھا کرتے تھے تو یہ سلسلہ چلتا رہتا ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ انہوں نے قرارداد اور منسٹرز کی بات کی ہے۔ ہمارے منسٹرز الحمدللہ بڑے vigilant اور dedicated ہیں۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ آج محکمہ ہیلتھ کا وقفہ سوالات تھا تو ہیلتھ منسٹر جب سے اجلاس شروع ہوا اس وقت سے بیٹھے ہیں۔ انہوں نے تمام ممبران کی بڑی تسلی و تشفی کرائی ہے۔ اس کے علاوہ جہاں تک قرارداد کی بات ہے تو جب میں نے پہلے دن تقریر کی تھی تو میں نے کہا تھا کہ [********] اس پر اُس وقت انہوں نے بڑا شور کیا تھا۔ اگر تو یہ طے کر لیں کہ کل سے۔۔۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! کیا آپ نے یہ بات میری موجودگی میں کی تھی؟

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میں نے آپ کی موجودگی میں یہ بات کی تھی بلکہ میں نے اعلان کرایا تھا۔

جناب سپیکر: میں یہ الفاظ سنتا تو یقیناً ان کو حذف کراتا لیکن اب جب کارروائی چھپے گی تو اگر ایسے الفاظ انہوں نے استعمال کئے ہیں تو ان کو کارروائی کا حصہ نہ سمجھا جائے۔ آپ نے اپنی غلطی خود بتادی ہے۔ اس پر آپ کا شکریہ۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میں نے کوئی غلطی نہیں کی۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! میری بات سنیں۔ یہ معزز ایوان ہے۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میں نے معزز ایوان میں الحمدللہ ہمیشہ parliamentary norms کے اندر رہ کر بات کی ہے۔

جناب سپیکر: تمام ممبران کو دائرے میں رہتے ہوئے بات کرنی چاہئے۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میں انہی parliamentary norms میں رہ کر بات کر رہا ہوں اس لئے point scoring کی ضرورت نہیں۔ یہاں پر ہم سب موجود ہیں، وزیر اعلیٰ اتنے مصروف ہیں کہ وہ اٹھارہ اٹھارہ گھنٹے صوبہ کے عوام کی خدمت کر رہے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

اگر لیڈر آف اپوزیشن یہ چاہتے ہیں کہ وہ یہاں روزانہ آیا کریں تو یہ possible نہیں ہے۔ انہوں نے delegations کو ملنا ہوتا ہے اور پورے صوبہ کے معاملات کو دیکھنا ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: میرے بھائی! میں نے اس کا جواب دے دیا ہے۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میرے خیال میں ان کا اعتراض بالکل بے جا ہے۔ انہوں نے یہ بات صرف اخبار کی سُرخی بنوانے کے لئے کی ہے اور اِس میں کچھ نہیں ہے۔

قاضی عدنان فرید: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، قاضی صاحب!

قاضی عدنان فرید: جناب سپیکر! میں ایک point add کروں گا کہ معزز ممبر ابھی بتا رہے تھے اور اپوزیشن کے colleagues بھی ماشاء اللہ بڑے learned اور senior ہیں کئی کئی دفعہ اسمبلی میں آئے ہیں۔ یہ ایک بنیادی نکتہ ہے کہ Cabinet ایک joint responsibility کا concept ہے۔ اگر یہاں پر کابینہ کے ایک وزیر صاحب بھی موجود ہیں تو یہ تصور کیا جاتا ہے کہ پوری حکومت یہاں پر موجود ہے۔ اب یہاں دیکھیں تو ماشاء اللہ کئی منسٹرز اس وقت بھی موجود ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ پوری حکومت یہاں موجود ہے۔ شکریہ

جناب سپیکر: آپ بالکل ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ جی، محترمہ فائزہ احمد ملک صاحبہ!

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! ہماری طرف بھی توجہ دیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! میں نے آپ کے ممبر کی بات سنی ہے۔ اب باری اِن کی ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! اِن کے بعد مجھے بھی وقت دیجئے گا۔

جناب سپیکر: میں آپ کو بعد میں وقت دوں گا۔ جی، محترمہ!

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ جو بات یہاں ابھی ہو رہی ہے کہ ہم وزیر اعلیٰ پنجاب سے اس ایوان میں آنے کے لئے گزارش کر رہے ہیں۔ میرے بھائی نے ابھی بڑی اچھی بات کی کہ وزیر اعلیٰ پنجاب اٹھارہ اٹھارہ گھنٹے صوبہ کے عوام کی خدمت کرتے ہیں۔ اس وقت گزارش یہ ہے کہ ان اٹھارہ گھنٹے میں سے وہ اِس معزز ایوان کو بھی آدھ گھنٹہ ہفتہ میں during session ایک دفعہ دے دیا کریں تو میرے خیال میں اِس سے اِس ایوان کا تقدس بڑھے گا کم نہیں ہوگا۔ میرے بھائی نے ابھی فرمایا ہے کہ اگر ایک منسٹر بھی یہاں پر موجود ہو تو پوری کابینہ کو represent کرتا ہے تو میری ان سے گزارش ہے کہ ایک منسٹر بے چارہ آج تک اپنی منسٹری کے جواب تو صحیح نہیں دے سکا۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں ایسی بات نہیں ہے۔ This is not point of order۔ ڈاکٹر فرزانہ نذیر صاحبہ! بڑی short بات کیجئے گا اگر آپ نے اپنے دائرے کو cross کیا تو پھر میں آپ کو اجازت نہیں دوں گا۔ This I tell you آپ کا پوائنٹ آف آرڈر relevant ہونا چاہئے۔ آپ کسی پر personal attack نہیں کریں گی۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔ میں پورے ایوان اور معزز ممبران کو یہ بتانا چاہتی ہوں کہ اس وقت ملک میں کتنے خطرناک حالات ہیں، سیلاب آیا ہوا ہے، نارووال میں سیلاب آیا ہوا ہے اور بدوملہی اُجڑ گیا ہے تو کون وہاں گیا ہے؟ وزیر اعلیٰ پنجاب [******] تشریف لے کر گئے ہیں۔ انہوں نے شلوار اوپر کی ہوتی ہے اور تین کروڑ روپے بانٹے ہیں وہ ایک ایک گھر گئے، کسانوں کو بلایا، دھان کی فصل اُجڑ گئی تھی تو کس نے جا کر انہیں رقم تقسیم کی ہے؟ آج صبح ڈینگی کے حوالے سے میٹنگ انہوں نے attend کی ہے، وہاں تمام بیوروکریٹس آئے ہوتے ہیں، تمام DCOs آئے ہوتے ہیں وزیر اعلیٰ صاحب ایک ایک کو آرڈر کرتے ہیں۔ کیا کسی کی جان بچانا ضروری ہے یا ایوان میں آنا ضروری ہے؟

جناب سپیکر: بہت شکریہ

سید عبدالعلیم: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! ایوان میں لاء منسٹر صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ آپ ایوان کی کارروائی شروع کریں۔

* بحکم جناب سپیکر صفحہ نمبر 929 الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر: لاء منسٹر صاحب موجود ہیں۔ ایسی بات نہیں ہے۔ آج شاہ صاحب بڑی مشکل سے آئے ہیں۔ ہم ان کی بات سن لیں۔

سید عبدالعلیم: جناب سپیکر! میاں محمود الرشید صاحب نے اپنی گفتگو کا جو آغاز کیا ہے اور یہاں دوستوں نے جو بات کی ہے اس پر میں مختصراً یہ عرض کروں گا کہ میاں محمود الرشید صاحب قائد حزب اختلاف ہیں اور اپوزیشن کا ہر ممبر اپنے آپ کو اپوزیشن لیڈر سمجھتا ہے۔ الحمدللہ Treasury Benches کے تین سو ایم پی ایز اپنے آپ کو وزیر اعلیٰ سمجھتے ہیں تو وزیر اعلیٰ ایوان میں ہر وقت ان تین سو ایم پی ایز کی موجودگی کے ساتھ موجود ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! یہ جو کہتے ہیں کہ وزیر اعلیٰ نہیں ہیں تو پاکستان مسلم لیگ (ن) کا ہر ایم پی اے ہر جگہ پر اپنے قائد کی نمائندگی کر رہا ہے اور وزیر اعلیٰ پنجاب ہر ایم پی اے کی شکل میں یہاں پر موجود ہیں۔ میاں محمد شہباز شریف خادم اعلیٰ پنجاب یہاں تین سو ایم پی ایز کی شکل میں موجود ہیں۔ اس کے علاوہ دوسری بات یہ ہے کہ میں میاں محمود الرشید صاحب سے گزارش کروں گا کہ اسمبلی کو جس طرح سے آپ چلا رہے ہیں اس میں ہم ایک دوسرے پر تنقید نہیں کر رہے اور بہت اچھے انداز سے اسمبلی چلا رہے ہیں۔ میں یہی گزارش کروں گا کہ ہمیں اچھے انداز سے اسمبلی کو چلنے دینا چاہئے اور ہر کسی کو سمجھنا چاہئے کہ کس کی کیا ذمہ داریاں ہیں۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فتیانہ صاحب!

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! میری محترم بہن اُدھر بیٹھی ہوئی ہیں۔ انہوں نے [*****] وزیر اعلیٰ کہا ہے۔ وہ اس ایوان کے لیڈر اور صوبہ کے سربراہ ہیں اس لئے وہ [*****] نہیں ہو سکتے۔

جناب سپیکر: کیا انہوں نے [*****] کہا ہے؟

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! انہوں نے بولا ہے۔

جناب سپیکر: میں سن نہیں پایا ہوں۔ اگر [******] لفظ استعمال کیا ہے تو اسے کارروائی کا حصہ نہ بنایا جائے۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! میں یہ نہیں کہتا کہ وزیر اعلیٰ صاحب اِدھر موجود ہوں۔ وہ بہت مصروف ہیں، وہ پورے صوبے کو چلا رہے ہیں لیکن میں یہ کہنا چاہوں گا کہ ہمارے یہی تین چار معزز منسٹرز ہیں جو اتنا وقت دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: اِن کی ذمہ داری ہے وہ پوری کر رہے ہیں۔آپ ایسا نہ کہیں اور تشریف رکھیں۔

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، بھچر صاحب!

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! میری دو تحاریک التوائے کار ہیں جو کافی ضروری نوعیت کی ہیں۔

جناب سپیکر: کیا آپ نے جمع کرائی ہوئی ہیں؟

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! میں نے جمع کرائی ہوئی ہیں۔

جناب سپیکر: جب اِن کا وقت آئے گا تو اُس وقت لے لیں گے۔

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! میں یہ چاہ رہا ہوں کہ اِن کو out of turn لیا جائے۔

جناب سپیکر: یہ out of turn نہیں لی جا سکتیں۔ میں آپ کو وقت آنے پر ضرور وقت دوں گا۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، بلوچ صاحب!

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ آپ اس ایوان کے Custodian ہیں۔ ہم سے جتنا ہو سکتا ہے اتنا احترام آپ کا کرنا ہوتا ہے اور آپ نے ہمارا ہر طرح کا خیال رکھنا ہوتا ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ پیپلز ہاؤس میں جس طرح کمرے چلے گئے، ایم پی اے ہاسٹل میں چلے گئے اور ایم پی ایز کو ہوٹلوں میں رہائش رکھنے کے لئے کہا گیا، پہلے ایم پی ایز ایک ہوٹل میں گئے پھر دوسرے میں گئے اب ایمبیسیڈر میں ایم پی ایز کو جگہ ملتی ہے۔ میں صرف یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ وہاں پر جو ایم پی ایز کا حال ہے۔

جناب سپیکر: میں خود اس کو آکر check کروں گا۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! صرف ایک بات سن لیں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! بیوروکریٹس کے اکیس گریڈ کے افسران کے لئے جو مراعات ہوتی ہیں ہماری بھی وہی ہوتی ہیں۔ ہمیں وہ کمرے استعمال کے لئے دیئے جاتے ہیں جو بیوروکریٹس کے نوکروں کو دیئے جاتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، میں خود اس کو check کرتا ہوں۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! ہم ذہنی طور پر upset ہیں۔ وہاں پر آٹھ قسم کے کمرے ہیں لیکن سب سے بُرے کمرے ہمیں دیئے جاتے ہیں۔

توجہ دلاؤ نوٹس

جناب سپیکر: جی، بہت مہربانی۔ اب ہم توجہ دلاؤ نوٹس لیتے ہیں۔ پہلا توجہ دلاؤ نوٹس نمبر 148 ڈاکٹر نوشین حامد صاحبہ کا ہے۔

جناب محمد وحید گل: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہوگا۔ پہلے ہی بہت پوائنٹ آف آرڈر ہو گئے ہیں۔ ڈاکٹر نوشین حامد صاحبہ!

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! شکریہ

فیصل آباد: ڈکیتی پر شہری کی ہلاکت کی تفصیلات

148: ڈاکٹر نوشین حامد: کیا وزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 24-اگست 2013 روزنامہ "نیا اخبار" کی خبر کے مطابق تھانہ ڈی ٹائپ کالونی کے علاقہ سمندری روڈ فیصل آباد پر واقع انصاف ایمبرائیڈری میں ڈاکوؤں نے ڈکیتی کے دوران مزاحمت پر چالیس سالہ چوکیدار صاحب شاہ کو فائرنگ کر کے ہلاک کر دیا اور فرار ہو گئے؟

(ب) قتل کا مقدمہ کس تھانہ میں درج ہوا؟

(ج) مذکورہ قتل پر پولیس نے اب تک جو کارروائی کی ہے اس کی مکمل تفصیلات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون وپارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جواب یوں ہے کہ:

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) مدعی محمد شفیق کی درخواست پر مقدمہ نمبر 511 مورخہ 21-8-2013 بجرم 302/34 ت پ تھانہ ڈی ٹائپ کالونی میں درج رجسٹر ہوا۔

(ج) مقدمہ درج ہونے کے بعد اس کی تفتیش کی جارہی ہے۔ (شور وغل)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ مہربانی کریں۔ دیکھیں، وہ جواب پڑھ رہے ہیں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون وپارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! واردات میں استعمال ہونے والا موٹر سائیکل نمبری FDR-1982 کے متعلق محکمہ ایکسائز کے دفتر سے رپورٹ حاصل کی گئی جس کے مطابق موٹر سائیکل محمد سلیم ولد خادم حسین سکنہ گلی نمبر 4 منصورہ آباد، فیصل آباد کے نام رجسٹرڈ ہے جو کہ موٹر سائیکل کے مالک محمد سلیم نے بتایا کہ موٹر سائیکل اس کے بیٹے حسنین سلیم کے زیرِ استعمال ہے جسے شامل تفتیش کیا گیا۔ اس نے ہمراہی ملزم علی حسن ولد محمد ریاض سکنہ منصورہ آباد کا نام بتایا جس کو مورخہ 28-08-2013 کو گرفتار کر لیا گیا ہے اور موٹر سائیکل متذکرہ بالا بھی قبضہ پولیس میں لے لی گئی ہے۔ اس کی مزید تفتیش جاری ہے اور اس میں امید ہے کہ اس مقدمہ کو بہت جلد یکسو کر کے ملزمان کو عدالتِ انصاف کے کٹہرے میں پیش کیا جائے گا۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: شکریہ۔ اگلا توجہ دلاؤ نوٹس جناب محمد نواز چوہان صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ اس میں کوئی دلچسپی ہی نہیں ہے لہذا dispose of کیا جاتا ہے۔ آج تحاریک استحقاق نہیں ہیں۔ اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ میں نے آپ سے تحریک التوائے کار کی عرض کی تھی۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! پہلے آپ نمبر لگوائیں اور میرے دفتر میں جمع کروائیں۔ تحریک التوائے کار نمبر 483 جناب احمد خان بھچر صاحب کی ہے۔ بھچر صاحب کدھر ہیں؟ ابھی تو یہاں تھے۔

جناب احمد خان بھچر: میں اِدھر ہی ہوں۔

جناب سپیکر: جی، اپنی تحریک پیش کریں۔

گورنمنٹ بوائز ہائی سکول چک نمبر 69ر۔ب گھسیٹ پورہ فیصل آباد میں حالیہ بارشوں کا پانی داخل ہونے سے قیمتی سامان کا زیاں

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ ایک مؤقر اخبار "ایکسپریس" کی خبر مورخہ 24۔اگست 2013 کے چک نمبر 69ر۔ب گھسیٹ پورہ فیصل آباد میں واقع گورنمنٹ بوائز ہائی سکول میں حالیہ بارشوں کی وجہ سے تین فٹ پانی کھڑا ہوا ہے اور سکول کی آئی ٹی لیب اور سائنس لیبارٹری میں بھی پانی داخل ہو گیا جس سے لاکھوں روپے کا قیمتی سامان خراب ہو گیا اور سکول ہذا کی انتظامیہ نے نہ تو سکول سے پانی نکالنے کے لئے کوئی انتظام کیا بلکہ سکول کو ایک ہفتہ سے بند کیا ہوا ہے، جو سامان خراب ہونے سے بچ گیا تھا وہ بھی خراب ہو چکا ہے، علاوہ ازیں سکول کی بندش سے بچوں کی تعلیم کا بھی نقصان ہو رہا ہے۔

مذکورہ بالا صورتحال کے پیش نظر علاقے کے لوگوں میں حکومت کے خلاف شدید غم وغصہ پایا جا رہا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون وپارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا fresh notice آج ہی موصول ہوا ہے لہذا next session کے لئے اسے pending فرما دیں۔

جناب سپیکر: جی، Pending till next session اگلی تحریک التوائے کار نمبر 484/13 میاں طاہر صاحب کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 485 بھی میاں طاہر صاحب کی ہے۔ اِن کی کہیں request تو نہیں آئی۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 486 محترمہ کنول نعمان صاحبہ کی ہے۔

پنجاب کے کئی اضلاع میں سیلاب کی آڑ میں سبزیوں کی قیمتوں میں صد فیصد اضافہ سے عوام کو پریشانی کا سامنا

محترمہ کنول نعمان: بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "دنیا" مورخہ 24۔اگست 2013 کی خبر کے مطابق مون سون کی بارشوں اور مختلف اضلاع میں آنے والے سیلاب کی آڑ میں مارکیٹ کمیٹیوں نے بھی سبزیوں کے سرکاری نرخ نامے 100 فیصد تک بڑھا دیئے۔ شہریوں کو شدید مشکلات کا سامنا ہے۔ ایک ہفتے کے دوران سرکاری نرخ نامے میں 60 سے 100 فیصد اضافہ کر دیا گیا۔ مارکیٹ کمیٹیوں کی جانب سے جاری کئے جانے والے سرکاری نرخ نامے کے مطابق آلو کی قیمت 16 روپے کلو گرام سے بڑھا کر 26 روپے کلو گرام کر دی گئی۔ پیاز 27 روپے سے 40 روپے، لہسن 70 روپے سے 90 روپے، ادرک چائنا 115 روپے سے 145 روپے، پالک 10 سے 20 روپے، گوبھی 40 روپے سے 50 روپے، شملہ مرچ 45 روپے سے 80 روپے، مٹر 95 روپے سے 110 روپے، گھیا توری 17 روپے سے 60 روپے اور گھیا 20 روپے سے بڑھا کر 40 روپے کر دیا گیا ہے۔ بتایا گیا ہے کہ موجودہ صورتحال میں آئندہ ایک ہفتے کے دوران سرکاری نرخ نامے میں کمی کی بجائے مزید اضافہ متوقع ہے جس سے شہر کی عوام میں شدید بے چینی پائی جاتی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: چونکہ یہ بھی آج پڑھی گئی ہے۔ I think it should be kept pending

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کو بھی next session کے لئے pending فرما دیں۔

جناب سپیکر: جی، Pending till next session محترمہ! اگلی تحریک التوائے کار نمبر 488 بھی آپ کی ہے۔

پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی میں انجیوگرافی کی مشینیں خراب ہونے سے مریضوں کو پریشانی کا سامنا

محترمہ کنول نعمان: بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "اوصاف" مورخہ 25۔اگست 2013 کی خبر کے مطابق پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی میں غریب مریضوں کی انجیوگرافی کی چار مشینیں اپنا کام چھوڑ گئی ہیں جبکہ ایک انجیوگرافی مشین پر ہی مریضوں کی انجیوگرافی کی جا رہی ہے۔ پرائیویٹ مریضوں کی انجیوگرافی پر غریب مریضوں کے ٹیسٹ بالکل بند ہونے کی وجہ سے سینکڑوں غریب مریضوں کے انجیوگرافی ٹیسٹ ہی ملتوی کئے جا رہے ہیں۔ غریب مریضوں کو شدید پریشانی اور مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ ذرائع نے بتایا کہ پی آئی سی میں انجیوگرافی کی چار مشینیں خراب ہونے کی وجہ سے صرف ایک چلنے والی انجیوگرافی مشین کو ہی استعمال کیا جا رہا ہے لیکن چند انجیوگرافی ٹیسٹوں کے بعد تمام مریضوں کی انجیوگرافی ٹیسٹ کی لسٹیں ملتوی کر دی جاتی ہیں۔ غریب مریض نئے سرے سے انجیوگرافی ٹیسٹ کے لئے سرجنز سے وقت لینے پر مجبور ہو گئے ہیں۔ اس خبر سے صوبہ بھر بالخصوص لاہور شہر کی عوام میں شدید بے چینی اور اضطراب پایا جاتا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: اس تحریک کو آئندہ سیشن کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 489 بھی آپ ہی کی ہے۔

رہائشی علاقوں میں فیکٹریوں کی تعداد میں اضافہ

محترمہ کنول نعمان: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "دنیا" مورخہ 2013-08-24 کی خبر کے مطابق "صوبائی دارالحکومت کے گنجان آباد علاقوں میں زہریلا دھواں اور آلودگی میں اضافے کا سبب بننے والے سیفٹی آلات کی عدم دستیابی اور Labour Laws کی خلاف ورزی کرنے والی فیکٹریوں کی تعداد میں خطرناک حد تک اضافہ ہو گیا ہے۔ متعلقہ محکمے صرف ڈینگی مہم تک محدود، شہر میں متعدد ناخوشگوار واقعات پیش آنے کے باوجود ان

فیکٹریوں کے خلاف کوئی کارروائی نہ ہو سکی اور شہر میں بوائلرز والی 425 انتہائی خطرناک فیکٹریوں کی سندر انڈسٹریل اسٹیٹ مانگا منتقل کا منصوبہ بھی انتظامیہ کی عدم دلچسپی کی وجہ سے التواء کا شکار ہو گیا۔اس وقت بھی محکمہ لیبر کی طرف سے مذکورہ بالا فیکٹریوں کے خلاف کوئی کارروائی کی جا رہی ہے اور نہ ہی انہیں کوئی notices بھیجے گئے ہیں جبکہ متعلقہ محکموں کے عدم تعاون و عملے کی کمی اور غیر ضروری assignments کے باعث سروے کے خاطر خواہ نتائج حاصل نہیں ہو سکے۔ شہر میں ان فیکٹریوں کی وجہ سے کوئی بھی ناخوشگوار واقعہ پیش آ سکتا ہے"۔اس خبر سے لاہور شہر کی عوام میں شدید بے چینی پائی جاتی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: یہ بھی pending till next session کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 493 میاں محمود الرشید صاحب، جناب خان محمد جہانزیب خان کھچی صاحب، محترمہ سعدیہ سہیل رانا اور ڈاکٹر نوشین حامد صاحبہ کی طرف سے ہے۔ جی، کون پیش کرے گا؟

صوبہ میں ڈینگی وائرس کے مریضوں میں تیزی سے اضافہ کی وجہ سے عوام کو پریشانی کا سامنا

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "خبریں" مورخہ 26-08-2013 کی خبر کے مطابق پنجاب میں ڈینگی کا مرض شدت اختیار کرتا جا رہا ہے۔ دو افراد میں ڈینگی وائرس کی تصدیق کے بعد صوبے میں ڈینگی مریضوں کی تعداد 45 جبکہ مشتبہ مریضوں کی تعداد ڈیڑھ ہزار ہو گئی۔ اب تک لاہور شیخوپورہ میں سب سے زیادہ افراد ڈینگی وائرس سے متاثر ہوئے ہیں۔ پنجاب میں مسلسل بارشوں کے باعث ڈینگی کا مرض تیزی سے پھیل رہا ہے۔ گزشتہ چوبیس گھنٹوں کے دوران دو افراد میں ڈینگی وائرس کی تصدیق ہوئی ہے۔ان میں شیخوپورہ کی 35 سالہ ثمینہ اور لاہور کا 17 سالہ احمد مجتبیٰ شامل ہیں جنہیں لاہور کے میو ہسپتال میں داخل کروایا گیا ہے۔ محکمہ صحت کے مطابق ڈینگی کے ایک ہزار چھ سو پنتالیس مشتبہ cases سامنے آئے۔ لاہور میں 18، شیخوپورہ میں 15، فیصل آباد میں چار مریضوں میں ڈینگی وائرس کی تصدیق ہوئی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: یہ بھی pending till next session کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 501 محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ کی ہے۔ جی، پیش کریں۔

پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ کی جماعت نہم کی انگریزی کی کتاب میں دو جانثاران وطن "نشان حیدر" کا اعزاز پانے والوں کا نام خارج کرنے کا انکشاف

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ایک موقر اخبار روزنامہ "دنیا" مورخہ 2013-08-26 کی خبر کے مطابق "نشان حیدر پانے والے دو شہداء کے نام نصابی کتاب سے خارج۔ تفصیل یہ ہے کہ پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ نے جماعت نہم کے لئے انگریزی کی کتاب کے نئے ایڈیشن میں پاکستان کا اعلیٰ ترین اعزاز "نشان حیدر" حاصل کرنے والوں میں سے دو جانثاران وطن لانس نائیک محمد محفوظ شہید اور سوار محمد حسین شہید کے نام خارج کر دیئے۔ اساتذہ نے طلباء و طالبات کو کتاب پڑھانا شروع کی تو انکشاف ہوا کہ اس کے یونٹ نمبر 2 کے صفحہ 13 اور 19 پر 1965 اور 1971 کی جنگوں کے علاوہ کارگل میں ملک و قوم کی سلامتی کے لئے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کر کے نشان حیدر حاصل کرنے والے دس میں سے صرف آٹھ شہداء کی بہادری کا ذکر کیا گیا ہے جبکہ لانس نائیک محمد محفوظ شہید اور سوار محمد حسین شہید کا نام ان میں نہیں ہے۔" مذکورہ بالا صورتحال کے پیش نظر صوبہ کی عوام میں حکومت کے خلاف شدید غم و غصہ پایا جاتا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، pending till next session اگلی تحریک التوائے کار نمبر 502 ملک مظہر عباس راں صاحب کی ہے۔ جی، پیش کریں۔

ڈی سی او کی اسامی پر گریڈ۔17 کے آفیسر کی تعیناتی سے عوام الناس کو پریشانی کا سامنا

ملک مظہر عباس راں: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ "ڈی سی او کی پوسٹ گریڈ 18 کی ہے لیکن مسٹر اعجاز خان جو گریڈ 17 کا افسر ہے،

سیاسی اثر و رسوخ استعمال کر کے مذکورہ اسامی پر اپنی posting کروانے میں کامیاب ہو گیا ہے۔ اس نے چارج لیتے ہی کرپشن کا کھلم کھلا بازار گرم کر دیا۔ مخلوق خدا کا کوئی بھی کام مذکورہ افسر بغیر رشوت اور سفارش کے نہیں کرتا جس کی وجہ سے ایک عام آدمی بھی اس کی کرپشن سے بے حد پریشان ہے۔ لوگوں نے متعدد مرتبہ آفیسر مذکور کے خلاف اعلیٰ حکام کو شکایات بھی کیں، اس پر آج تک کوئی کارروائی عمل میں نہ لائی گئی ہے۔ اس کی کرپشن کے بارے میں ایک ممبر واپڈا ایمپلائز کوآپریٹو سوسائٹی لاہور نے بتایا ہے کہ موصوف آفیسر نے سوسائٹی ہذا میں اتوار بازار کا ٹھیکہ مبلغ آٹھ لاکھ روپے میں غلام عباس نقوی نامی شخص کو دیئے جانے کی منظوری دی۔ اس منظوری کے خلاف 22۔ اپریل 2013 کو سوسائٹی انتظامیہ کو درخواست دی گئی کہ اتوار بازار کا ٹھیکہ بذریعہ open auction کروایا جائے۔ اس پر یہ معلوم ہوا کہ اتوار بازار کی آفر 20 لاکھ روپے آنے کے باوجود موصوف آفیسر نے ملی بھگت کر کے کم rate پر صرف آٹھ لاکھ روپے سالانہ کی بنیاد پر تین سال کے لئے ٹھیکہ دے دیا۔ اس طرح حکومت کو تین سالوں میں 36 لاکھ روپے کا نقصان پہنچایا گیا۔ موصوف آفیسر نے اپنی من مانیاں کر کے نہ صرف حکومتی خزانے کو نقصان پہنچایا بلکہ عام آدمی کے لئے بھی وبال جان بنا ہوا ہے۔ انتظامی معاملات میں غفلت برتنا، صفائی کی ناگفتہ بہ حالت اس کا منہ بولتا ثبوت ہے اور اس کی رشوت ستانی سے عوام بے حد پریشان ہیں۔" آفیسر موصوف کے خلاف عوام میں سخت غم و غصہ پایا جاتا ہے۔ یہ معاملہ اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، pending till next session اگلی تحریک التوائے کار ڈاکٹر سید وسیم اختر کی ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے، ان کی طرف سے کوئی request بھی نہیں ہے اس لئے یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی بھی انہی کی ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے اس لئے یہ تحریک التوائے کار بھی dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار محترمہ جیّدہ خالد خان، باسمہ چودھری صاحبہ، سردار وقاص حسن موکل کی طرف سے ہے۔۔۔ کوئی بھی تشریف فرما نہ ہیں لہذا یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔ one should be careful اگلی تحریک التوائے کار نمبر 513 شیخ علاؤالدین کی ہے۔

گورنمنٹ چوبرجی گارڈنز اسٹیٹ ملتان روڈ لاہور کے کوارٹروں کے درمیان چھوٹے گارڈنز کو ختم کرنے کی تجویز سے رہائشیوں کو پریشانی کا سامنا

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ 1928 سے قائم کالونی گورنمنٹ چوبرجی گارڈنز اسٹیٹ ملتان روڈ لاہور جو 400 گھروں پر مشتمل ہے اس کالونی کے ہر چار بلاک کے درمیان ایک چھوٹا گارڈن ہے جو 24 گھروں کی families کے لئے ہے۔ ان 24 گھروں کے backdoor اس چھوٹے گارڈن کی طرف ہی کھلتے ہیں اور اس چھوٹے گارڈن میں ان گھروں کی خواتین و بچوں کو ہلکی پھلکی تفریح، بیٹھنے کے لئے گھاس اور خوشگوار ماحول میسر ہو جاتا ہے۔ سرکاری ملازمین کے بیوی بچے جو سارا دن گھروں میں مقید ہوتے ہیں وہ شام کے وقت یا خوشگوار موسم میں اپنے بلاکوں کے ساتھ ملحقہ چھوٹے گارڈن میں بیٹھ کر اپنی ہلکی پھلکی تفریح کر لیتے ہیں۔ اس چھوٹے گارڈن کی وجہ سے ان گھروں کو تروتازہ ہوا میسر ہوتی ہے۔ اب یہ علم میں آیا ہے کہ مسٹر فاروق اسٹیٹ آفیسر ایس اینڈ جی اے ڈی نے ایڈیشنل سیکرٹری ویلفیئر، ایڈیشنل چیف سیکرٹری اور چیف سیکرٹری پنجاب کو یہ proposal بنا کر بھجوائی ہے کہ چوبرجی گارڈنز اسٹیٹ میں ہر 24 گھروں کے درمیان جو چھوٹا گارڈن ہے اس کو ختم کر کے وہاں فلیٹ بنا دیئے جائیں۔ اسٹیٹ آفیسر نے ان چھوٹے گارڈنز کو خالی میدان / گراؤنڈ ظاہر کر کے وہاں فلیٹ بنانے کے منصوبہ کو یہ کہہ کر proposal بھجوائی ہے کہ یہ جگہ بے کار ہے اور وہاں فلیٹ بنا دیئے جائیں۔ اسٹیٹ آفیسر کی تجویز سے نہ صرف ان گھروں کے مکینوں کو تازہ ہوا ملنا بند ہو جائے گی بلکہ سرکاری ملازمین کی خواتین و بچے گھروں میں مستقل طور پر مقید ہو کر رہ جائیں گے۔ فلیٹ بن جانے کی صورت میں ان گھروں کا پردہ / privacy بھی ختم ہو جائے گی۔ دوسری یا تیسری منزل پر رہنے والے لوگوں کی نظریں ہر کوارٹروں کے صحنوں اور چھتوں پر گڑی رہیں گی جو کسی بھی لحاظ سے مناسب نہ ہے بلکہ غیر آئینی، غیر اسلامی بھی ہے۔ اس پر ہمارا مذہب اسلام بھی یہ کہتا ہے کہ اپنی نظریں نیچی رکھیں، دوسروں کے گھروں میں تاک جھانک مت کرو اور ان کے پردے کا خیال رکھو۔ پھر کیوں کر ان سرکاری ملازمین کی رہائشوں کے درمیان چھوٹے گارڈن کو ختم کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے؟ موصوف افسر نے یہ تجویز اس آڑ میں بنائی ہے کہ چوبرجی کوارٹرز کا کیو بلاک جو گندے نالے کے ساتھ واقع ہے جو سنگل روم پر مشتمل ہے اور یہاں پر زیادہ تر مسیحی ملازمین رہائش پذیر ہیں جو اسی کالونی کے sweepers / سینٹری ورکرز ہیں۔ اب چونکہ حکومت پنجاب نے ایل او ایس

سے ملتان روڈ تک سڑک کو دورویہ بنانے کا منصوبہ بنایا ہوا ہے اور اس پر عملدرآمد کرنے کی غرض سے کیو بلاک کے مکینوں کے لئے فلیٹ بنانے کے منصوبہ پر عملی جامہ پہنائے جانے کی باقاعدہ منظوری ہو چکی ہے جس پر آئندہ چند دنوں میں عملی طور پر کام بھی شروع ہو جانے کی توقع ہے۔ اب اسٹیٹ آفیسر نے اس کی آڑ میں سازش کر کے مزید چھوٹے گارڈنز کو ختم کرنے کا منصوبہ بنا لیا ہے جو نہ صرف چوبرجی گارڈنز کے مکینوں کے ساتھ ظلم ہے بلکہ یہ ماحولیاتی آلودگی پھیلانے کا سبب بھی بنے گا۔ سرکاری ملازمین کی خواتین و بچوں کو کھلی ہوا میسر ہوگی اور نہ ہی بیٹھنے کے لئے کوئی گارڈن رہے گا۔ واضح رہے کہ دس بارہ سال قبل بھی اسٹیٹ آفیسر نے چوبرجی گارڈنز کے پارکوں کو ختم کر کے وہاں فلیٹ بنانے کا منصوبہ بنایا تھا جو اس وقت کی حکومت نے سرکاری ملازمین کے جائز مطالبہ کو مانتے ہوئے اسے ختم کر دیا تھا اب یہ منصوبہ بھی اُسی منصوبہ کی ایک کڑی معلوم ہوتا ہے۔ موجودہ اسٹیٹ آفیسر کی اس سازش سے چوبرجی گارڈنز اسٹیٹ کے تمام مکینوں میں موصوف افسر کے خلاف سخت غم و غصہ پایا جاتا ہے اور وہ حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ چوبرجی کوارٹرز میں واقع تمام بلاکوں کے چھوٹے گارڈنز کو ختم نہ کیا جائے۔ یہ معاملہ اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر! میں اس میں صرف یہ ایک بات add کرنا چاہوں گا کہ ماسٹر پلان کو کسی صورت تبدیل نہیں کیا جا سکتا۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب پہلے محکمے سے جواب لیں گے پھر آپ کو بتائیں گے۔ اس کو next session تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 519/13 میاں محمود الرشید کی ہے۔

لاہور میں آٹے اور سبزیوں کی قیمتوں میں مسلسل اضافے سے شہریوں کو پریشانی کا سامنا

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ معاملہ یہ ہے کہ روزنامہ "جنگ" مورخہ 29-08-2013 کی خبر کے مطابق لاہور میں گزشتہ چھ ہفتوں میں آٹے کی قیمت میں 5 روپے فی کلو تک اضافہ ہو گیا ہے۔ قیمت بڑھنے سے روٹی ایک روپے اضافے سے

6روپے اور نان دو روپے اضافے سے 8 روپے کا ہو گیا۔ نان بائیوں کا مؤقف ہے کہ جب خام مال مہنگا ہو گا تو روٹی بھی مہنگی ہو گی فلور ملز ایسوسی ایشن نے یکم ستمبر سے آٹے کے بیس کلو تھیلے کی قیمت میں مزید 30 روپے اضافے کا عندیہ دے دیا جس سے گھریلو صارف تو متاثر ہوا ہے لیکن تین وقت مجبوراً ہوٹل سے روٹی کھانے والوں کی جیب پر کم از کم ماہانہ دو سو روپے کا اضافی بوجھ بھی بڑھ گیا ہے۔ آل پاکستان فلور ملز ایسوسی ایشن نے آٹے کی قیمت میں اضافہ نہ کرنے کا فیصلہ سرکاری گندم کے اجراء سے مشروط کر دیا اگر محکمہ خوراک پنجاب کی جانب سے یکم ستمبر سے قبل گندم کا اجراء نہ کیا گیا تو یکم ستمبر سے ملیں آٹے کی قیمت میں 30 روپے 20 فی کلو گرام تھیلا بڑھانے پر مجبور ہوں گی۔ اسی طرح مارکیٹ کمیٹیوں نے سبزیوں کے سرکاری نرخ نامے 100 فیصد تک بڑھا دیئے ہیں جس کی وجہ سے شہریوں کو شدید مشکلات کا سامنا ہے ایک ہفتے میں سرکاری نرخ نامے میں 60 سے 100 فیصد اضافہ کر دیا گیا ہے۔ سرکاری نرخ نامے کے مطابق آلو کی قیمت 16 روپے کلو سے بڑھا کر 26 روپے کلو، پیاز 27 روپے سے 40 روپے کلو، لہسن 70 روپے سے 90 روپے کلو، ادرک چائنا 115 سے 145 روپے کلو، پالک 10 روپے سے 20 روپے کلو اور گھیا توری 17 سے 60 روپے کلو، گھیا 20 روپے سے بڑھا کر 40 روپے کر دیا گیا ہے۔ بتایا گیا ہے کہ موجودہ صورتحال میں آئندہ ایک ہفتے کے دوران سرکاری نرخ نامے میں کمی کی بجائے مزید اضافہ متوقع ہے جس سے شہری عوام میں شدید بے چینی پائی جاتی ہے لہٰذا میری استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر! یہ تو سرکاری نرخ نامے میں اضافہ ہوا ہے لیکن اس وقت آپ practically کسی بھی سبزی کی دکان پر چلے جائیں وہاں پیاز 60 سے 70 روپے فی کلو، ٹماٹر 100 سے 120 روپے اور آلو 40 سے 50 روپے فی کلو فروخت ہو رہے ہیں۔

جناب سپیکر: ابھی حکومت کی بھی بات سنتے ہیں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کو next session تک pending فرما دیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے اس کو next session تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! لیکن ایک بات کا میں جواب دینا چاہوں گا کیونکہ باقی تو میاں محمود الرشید صاحب نے مہنگائی یا مختلف سبزیوں کی قیمت کی بات کی ہے لیکن جہاں تک گندم کا تعلق ہے نئی فصل آنے تک جو

requirement ہے اتنا سٹاک تو حکومت کے پاس موجود ہے اس لئے اس میں کسی قسم کی shortage ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ جہاں تک گندم کی سرکاری طور پر سپلائی شروع کرنے کا معاملہ ہے تو وہ حکومت کے زیر غور ہے، ایک دو دنوں میں اس پر فیصلہ ہو جائے گا اور گندم کی سپلائی شروع ہو جائے گی۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ مہنگائی جس تیزی کے ساتھ بڑھ رہی ہے میں سمجھتا ہوں کہ ہمارا اگلا اجلاس اگر دو ماہ یا ڈیڑھ ماہ بعد آنا ہے اور اُس وقت اس کا جواب آنا ہے تو۔۔۔

جناب سپیکر: وہ کہہ رہے ہیں کہ اس کی پالیسی ہم جلدی دے رہے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): اُس وقت تک عوام کا بھرکس نکل جائے گا۔ خدا کے لئے مہنگائی کو کنٹرول کرنے کے لئے حکومت کوئی mechanism بنائے اور اس کو اپنی ترجیحات میں شامل کرے۔ غریب آدمی پس کر رہ گیا ہے اور سرکاری ملازمین، salaried persons کے پاس اب دو وقت کی روٹی حاصل کرنا مشکل ہو گئی ہے۔ یہ سبزیاں اور باقی جو consumer items ہیں اس کے لئے میں سمجھتا ہوں کہ حکومت جنگی بنیادوں پر کام کرے۔ یہ حکومت کا اوّلین فرض ہے کہ اس inflation اور مہنگائی جس نے عوام کی کمر توڑ کر رکھ دی ہے اس حوالے سے ہمیں ایوان کے اندر بات کرنی چاہئے اور فوری کرنی چاہئے۔ اس مہنگائی کو روکنے کے لئے حکومت کے پاس کوئی mechanism یا پلان ہے تو وہ ایوان کو بتائے تاکہ عوام کو پتا چلے۔ ہوتا یہ ہے کہ پانچ روپے کسی چیز کی قیمت بڑھتی ہے تو دکاندار دس روپے بڑھا دیتے ہیں۔ میرا یہ خیال ہے کہ اس کو آئندہ session تک کے لئے pending نہ کیا جائے بلکہ اگر حکومت اس مہنگائی کو روکنے کے لئے کوئی اقدامات کر رہی ہے تو وزیر موصوف کل تک اس ایوان کو بتائیں۔

جناب سپیکر: اس پر میں نے آرڈر تو کر دیا ہے اب اور مزید اس پر کیا کریں؟ ویسے آپ پوائنٹ آف آرڈر پر ایک دوسرے کے ساتھ پوچھنا چاہیں تو پوچھ لینا کیونکہ اس پر تو اب آرڈر ہو چکا ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! آپ یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ کل آنی ہے، اب پتا نہیں کل آنی ہے یا نہیں آنی؟

جناب سپیکر: انشاء اللہ آئے گی۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! یہ مسئلہ بڑا اہم ہے۔

جناب سپیکر: میں نے یہ تحریک اگلے اجلاس تک کے لئے pending کی ہے لیکن امید ہے کہ وہ کل آپ کی تسلی کروائیں گے۔

سرکاری کارروائی

مسودات قانون

(جو زیر غور لائے گئے)

مسودہ قانون (ترمیم) پولیس آرڈر پنجاب مصدرہ 2013

(۔۔۔جاری)

MR SPEAKER: Now, we resume consideration on Punjab Police Order (Amendment) Bill 2013. Consideration on the Bill up to first reading was completed on Wednesday, the 28th of August 2013. Now, we take up the second reading of the Bill.

CLAUSE 2

MR SPEAKER: Second reading starts. We take up the Bill Clause by Clause. Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. There are two amendments in it. The first amendment is from: Mian Mehmood-ur-Rasheed Mian Muhammad Aslam Iqbal, Mr Muhammad Siddique Khan, Dr Murad Raas, Malik Taimoor Masood, Mr Asif Mehmood, Raja Rashid Hafeez, Mr Ijaz Khan, Mr Muhammad Arif Abbasi, Mr Ejaz Hussain Bukhari, Dr Salah-ud-Din Khan, Mr Ahmed Khan Bhacher, Mr Muhammad Sibtain Khan, Mr Masood Shafqat, Mr Zaheer-ud-Din Khan Alizai, Mr Javed Akhtar, Mr Waheed Asghar Dogar, Mr Khan Muhammad Jahanzaib Khan Khichi, Mr Abdul Majeed Khan Niazi, Mian Mumtaz Ahmad Maharwi, Mrs Saadia Sohail Rana, Dr Nausheen Hamid, Mrs Raheela Anwar, Ms Nabila Hakim Ali Khan, Mrs Naheed Naeem, Ms Shunila Ruth, Ch. Moonis Elahi, Sardar Vickas Hassan Mokal, Ch. Aamar Sultan Cheema, Mr Ahmad Shah Khagga, Sardar

Muhammad Asif Nakai, Dr Muhammad Afzal, Mrs Baasima Chaudhary, Mrs Jayeda Khalid Khan, Qazi Ahmad Saeed, Sardar Shahab-ud-Din Khan, Mrs Faiza Ahmed Malik and Dr Syed Waseem Akhtar. Any mover may move it.

MIAN MUHAMMAD ASLAM IQBAL: I move:

> "That in Clause 2 of the Bill, in the proposed Clause (3c)(a) of Article 7 of the Police Order 2002, for the words "twenty-five percent", the words "fifty percent" be substituted."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That in Clause 2 of the Bill, in the proposed Clause (3c)(a) of Article 7 of the Police Order 2002, for the words "twenty-five percent", the words "fifty percent" be substituted."

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): I oppose.

MR SPEAKER: Opposed.

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں آج Police Order Bill 2013 میں amendment کے حوالے سے اپنی کچھ گزارشات آپ کے توسط سے بیان کرنا چاہتا ہوں۔۔۔

(اذان ظہر)

MR SPEAKER: Please carry on.

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! ہم جو Police Order 2002 کے اندر amendment کرنے جا رہے ہیں۔ اس کا حکومت کے نزدیک definitely یہ مقصد ہو گا کہ تھانہ کلچر کو تبدیل کیا جائے۔ یہ حکومت پنجاب کا نعرہ بھی ہے اور اس موجودہ حکومت کے معرض وجود میں آنے کے بعد پچھلے تین ماہ سے ہم روزانہ کی بنیاد پر مختلف اخبارات میں قابل احترام وزیر اعلیٰ صاحب کی طرف سے یہی ایک خبر

ضرور پڑھتے ہیں کہ ہم تھانہ کلچر اور پٹواری کلچر کو تبدیل کریں گے۔اس وقت موجودہ صورتحال کے اندر Police Order 2002 پر نظر دوڑائیں تو میرے نزدیک اس میں بہت بڑی قباحتیں ہیں۔ میں آپ کے سامنے جن کو تھوڑا سا پیش بھی کروں گا تاکہ پھر اس amendment پر بھی روشنی ڈال سکوں۔Police Order 2002 سے پہلے 1861 کے ایکٹ کے تحت Indo-Pak کے اندر جو سسٹم چل رہا تھا اور 1934 میں پولیس آرڈر کے rules بنائے گئے کہ پولیس کے کیا functions ہیں اور کس طرح سے انہوں نے ادارے کو چلانا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بڑے comprehensive rules تھے اور ہیں جن کو قلم کی ایک جنبش سے ختم کر دیا گیا اور Police Order 2002 متعارف کروایا گیا۔Police Order 2002 جو متعارف کروایا گیا اس سے پولیس افسران اور محکمے کے اندر ایک اپنے اختیارات کی جنگ کو چھیڑ دیا گیا۔ میں ان اختیاراتی جنگ کی تھوڑی example بھی آپ کو دوں گا۔ جیسا کہ لاہور شہر میں سی سی پی او صاحب کام کریں گے اور جو اس سے چھوٹا شہر ہے وہاں پر سی پی او صاحب کام کریں گے اور ان کو آئی جی کے tier سے نیچے نکال کر independent کر دیا گیا۔اس طرح "آئی جی" کا ان پر تھوڑا سا control lose ہو گیا۔اس طرح محکمے کے اندر اختیارات کی اپنی جنگ شروع ہو گئی۔اس پولیس آرڈر کے اندر اب بار بار ترمیم کرنے جا رہے ہیں۔۔۔

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ /قانون وپارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر:جی،فرمائیں!

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ /قانون وپارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر! یہ جو recruitment بھرتی ہونے جا رہی ہے اس میں کوٹا مختص ہے کہ پہلے سے موجود ہیڈ کانسٹیبل یا اسسٹنٹ سب انسپکٹر کو 25 فیصد کوٹا دیا جائے گا۔انہوں نے کہا ہے کہ نہیں اس کو بڑھا کر 50 فیصد کر دیا جائے۔ میاں محمد اسلم اقبال صاحب پولیس آرڈر 2002 پر تنقید فرما رہے ہیں۔پولیس آرڈر 2002 آج نہیں نافذ ہوا یا وہ اب نافذ ہونے نہیں جا رہا بلکہ یہ 2002 سے نافذ ہے۔ اگر ان کو پولیس آرڈر میں کوئی نقائص نظر آ رہے ہیں تو اس کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ یہ اس پر پرائیویٹ ممبر کے طور پر amendment move کریں۔اس amendment سے یہ بحث cover نہیں ہوتی۔

میاں محمد اسلم اقبال:جناب سپیکر!گزارش یہ ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر:اس میں دیکھئے گا کہیں ڈاکٹر مراد راس صاحب بھی ناراض نہ ہو جائیں جنہوں نے کمیٹی میں بیٹھ کر اس کو recommend کروایا ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! ایوان کے ہر ممبر کا اپنا نقطہ نظر ہے۔

جناب سپیکر: آپ ترمیم کی طرف آئیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! جب تک ایوان کو یہ بات نہیں بتائی جائے گی کہ یہ کیوں کی جا رہی ہے تو پھر ٹھیک ہے اس پر ہم نہیں بولتے۔ وزیر قانون صاحب صحیح فرما رہے ہیں، میری آپ کے توسط سے مؤدبانہ گزارش ہے کہ اس پولیس آرڈر کے سسٹم کو تھوڑا سمجھا جائے۔ پولیس کے اندر جو اپنی جنگ چھڑ گئی ہے پہلے اس کو تو ٹھیک کر لیا جائے، ہم تھانہ کلچر تبدیل کرنے کی بات کر رہے ہیں جب تک ہم ان کے سسٹم کو ٹھیک نہیں کریں گے، ہم legislators ہیں، ہم یہاں پر بیٹھے ہیں یہ ہمارا کام ہے اس طرح تو ایک نئی جنگ چھڑ گئی ہے---

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! معزز ممبر irrelevant ہو رہے ہیں۔ ایوان کا وقت بہت قیمتی ہے، سب ممبران یہاں پر بیٹھے ہیں یہ بتائیں کہ 25 فیصد کو 50 فیصد کیوں ہونا چاہئے؟ یہ 2002 کے پولیس آرڈر کو لئے بیٹھے ہیں اگر پولیس آرڈر 2002 کی وجہ سے جنگ چھڑ گئی ہے، معاملات خراب ہو رہے ہیں تو یہ اس میں ترمیم لائیں اور اس ترمیم کو ایوان سے منظور کروائیں۔

جناب سپیکر: جی، میاں محمد اسلم اقبال صاحب!

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! اس میں کوئی شک نہیں، جس طرح رانا صاحب نے فرمایا ہے کہ ایوان کا وقت بہت قیمتی ہے اسی وجہ سے روزانہ 2 گھنٹے اجلاس دیر سے شروع ہوتا ہے۔ اگر ایوان کا وقت اتنا ہی قیمتی ہے تو پھر صبح 10 بجے کا ٹائم ہوتا ہے، صبح 10 بجے اجلاس شروع کیا جائے۔ ہمیں 2 گھنٹے باہر کیوں بٹھائے رکھتے ہیں؟ بہت قیمتی وقت ہے جب سے یہ اجلاس شروع ہوا ہے کوئی ایک دن بتا دیں جب اجلاس ٹائم پر شروع ہوا ہو؟

MR SPEAKER: This is not the part of this amendment.

آپ amendment پر بات کریں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں amendment پر بات کر رہا ہوں۔ یہ پولیس آرڈر میں ہے، میں اپنے پاس سے تو یہ بات نہیں کر رہا۔

جناب سپیکر: اگر آپ اس کو 50 فیصد کرنا چاہتے ہیں تو اس کی justification دیں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اگر معزز ممبر۔۔۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! اگر یہ مجھے بولنے نہیں دیں گے اور ہر بات پر۔۔۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! معزز ممبر کوئی ایک دن بتائیں، ممبران جب یہاں پر ٹھہرے ہوتے ہیں، یہ درست بات ہے کہ ایک ممبر اسمبلی اور ایک سرکاری آفیسر میں یہ فرق ہے کہ سرکاری آفیسر پر تو پابندی ہے کہ وہ آٹھ بج کر ایک منٹ پر اپنے آفس میں آکر بیٹھے لیکن ممبر اسمبلی جہاں پر بھی ہو وہاں اس کے حلقہ سے لوگ بھی آجاتے ہیں، باقی بھی معاملات ہوتے ہیں اسے کسی کے ساتھ سیکرٹریٹ بھی جانا ہوتا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: چلیں! آپ بحث میں نہ جائیں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ بات on record ہونی چاہئے کہ یہ تو درست ہے کہ اجلاس دیر سے شروع ہوا لیکن آج تک یہ ایک دن بتائیں جس دن اجلاس میں routine کا ایجنڈا مکمل نہ ہوا ہو۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! اب بحث برائے بحث شروع ہو جائے گی، میں بولوں گا پھر قابل احترام وزیر قانون صاحب بولیں گے، میں عرض کر رہا ہوں کہ یہ بات on record ہے کہ جب سے یہ سیشن شروع ہوا ہے کبھی ٹائم پر اجلاس شروع نہیں ہوا۔ ہم روزانہ آکر ادھر کھپتے رہتے ہیں کہ ٹائم پر اجلاس شروع کریں۔ آپ ایک کام کر لیں کہ ٹائم ان سے لے لیا کریں، ایجنڈا آپ جاری کر دیا کریں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ یہ بتائیں کہ 25 فیصد کو 50 فیصد کیوں کیا جائے؟

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! ہمیں کس جرم کی سزا ہے کہ ہم 2 گھنٹے آکر اس ایوان میں انتظار کرتے رہیں کہ جب تک وزیر قانون نہیں آئیں گے یہ اجلاس شروع نہیں ہو گا؟

جناب سپیکر: نہیں، میں یہ نہیں کہہ رہا۔ آپ اپنی ترمیم پر بات کرتے رہیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں کوئی اپنے پاس سے بات نہیں کر رہا۔

جناب سپیکر: آپ 50 فیصد پر آئیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! اگر آپ مجھے اس کے پس منظر میں جو بات ہے وہ نہیں کرنے کا موقع دیں گے تو پھر میں چُپ کر کے بیٹھ جاتا ہوں آپ بل منظور کر لیں ویسے بھی آپ نے کر لینا ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ میں ایسے کیسے کر سکتا ہوں؟

میاں محمد اسلم اقبال: آپ کا زورِ بازو ہے، آپ کے پاس تعداد ہے، عددی اکثریت ہے۔ آپ منظور کر لیں ہمیں کیوں ترمیم پر بات کرنے سے روکتے ہیں؟

جناب سپیکر: اگر میں آپ کو کہوں کہ آپ relevant ہو جائیں تو اس پر بھی آپ سیخ پا ہو جاتے ہیں یہ تو کوئی طریقہ نہیں ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! یہ تو میرا اختیار ہے کہ میں ترمیم پر بات کروں۔

جناب سپیکر: میرا بھی کچھ اختیار ہے۔ (قطع کلامیاں)

آپ اپنی ترمیم پر بات کریں۔ اس بات کو چھوڑیں، مجھے پتا ہے۔ شاباش!

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ پولیس کے اندر جو موجودہ سسٹم چل رہا ہے جس کے تحت کانسٹیبل بھرتی کیا جاتا ہے، اے ایس آئی بھرتی کیا جاتا ہے، اے ایس پی کی بھرتیاں ہوتی ہیں، دو سسٹم صوبے کے پاس رہ جاتے ہیں، ایک فیڈرل کے پاس چلا جاتا ہے۔ موجودہ سسٹم کے اندر کانسٹیبل، اے ایس آئی، اے ایس پی، پولیس آرڈر 2002 سے پہلے بھی جب 1934 کے Rules کا موازنہ کریں تو اس کے اندر بھرتی کرنے کا طریق کار بڑے واضح طریقے سے بیان کیا گیا ہے کہ کانسٹیبل کیسے بھرتی ہو گا، بھرتی ہونے کے بعد اس کی پروموشن کیسے ہو گی، وہ کس طرح سے اے ایس آئی بنے گا، اس کے بعد کس طرح سے سب انسپکٹر بنے گا اس کے بعد جب وہ انسپکٹر بنے گا تو اس کے functions کیا ہیں ان کو بھی بڑے ہی comprehensive طریقے سے ان Rules میں بیان کیا گیا ہے جبکہ پولیس آرڈر کے اندر ابھی تک ہم ایڈہاک ازم میں چل رہے ہیں، ہم اس کے Rules ہی نہیں بنا سکے جو Police Rules 1934 ہیں ان کے مطابق جو آفس انچارج پولیس سٹیشن ہے جس کو اب ہم ایس ایچ او کو Station House Officer کہتے ہیں اس نے جو اپنے تین بنیادی کام کرنے ہوتے ہیں۔

1. Prevention of crime.
2. Investigation of crime.
3. Prosecution of crime.

یہ جو ترمیم دی گئی ہے اس میں آپ اے ایس آئی کی post ختم کر کے سب انسپکٹر کو بھرتی کرنے جا رہے ہیں۔اس سے پہلے بھی1990میں اس طرح کا تجربہ ہو چکا ہے جس میں directانسپکٹر بھرتی کئے گئے اور ان کے ذریعے ہم پولیس اور تھانہ کلچر تبدیل کرنا چاہ رہے تھے جو نہیں ہو سکا۔آج ہم پھر جو کانسٹیبل بھرتی کر رہے ہیں،ان کی پروموشن کا ایک باقاعدہ طریق کار ہے کہ جو کانسٹیبل بھرتی ہوا ہے اس کو پتا ہو کہ آنے والے وقت میں اس نے اے ایس آئی کب بننا ہے اور اپنی تعلیم کے مطابق اس نے ایس آئی کے عہدے تک کب پہنچنا ہے،اگر ہم directسب انسپکٹر کو بھرتی کریں گے تو محکمہ پولیس میں جو لوگ پہلے سے کام کر رہے ہیں ان کی دل شکنی ہو گی،وہ اپنا کام بہتر انداز میں نہیں کر سکیں گے۔جب ہم directسب انسپکٹر کی postکو introduceکروا رہے ہیں۔اس ترمیم کے اندر ہمارا مقصد یہ ہے کہ آپ یہ جو سب انسپکٹر کی بھرتی کر رہے ہیں اس کو اس انداز میں نہ کیا جائے بلکہ جو ایک رائج طریق کار ہے اس کو آگے لایا جائے۔کانسٹیبل،اے ایس آئی میں سے سب انسپکٹر لئے جائیں تاکہ کل کو اے ایس آئی کو پتا ہو کہ میں نے محنت کرنی ہے اور کتنے وقت میں اوپر پہنچنا ہے۔اگر ان کی پروموشن کا process slowہو جائے گا تو یہ سسٹم بیٹھ جائے گا اور وہ بہتر انداز میں performنہیں کر سکیں گے۔ہم یہاں پر جس تھانہ کلچر کی بات کر رہے ہیں شاید وہ پھر تبدیل نہ ہو سکے۔ہم تھانہ کلچر کی یہ بات کر رہے ہیں کہ اس محکمہ کے اندر جب ایک بندہ بھرتی ہو رہا ہے اس کو اس کا حق اس وقت کے مطابق دیا جائے اور عمر کے مطابق دیا جائے۔اب جب آپ سب انسپکٹر کو directبھرتی کر رہے ہیں ان کو جب ہم تھانوں کے اندر لگائیں گے تو وہ اس کی proper training کے processسے نہیں گزرے ہوں گے۔اس نے تو ابھی سیکھنا ہے،آپ یہاں پر بات کریں گے کہ اے ایس پی کو بھی directبھرتی کیا جاتا ہے۔اے ایس پی کے roleمیں اور سب انسپکٹر کے roleمیں فرق ہے وہ ایک supervisory roleہوتا ہے وہ administrative controlکرتا ہے جبکہ نیچے جس بندے کو آپ پروموشن دے رہے ہیں،جس نے تھانے میں آ کر اگلی سیٹ پر بیٹھنا ہے،جس کے اوپر پورے علاقے کا وزن ہوتا ہے،اس نے تو ان تمام چیزوں پر نظر رکھنی ہوتی ہے جو میں نے پہلے بیان کی ہیں۔اس نے ان کو اس پیرائے میں دیکھنا ہوتا ہے اور سسٹم کو آگے چلانا ہوتا ہے۔اس کے علاوہ ان کی اس مقصد کے لئے ایک proper training ہوتی ہے اس بات کو بھی مدنظر رکھا جائے۔اس کے علاوہ ان کی تعداد کو بھی آپ کم کر رہے ہیں،میں سمجھتا ہوں کہ وہ لوگ جو وہاں پر پہلے سے بھرتی ہیں ان کو زیادہ accommodateکیا جائے۔آپ

ایک ترمیم کے ذریعے ناحق کو اس کا حق دینے جا رہے ہیں اور جو حق دار ہے اس کے حق کو ختم کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: مہربانی۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب والا! میں اپنی بات ختم کر دوں؟

جناب سپیکر: شکریہ

میاں محمد اسلم اقبال: ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: مہربانی۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں عرض کروں گا کہ ---

جناب سپیکر: آپ کی بات ہو گئی ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب والا! جب ہم relevant بھی بولیں تب بھی آپ نہیں بولنے دیتے۔

جناب سپیکر: دوسروں کو بھی موقع دے دیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب والا! اسمبلی میں اپوزیشن کے اس وقت 42 ممبران ہیں اور ان میں سے بھی صرف پانچ یا سات بندے بولتے ہیں اگر ان کی بات بھی ناگوار ہے تو پھر بسم اللہ کریں ہم اپنی تمام ترامیم کو withdraw کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: میں آپ کو کیوں pressurize کروں؟ مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے۔ بس
You should be relevant to the extent of your amendment.

میاں محمد اسلم اقبال: جناب والا! آپ نے بے شک 24 تاریخ کا آرڈیننس جاری کر دیا ہوا ہے، دس دن آپ نے انتظار نہیں کیا---

جناب سپیکر: اب تو یہ آپ کے ایوان کے پاس ہے، آپ سب نے منظوری دینی ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب والا! یہ تو آپ کا prerogative ہے۔

جناب سپیکر: آپ کی منظوری ہونی ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: میں اب کیا کروں؟

جناب سپیکر: وہ آرڈیننس ختم ہو جائے گا۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب والا! آپ تو مجھے بولنے نہیں دیتے، میں پھر واک آؤٹ کرتا ہوں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر میاں محمد اسلم اقبال ایوان سے احتجاجاً واک آؤٹ کر گئے)

جناب سپیکر: یہ بات تو ٹھیک نہیں ہے۔ میاں صاحب! آپ ایسے نہ کریں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب والا! وہ ابھی بات کرنا چاہتے تھے۔

جناب سپیکر: انہوں نے اپنی بات تو مکمل کر لی ہے۔ ان کو لے کر آئیں، مراد راس صاحب آپ جائیں اور ان کو لے کر آئیں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب والا! انہوں نے کہیں جانا تھا۔

جناب سپیکر: اچھا چلو ٹھیک ہے۔ اب میں question put کر دوں یا آپ بولنا چاہتے ہیں؟

جناب محمد عارف عباسی: جناب والا! میں بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: پھر آپ بولیں۔

جناب محمد عارف عباسی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم o شکریہ۔ جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: آپ نے اپنی ترمیم کے دائرہ کار میں رہتے ہوئے بات کرنی ہے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب والا! آپ کہیں تو نہیں بولتا اور میں بیٹھ جاتا ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ ایسے نہیں، آپ کیا کرتے ہیں؟

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! جو ترمیم ہم نے پیش کی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جو ترمیم آپ نے دی ہے اسی پر بات کرنی ہے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب والا! میں اسی پر ہی بولوں گا اور یہ بھی کوشش کروں گا کہ کوئی ایسی بات نہ کروں جو کہ ہمارے حکمرانوں کو ناگوار گزرے کیونکہ میں نے میاں محمد اسلم اقبال کا حال دیکھ لیا ہے کہ اگر انہوں نے ایک آدھ بات ایسی کر دی تو۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ میں نے ان سے کوئی ایسی بات نہیں کی۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب والا! وہ تو ہمیں افسوس ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: ان کی اپنی کوئی مجبوری تھی۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب والا! ہمیں اس قسم کے روّیہ سے افسوس ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: آپ اپنی ترمیم پر relevant ہوں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! یہ ترمیم جو ہم نے سب انسپکٹر کی recruitment کے متعلق پیش کی ہے، اس پر میں عرض کروں گا کہ اس میں 25 فیصد ہم وہ لوگ لے رہے ہیں جو اس وقت سروس کر رہے ہیں۔ پاکستان کے پچھلے حالات آپ کے سامنے ہیں۔ ہمارے ملک میں جس طرح بے روزگاری تھی، اس وقت بھی ہے بلکہ مزید بڑھتی جا رہی ہے۔ اس وقت ہمارے جتنے بھی تعلیم یافتہ نوجوان ہیں، جس وقت کانسٹیبل کی بھرتی ہوتی ہے اس وقت ایم اے، ایم ایس سی لوگ وہاں پر apply کرتے ہیں اور اس وقت بھی highly qualified لوگ اس rank پر کام کر رہے ہیں اور اس وقت ان کی اچھی خاصی ٹریننگ ہو چکی ہے، ان کے پاس اس وقت experience آ چکا ہے۔ اب آپ نئی بھرتی کرنے جا رہے ہیں، وہ لوگ جو اس محکمے کو اپنا خون دے چکے ہیں جو اس محکمے کے لئے دن رات ایک کر چکے ہیں، جن کے پاس تعلیم بھی وہی ہے جو آپ کی required ہے، ان کا راستہ روکنا ان کو صرف 25 فیصد دینا اور جو لوگ براہ راست بھرتی کرنے ہیں ان کو زیادہ تعداد میں رکھ رہے ہیں۔ اس طرح آپ experienced لوگوں کی پروموشن کو روک رہے ہیں۔ جو لوگ پہلے سے کام کر رہے ہیں ان کے پاس تجربہ بھی ہے اور بیچلر ڈگری بھی موجود ہے ان کو آپ صرف 25 فیصد کوٹا دے رہے ہیں اور جو آپ direct بھرتی کر رہے ہیں ان کو زیادہ کوٹا دے رہے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ ایک طرف تو محکمے کے ان ملازمین کے ساتھ ناانصافی ہے جو ایمانداری سے اپنا کام کر رہے ہیں اور جن کے پاس required qualification سے زیادہ qualification ہے اس کے باوجود ان کو neglect کر رہے ہیں۔ یہ لوگ جو پاکستان کے مخصوص حالات کے تحت کانسٹیبل بھرتی ہو گئے، ڈگریاں ان کے پاس موجود ہیں، پڑھے لکھے ہیں، ماں باپ کا لاکھوں روپیہ بھی ان پر خرچ ہو چکا ہے اور وہ صرف اس آس پر ہی بھرتی ہو گئے تھے کہ چلو ہم کانسٹیبل ہی بھرتی ہو جاتے ہیں، محنت کریں گے، کام کریں گے with the passage of time promotion ہو جائے گی اور up to DSP یا جہاں تک بھی وہ جا سکتے ہیں جائیں گے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اب آپ ان کے لئے کیوں رکاوٹ بن رہے ہیں؟ محکمے کے اندر ایسے لوگ جب پہلے سے موجود ہیں جن کے پاس تجربہ بھی ہے، تعلیم بھی ہے اور اپنے محکمے کو بھی بہتر انداز سے سمجھتے ہیں اس لئے ہمارا یہ خیال ہے کہ اگر ہم ان کا کوٹا پچاس، پچاس فیصد یعنی برابر کر دیں تو بہتر ہے۔ میرا ذاتی خیال تو یہ ہے کہ ہمیں اے ایس آئی یا سب انسپکٹر direct بھرتی ہی نہیں کرنے چاہئیں بلکہ پہلا حق ہی ان

لوگوں کا ہے جو محکمے میں پہلے سے موجود ہیں اور اس وقت محنت کر رہے ہیں، اس اُمید پر کر رہے ہیں کہ وہ بھی کبھی آگے بڑھیں گے ان کی بھی ترقی ہو گی۔ یہ ان کا راستہ روکنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر! دوسری میری گزارش یہ ہے کہ اگر آپ نے ہر صورت میں کرنا ہی ہے تو پچاس، پچاس فیصد کوٹا برابر مقرر کیا جائے ورنہ محکمے کے لوگوں میں بد دِلی پیدا ہو جائے گی، لوگ demoralize ہو جائیں گے، لوگ کام نہیں کریں گے، پڑھے لکھے لڑکے بہت زیادہ demoralize ہو جائیں گے۔ ایک آدمی نے آج بی اے کیا ہے اس کو تو آپ اے ایس آئی بھرتی کر رہے ہیں اور ایک بندے نے آج سے دس پندرہ سال پہلے کا بی اے کیا ہوا ہے اور وہ کانسٹیبل بھرتی ہو گیا ہے آخر اس کا کیا قصور ہے کہ اب آپ اسے کہہ رہے ہو کہ ان میں سے ہم نے صرف 25 فیصد لوگ لینے ہیں اور باہر سے 75 فیصد بھرتی کرنے ہیں۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ آخر اس شخص کا کیا قصور ہے جو آج سے دس پندرہ سال پہلے گریجویشن کر کے محکمہ پولیس میں چلا گیا اب آپ اس کی ترقی کا راستہ روک رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہماری یہ بات بالکل جائز ہے اس لئے ہماری اس ترمیم کو منظور کیا جائے اور اسے اپنی انا کا مسئلہ نہ بنائیں بلکہ انسانی ہمدردی، محکمے اور ملک کے مفاد میں دیکھا جائے۔ میرے نزدیک تو یہ بہترین طریقہ ہے کہ جو لوگ already service کر رہے ہیں ان کا تعلیمی معیار بھی آپ کی recruitment policy کے مطابق ہے پہلا موقع ان کو دیا جائے۔ آپ یہ صرف اس لئے کر رہے ہیں کہ اپنے لوگوں کو oblige کرنا ہے۔ اس سے پہلے بھی مسلم لیگ (ن) نے اس محکمے میں براہ راست انسپکٹر بھرتی کئے تھے، میں تو کہتا ہوں کہ یہ بھی آپ بھرتی کر لیں لیکن پچاس فیصد سے زیادہ نہ کریں۔ ہم آپ کو منع تو نہیں کر سکتے لیکن خدارا ان لوگوں کا حق نہ ماریں جنہوں نے اس محکمے کے لئے دن رات ایک کر دیا ہے، محنت کی اور اپنا خون جلایا ہے۔ اس ترمیم کا اس سے بڑا logic ہو ہی نہیں سکتا کہ ایک experienced بندہ پہلے سے موجود ہے اور اس کے پاس qualification بھی وہی ہے اس کو چھوڑ کر آپ ایک نیا بندہ بھرتی کر رہے ہیں اس لئے میری گزارش یہی ہے کہ اس کوٹے کو آپ 50 فیصد تک لے کر جائیں جو حاضر سروس لوگ ہیں جو اس وقت کام کر رہے ہیں ان کو موقع فراہم کریں اور یہ پروموشن صرف ان کا حق ہے جو محکمے میں پہلے سے کام کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ میں آپ کو شاباش بھی دیتا ہوں۔ جناب احمد شاہ کھگہ صاحب!

جناب احمد شاہ کھگہ: بسم اللہ الرحمن الرحیم o جناب سپیکر! میں چونکہ اتنا پڑھا لکھا نہیں اور اس ترمیم کے بارے میں صرف دو، تین باتیں کرنا چاہتا ہوں۔ انہوں نے پچیس فیصد اور پچھتر فیصد کا جو کوٹا مقرر کیا

ہے میرے خیال میں یہ پچاس، پچاس فیصد ہونا چاہئے۔ جس سپاہی یا اے ایس آئی کو پتا چلے گا کہ میری ترقی نہیں ہونی تو پھر وہ اپنا کام دل لگی سے نہیں کرے گا، وہ اپنا گھر پورا کرنے کی کوشش تو کرے گا، اگر اس کو یہ پتا ہو کہ میں نے ترقی کرنی ہے اور میں نے ڈی ایس پی تک جانا ہے تو پھر وہ رشوت کم لے گا کیونکہ وہ محتاط رہے گا کہ میرے خلاف کوئی درخواست نہ آ جائے، اس ڈر اور اس چاہت سے کہ میں نے ترقی کرنی ہے وہ اپنا کام بھی بہتر کرے گا۔ پچھلے دور میں جو سپاہی کی بھرتیاں ہوئی ہیں اس میں آپ یقین جانیں کہ کوئی لڑکا بھی بی اے سے کم نہیں ہے۔ اس سے ان کو بھی زیادہ مواقع ملیں گے، یہ ایک اچھی سوچ ہوگی اور جو عوام میں سے پچاس فیصد براہ راست بھرتی ہوں گے وہ بھی شفاف طریقے سے آئیں گے اِن میں اور اُن میں مقابلے کا ایک رجحان پیدا ہوگا اور وہ بہتر کام کریں گے۔ اس کی مثال میں یہ دینا چاہتا ہوں کہ ہمارے ضلع میں ایک ranker S.P لگے ہوئے ہیں اور جب سے وہ آئے ہیں وہ ہر آدمی کی بات سنتے ہیں کیونکہ ان کے پاس تجربہ ہوتا ہے۔ سیانے لوگ کہتے ہیں کہ تجربے کا کوئی نعم البدل نہیں ہے۔ آپ یقین کریں کہ وہ ہر آدمی کی بات سنتے ہیں اور انہیں پتا ہوتا ہے کہ یہاں پر بدمعاش لوگ کون سے ہیں، کون سے لوگ criminal ہیں اور کہاں اُٹھ کر جاتے ہیں کیونکہ ان کے پاس تجربہ ہے اس لئے میری وزیر قانون سے یہ گزارش ہوگی کہ اس پر غور کیا جائے اور اس تناسب کو پچاس، پچاس فیصد کیا جائے تاکہ ان کا آپس میں مقابلہ ہو اور اس سے بہتر نتائج برآمد ہو سکیں۔

جناب سپیکر! اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے میں ایک اور بات بھی آپ کی خدمت میں گوش گزار کرنا چاہتا ہوں، وزیراعلیٰ پنجاب نے موٹر سائیکلوں کو پکڑنے کا جو سلسلہ شروع کیا ہوا ہے یہ بہت اچھا ہے، اس کا یہ فائدہ ہے کہ بہت سے لوگ جو پہلے موٹر سائیکلوں کے کاغذات نہیں بنواتے تھے وہ اب دھڑا دھڑ بنوا رہے ہیں۔ اس سلسلے میں میری یہ گزارش ہے کہ اگر ایک متعلقہ تھانہ ایک دن میں بغیر کاغذات والے موٹر سائیکلوں کے دس چالان بھی کرتا ہے تو یہ بہت اچھا کام ہے۔ اسی طرح اسی کے متبادل ہمارے گاؤں سے یہ لوگ مال مویشی چوری کر کے، ان کو ٹرکوں پر لاد کر راتوں رات لاہور لے آتے ہیں یا پشاور لے جاتے ہیں، اگر چوری کی دس موٹر سائیکلوں کی مالیت پانچ لاکھ روپے بنتی ہے اور اس کے مقابلے میں ایک ٹرک میں چوری کے اگر مال ڈنگر جائیں تو ایک ٹرک میں کم از کم دس سے بارہ لاکھ روپے کا مال چلا جاتا ہے اور ہم وہ گوشت خرید کر سب کھا رہے ہیں جن میں، میں بھی شامل ہوں۔

جناب سپیکر: چلیں، مہربانی۔

جناب احمد شاہ کھگہ: میری گزارش ہے کہ اس سلسلے میں بھی تھانے میں کوئی ایک علیحدہ سیل ہو۔

جناب سپیکر: جی، بنائیں گے، بنانا چاہئے۔

جناب احمد شاہ کھگہ: جو روزانہ کی رپورٹ تیار کرے۔ جیسے موٹر سائیکل والا کام بہتر کیا گیا ہے۔وزیر اعلیٰ صاحب سے گزارش ہے کہ کوئی اس طرز کا بھی نمونہ بنایا جائے جس سے غریب آدمی کا مسئلہ حل ہو۔ مہربانی

جناب سپیکر: مہربانی۔ کوئی صاحب بولنا چاہیں گے ؟

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! میں بولنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ نے بھی بولنا ہے ؟

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! میرا تو کل والا ٹائم بھی رہ گیا تھا۔

جناب سپیکر: لیکن 25اور 50 کے درمیان ہی رہیں بڑی مہربانی۔

جناب محمد سبطین خان: انشاء اللہ، جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ۔ ہماری amendment ہے کہ departmental promotion میں 25 فیصد کی بجائے 50 فیصد کوٹا کیا جائے۔اس میں ہمارا یہ مؤقف ہے کہ جو bachelor degree holder ہوں گے، یقیناً جب گورنمنٹ اس level پر لے آئے گی تو جو اچھے ریکارڈ والے پولیس آفیسرز ہوں گے یقیناً پروموشن انہی لوگوں کی ہوگی جن کی ACRs proper ہوں گی، ہمارا الاء ڈیپارٹمنٹ یا ان کو جو deal کر رہے ہیں انہوں نے کوئی age limit کو بھی bracket کیا ہوگا۔ میری common sense کی بات ہے لیکن مجھے نہیں پتا کہ اس میں کیا ہے کیونکہ ہمیں وہ پوری detail نہیں ملی۔ایک بندہ He is on verge of retirement اس کی ریٹائرمنٹ میں ایک یا دو سال رہ گئے ہیں تو میرے خیال میں اس کی پروموشن تو نہیں ہوگی تو اس کے لئے گورنمنٹ نے یقیناً ان کی کوئی limitation یا اس پہلو پر کچھ کیا ہوگا۔

جناب سپیکر!25 فیصد سے 50 فیصد اس لئے ضروری ہے کہ ایک تو experienced لوگ ہوں گے اور ان کا فیلڈ کا تجربہ ہوگا, right from lower level whether he is ASI, Head Constable or Constable جب وہ اس bracket میں آ جائیں گے تو میرا خیال ہے کہ محکمے کے لئے یقیناً بہتری ہی ہوگی۔

جناب سپیکر! دوسری بات کہ SIs کی recruitment کا جو طریقہ ہے اس میں میری ایک سادہ سی تجویز ہے کہ اس کی one time recruitment کر لیں اور اس level پر کریں کہ اس کا

ہماری سوسائٹی پر substantial effect بھی پڑے۔ مثال کے طور پر میں نے کل بھی ایک ہلکی سی بات کی تھی اور آج let us suppose کہ just half a minute of yours ایک ڈویژنل ہیڈ کوارٹر پر آپ کی vacancies دس بارہ یا پندرہ ہیں وہ اتنی کم quantity ہو گی کہ آپ اتنی کم quantity میں quality والے results نہیں لے سکیں گے۔ جب ایک جم غفیر ہو گا ہر طرف آفیسرز کی بہت بڑی تعداد ہو گی اور اس میں ٹوٹل vacancies کے مطابق چاہے وہ SIs ڈائریکٹ لائیں یا by promotion لائیں ان کی تعداد دس بارہ یا پندرہ ہو گی تو میرا خیال ہے کہ وہ معاشرے کو اتنا effect نہیں کرے گا جتنا ہم expect کر رہے ہیں کہ اس کے اچھے results آئیں گے۔

جناب سپیکر! میں اسے آدھے سیکنڈ کا ہلکا سایہ touch بھی دوں گا کہ again I would insist on meaningful training جب تک آج کی modern techniques کے مطابق trainings نہیں ہوں گی I want to go into those details لیکن میں اتنا کہوں گا کہ جو ہمارے پرانے طریقے ہیں کہ "ذرا کڈھ ناں 8 نمبر تے کڈھ ناں 7 نمبر تے ایہدی طبیعت میں ہنیں صاف کرناں ایہہ مننے گا" ہمیں ان چیزوں سے تھوڑا سا divert کرنا چاہئے اور ان چیزوں سے پرہیز بھی کرنا چاہئے اس کی وجہ ہے کہ آج کل تعلیم کا دور ہے vibrant media کے ہوتے ہوئے اور اس میں میڈیا کا بھی بڑا positive role رہا جس طرح انہوں نے snaps دکھائیں اور وہ ٹیلی ویژن پر عام ہوئیں تو اب اس چیز سے پرہیز ہے لیکن according to needs اور آج کے دور کے مطابق ان کی proper training ہونا بہت ضروری ہے۔

جناب سپیکر! ہمارے جو نئے آفیسرز by promotion یا by selection of Punjab Public Service Commission آئیں گے اس میں میری گورنمنٹ سے بار بار استدعا ہے کہ خدارا ان کی سروس کا کچھ period بھی رکھا جائے۔ابھی جو نئے آئیں گے پروموشن کے بعد تھانوں میں ہی آنے ہیں چونکہ basic investigation تو تھانوں میں آنی ہے ان کی تعداد اس لئے بھی بڑھنی چاہئے اور اس تعداد کے ساتھ ان کے tenure کی fixation بھی ہونی چاہئے۔ یہ بندے آئیں گے تو ساتھ ہی ان کے ٹرانسفر آرڈر آ جائیں گے کہ ایک جگہ سے دوسری جگہ۔ ابھی یہ proper settle نہیں ہوں گے ابھی ان کی ان حالات سے واقفیت نہیں ہو گی اور فوراً ہی ان کا ٹرانسفر ہو جائے گا۔ جب ان کا ٹرانسفر ہو جائے گا تو I think they won't be able to deliver those things which are expected from them اس لئے ان کے tenure کی fixation بھی ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر! I know میں بالکل لمبی بات نہیں کروں گا میں Investigation at Police Station پر بولنا چاہتا تھا لیکن چلیں وہ میں اگلی ترمیم پر بول لوں گا۔ بہت بہت شکریہ

MR SPEAKER: Thank you dear, next.

ڈاکٹر سید وسیم اختر: شکریہ۔ جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: آپ نے اپنے آپ کو confine کرنا ہے justification دینی ہے why 25 percent to 50 percent بس آپ اس حد تک مہربانی فرمائیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! اولاً تو وزیٹر گیلری میں جو چینی delegation آیا ہوا ہے میں اسے welcome کرتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: میں بات کروں گا۔ آپ ابھی مہربانی فرمائیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! اس بل کے اندر ہم نے جو amendment دی ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ پولیس کی بہتری کے لئے دی ہے اگر پروموشن کوٹے کے 50 فیصد لوگ پورے procedure سے گزر کر پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعے آئیں گے تو میں سمجھتا ہوں کہ selection نسبتاً میرٹ پر ہو جائے گی اور نسبتاً کچھ بہتر لوگ آنے کی امید بنتی ہے۔ ورنہ اس وقت جو عملی صورتحال ہے رانا صاحب بھی فیلڈ کے آدمی ہیں انہیں اس حوالے سے پوری معلومات بھی ہیں کہ اس وقت grass roots level پر بہت ہی دگرگوں صورتحال ہے اور over the years اس میں اصلاح کی جتنی بھی کوششیں ہوئی ہیں میں اس کی تحسین کرتا ہوں کہ پچھلے پانچ سال کے tenure میں میاں محمد شہباز شریف صاحب ہی وزیراعلیٰ تھے انہوں نے اس پر کافی stress کیا، پولیس کی تنخواہوں میں بھی اضافہ کیا، ان کے equipment میں بھی بہتری لائے مثلاً سول لائن تھانہ بہاولپور میں پہلے ایک ٹوٹی ہوئی گاڑی ہوتی تھی اب ایس ایچ او کی discretion پر تین اچھی گاڑیاں ہیں لیکن performance بہتر ہونے کی بجائے مسلسل گر رہی ہے اور عوام اس وقت شدید کرب کے اندر ہیں۔ میں نے پہلے بھی ذکر کیا تھا کہ اب جو صورتحال بنی ہوئی ہے، جو مدعی ہے یا ملزم ہے اب اس پولیس کے نزدیک کوئی تخصیص نہیں ہے اور وہ یہ دیکھتے ہیں کہ کتنا کسی سے کھینچا جا سکتا ہے کتنی کھال اتاری جا سکتی ہے اس سے کتنی مالی منفعت حاصل کی جا سکتی ہے اور اس کے مطابق سارے معاملے چلتے ہیں۔ آئی جی صاحب تشریف لے گئے ہیں میں ایک ضروری کام کی وجہ سے نہیں آسکا میں ان کے سامنے یہ بات کرنا چاہتا تھا اور میں خود بھی ان سے جا کر ملا ہوں۔ میں ان کے پاس گیا اور کہا کہ میں آپ کے پاس کسی کام کے لئے نہیں آیا

میں آپ کو الزام بھی نہیں دیتا۔ آپ چند دن پہلے آئی جی بنے ہیں اور سال ڈیڑھ سال بعد ریٹائر ہو کر چلے جائیں گے لیکن میں نے ان سے کہا کہ یہ جو آپ کے پاس ڈیڑھ سال کا period ہے، کیا آپ کو احساس ہے کہ اس کا اللہ کو جا کر آپ نے جواب دینا ہے؟ آپ تو ہتھیار پھینک کر بیٹھے ہوئے ہیں، اسی طرح جتنے آر پی او یا ڈی پی او صاحبان ہیں وہ بھی ہتھیار پھینکے بیٹھے ہیں کہ سارا معاشرہ بگڑ گیا ہے اور جب معاشرہ ٹھیک ہو گا تو اس کے نتیجے میں بہتری آ جائے گی۔ میں نے کہا کہ آپ کو جو کپتانی ملی ہوئی ہے اس کی جوابدہی ہو گی۔ وہاں پر دو تین ڈی آئی جی صاحبان بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ اس پر آئی جی صاحب ٹیک لگا کر بیٹھ گئے اور کہنے لگے کہ بات تو آپ ٹھیک کرتے ہیں۔ میں نے کہا کہ اگر میں ٹھیک کہہ رہا ہوں تو پھر اس حوالے سے آپ کوئی سوچ بچار کریں۔ ایک ماہ قبل میں نے میاں محمد شہباز شریف کو ملنے کے لئے requisition دی تھی، ان سے میری one to one ملاقات ہوئی اور میں نے وہاں پر یہی point raise کیا تھا۔ میں نے ان کی کوششوں کی تحسین بھی کی اور کہا کہ اس وقت ہم آپس میں بیٹھے ہیں، کوئی point scoring نہیں ہے۔ میں کسی کی اہلیت یا نااہلی کی بات نہیں کرتا کیونکہ جو لوگ مسلسل گورنمنٹ کے اندر بیٹھے ہیں یہ بھی بہتری چاہتے ہیں اور ہم بھی بہتری چاہتے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ حالات مسلسل تیزی سے خراب ہو رہے ہیں۔

MR SPEAKER: Doctor Sb! Let's hope for the good.

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! آپ کی طرف سے اجازت دینے پر یہ ساری گفتگو میں نے اسی پس منظر میں کی ہے۔ عوام کی مشکلات کے حوالے سے یہ درد دل ہے۔ آپ اور رانا صاحب کی مہربانی ہے کہ میری گفتگو کو سماعت فرمایا اور مجھے اس ترمیم کی وجہ سے ہی چند باتیں کہنے کا موقع مل گیا۔ ہم نے دردمندی کے ساتھ درخواست کی ہے کہ اس حوالے سے سوچ بچار کیا جائے۔ رانا صاحب ماشاءاللہ ان سارے معاملات کو سمجھتے ہیں اور یہ اہلیت بھی رکھتے ہیں۔ اگر یہ کمر کس لیں کہ معاملات کو ٹھیک کرنا ہے تو اس پر بیٹھ کر اچھی debate ہو سکتی ہے، اقدامات طے ہو سکتے ہیں، بہتری کی بہت ساری صورتیں نکل سکتی ہیں اور اس وقت بھی اس گلے سڑے محکمہ میں بہتری لائی جا سکتی ہے۔ ہم نے یہ ترمیم بہتری کی نیت سے دی ہے، اس میں کوئی خرابی پیدا کرنے کے لئے نہیں دی اگر پچاس فیصد لوگ پبلک سروس کمیشن کے ذریعے سے آ جائیں گے تو بہتری ہو گی۔ یہ ٹھیک ہے کہ Special Committee نے سفارشات دی ہیں لیکن اب ایوان میں یہ روایت قائم ہونی چاہئے کہ ممبران کی طرف سے مثبت تجاویز کو تسلیم کر لیا جائے۔ جب Special Committee کی سفارشات ایوان کے اندر پیش ہوتی

ہیں تو اس پر اسی غرض سے cut motions آتی ہیں کہ اس پر debate ہو جائے، اس کے نتیجے میں ایوان کے ممبران کی طرف سے کچھ مزید اچھی باتیں آ جائیں اور ان کو incorporate کیا جا سکے۔ میں رانا صاحب سے درخواست کروں گا کہ یہ جو پچیس فیصد سے پچاس فیصد کرنے کے حوالے سے ترمیم دی گئی ہے اس کو accept کرتے ہوئے ایک اچھی روایت قائم کریں۔ ہماری ترمیم کو through ہونے دیں کیونکہ اس میں گھاٹے کا سودا نہیں بلکہ محکمہ کی بہتری ہے۔

جناب سپیکر: بہت مہربانی، بہت شکریہ۔ اس سے پیشتر کہ میں کارروائی کو آگے بڑھاؤں، اس وقت چائنا کا ایک وفد Speakers Box میں تشریف فرما ہے۔ اس وفد میں Mr Liu Tibin Chief Executive, Changhong Group اور ان کے ساتھی شامل ہیں۔ میں ان کو پنجاب اسمبلی میں خوش آمدید کہتا ہوں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران اسمبلی کی طرف سے ڈیسک بجا کر
معزز مہمانان گرامی کو خوش آمدید کہا گیا)

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! حزب اختلاف کے معزز ممبران نے اس ترمیم پر بات کرتے ہوئے general حوالے سے بھی کافی گفتگو کی ہے تو میں اس کا مختصراً جواب دینا چاہوں گا۔ ڈاکٹر مراد راس صاحب نے بتایا ہے کہ انہیں کوئی ضروری کام تھا اور وہ آپ کے ذمے لگا کر جانا چاہتے تھے لیکن آج آپ نے بات اپنے ذمہ نہیں لی۔ بہرحال وہ چلے گئے اگر وہ موجود ہوتے تو میں ان کی خدمت میں بھی عرض کرتا۔ اس وقت پوزیشن یہ ہے کہ اگر کسی ضلع میں ڈی پی او محنتی، committed اور ایماندار ہو تو اس ضلع میں امن و امان کی صورتحال بہت بہتر ہو جاتی ہے یعنی ایک آفیسر کی وجہ سے فرق پڑتا ہے۔ اسی طرح اگر کسی تھانے میں ایس ایچ او محنتی، committed، ایماندار ہو، اسے اپنی اور محکمہ کی عزت کا احساس ہو اور لوگوں کی بہتری مطلوب ہو تو اس ایک آدمی کے ایماندار ہونے کی وجہ سے پورے تھانے میں فرق واضح طور پر محسوس ہوتا ہے۔

جناب سپیکر! حکومت پنجاب اور وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کی یہ کوشش ہے کہ تھانہ کلچر کو تبدیل کیا جائے۔ اس وقت پنجاب میں تقریباً 708 کے قریب تھانے ہیں۔ ہم چاہتے تھے کہ فوری طور پر ان لوگوں کو induct کریں لیکن یہ سارا عمل پبلک سروس کمیشن کے ذریعے ہونا ہے اور اس کی اتنی capacity نہیں کہ وہ فوری طور پر اتنی بڑی تعداد میں لوگ ہمیں select کر دے تو پھر جیسے

جیسے وہ لوگ select کریں گے اسی کے مطابق ان کی تربیت کا مرحلہ وار طریق کار شروع ہوگا۔اس وقت حکومت کی خواہش اور کوشش یہ ہے کہ ہر تھانے میں کم از کم دو آدمی یعنی ایس ایچ او اور انوسٹی گیشن انچارج ایماندار، committed، پڑھے لکھے ہوں اور انہیں ہر حوالے سے بہترین training دی گئی ہو۔ان کی تربیت فورس کی requirement، اخلاقی اقدار، advanced techniques اور Forensic Lab سے متعلقہ معاملات کے حوالے سے مکمل طور پر کی جائے اور پھر یہ لوگ تھانوں میں جا کر اس تھانہ کلچر کو تبدیل کرنے کی بنیاد بنیں جس سے پوری قوم اور یہ معزز ایوان نجات حاصل کرنا چاہتا ہے۔جب یہ لوگ رشوت اور سفارش کے بغیر صرف اور صرف merit کی بنیاد پر select ہوں گے۔پنجاب پبلک سروس کمیشن ان کو select کرے گا اور کوئی حکومتی یا محکمانہ کمیٹی ان کی selection نہیں کرے گی تو پھر یہ یقیناً committed ہوں گے اور ایمانداری سے کام کریں گے۔ان لوگوں کو بہترین تربیت دی جائے گی جو کم از کم ایک سے دو سال کے عرصے پر محیط ہوگی۔ان سے پوری قوم کو یہ امید رکھنی چاہئے کہ یہ لوگ اس بارے میں ایک بہترین مثال بنیں گے اور تھانہ کلچر کو تبدیل کرنے کی کوشش کریں گے۔اب اگر میری اس بات کے جواب میں یہ کہا جائے کہ دیکھیں، یہ تو آپ کوئی دو سال کا پروگرام دے رہے ہیں اور دو سال بعد یہ لوگ available ہوں گے۔یقیناً ان لوگوں کو available ہونے میں وقت لگے گا لیکن اس کے متبادل کے طور پر انسپکٹر جنرل پولیس پنجاب اور ان کی باقی leadership سے پنجاب حکومت نے یہ درخواست کی ہے۔چیف سیکرٹری، ہوم سیکرٹری اس کمیٹی میں موجو ہیں، میں بھی ان کے ساتھ ہوں اور ہم یہ کوشش کر رہے ہیں کہ کم از کم پندرہ، سولہ سو ایماندار انسپکٹر اور سب انسپکٹر لیں۔آگے جا کر ایک ترمیم ہے کہ ہم ایس ایچ او کا rank انسپکٹر سے کم کر کے سب انسپکٹر کر رہے ہیں یعنی اگر انسپکٹر available نہیں تو سب انسپکٹر بھی ایس ایچ او لگایا جا سکتا ہے۔اس وقت انسپکٹر اور سب انسپکٹر کی تعداد دس ہزار کے قریب ہے۔ہم یہ چاہتے ہیں کہ ان میں سے پندرہ سو یا دو ہزار بہترین آدمی لیں یا یوں کہہ لیجئے کہ جو comparatively بہتر ہیں ان لوگوں کی selection کی جائے اور پھر ان کو چھ یا آٹھ ہفتوں پر مشتمل مختصر training دینے کے بعد تھانوں میں لگایا جائے گا اور جو لوگ بعد میں پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعے آئیں گے وہ ان کو آہستہ آہستہ replace کر دیں گے۔پنجاب حکومت کی تھانہ کلچر کو تبدیل کرنے کے لئے ایک short term اور دوسری long term کوشش ہے۔انشاءاللہ تعالیٰ ہمیں بھرپور امید ہے کہ اس سے بہتری آئے گی۔

جناب سپیکر! جن سب انسپکٹروں کو پنجاب پبلک سروس کمیشن select کرے گا انہیں selection کے بعد بہترین training دی جائے گی۔ سب انسپکٹر کی جتنی اسامیاں ہیں ان میں سے direct بھرتی ہونے والوں کی تعداد پچاس فیصد سے زیادہ نہیں ہو گی۔ اب اس میں حزب اختلاف نے کوئی ترمیم نہیں دی۔ یہ پچاس فیصد لوگ direct آ جائیں گے اور پچاس فیصد through promotion آئیں گے۔ اب انہوں نے ترمیم promotion Clause میں دی ہے لیکن ساری تقاریر پہلی Clause میں ہوئی ہیں۔ یہی میں اس وقت میاں محمد اسلم اقبال صاحب سے گزارش کر رہا تھا۔ اب 50 فیصد direct آ گئے اور 50 فیصد پروموشن کوٹا ہے اُس پروموشن کوٹا کو بھی ہم نے further تھوڑا تقسیم کیا ہے کہ اُس کوٹا میں سے 25 فیصد ہم نے اُن لوگوں کو space دی ہے جو کہ میں سمجھتا ہوں کہ وہ deserve کرتے ہیں جس طرح سے ایک معزز ممبر نے بات کی ہے کہ بعض لوگ کانسٹیبل بھرتی ہوئے ہیں لیکن اُن کی تعلیم بی اے ہے، بعض لوگ ہیڈ کانسٹیبل ہیں لیکن اُن کی تعلیم بھی بی اے ہے یا وہ اسسٹنٹ سب انسپکٹر ہیں تو اُن لوگوں کو یہ موقع دیا گیا ہے لیکن اس کے لئے کوئی Departmental Committee نہیں بنائی جا رہی وہ موقع بھی پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعے ہی دیا جائے گا اس لئے پچھلے tenure میں بھی اور اس وقت پولیس میں میرٹ کا جو کلچر introduce کرایا گیا ہے اور میں on record ہوں کہ جتنی بھی بھرتیاں پچھلے پانچ سالہ دور میں یا اب ہونے جا رہی ہیں اُن میں سے اے ایس آئی اور اس سے اوپر تمام کی تمام پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعے سے ہوئی ہیں اور اُس سے نیچے کی جانے والی بھرتیوں میں 0. فیصد بھی کوئی سیاسی مداخلت نہیں ہوئی اور تمام کی تمام بھرتیاں میرٹ پر ہوئی ہیں۔ جب ہم پولیس میں میرٹ کو introduce کریں گے تو آخر وہ بھی ہمارے بھائی ہیں اسی معاشرے کا حصہ ہیں اس معاشرے میں اگر 30 فیصد corruption ہے تو وہ ہر جگہ پر ہے، وہ پولیس میں بھی ہے، ریونیو میں بھی ہے، سیاستدانوں میں بھی ہے، ڈاکٹرز میں بھی ہے اور اگر اُس corruption کی ratio کم ہے تو اُسی حساب سے ہر جگہ پر کم ہے۔ جب ہم اس محکمہ میں induction کو merit purely پر لائیں گے تو کوئی آدمی یہ نہیں کہہ سکے گا کہ میں تو سفارش پر بھرتی ہوا ہوں یا میں تو پیسے دے کر بھرتی ہوا ہوں اس لئے میں نے تو پیسے بنانے ہیں تو پھر ہمیں یقین ہے اور ہمیں اپنی اُس پولیس لیڈرشپ سے بھی اور میرٹ کے ذریعے آنے والے اُن لوگوں سے بھی اُمید ہے اور وہ اس اُمید پر پورا اُتریں گے کہ وہ میرٹ کے اوپر کام کریں گے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! ہم نے bachelor degree holders کا کوٹا 25 فیصد سے 50 فیصد کرنے کی بات کی ہے اور جن کے پاس بی اے کی ڈگری نہیں ہے اُن کے لئے آپ نے 25 فیصد کوٹا رکھا ہے اُس پر ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ صرف وہ پولیس ملازمین جن کے پاس bachelor degree ہے اور آپ نے اُن کی پروموشن کے لئے 25 فیصد کوٹا رکھا ہے اُس کو ہم نے 50 فیصد کرنے کے لئے یہ amendment دی ہے۔

MR SPEAKER: The motion moved and the question is:

> "That in Clause 2 of the Bill, in the proposed Clause (3c) (a) of Article 7 of the Police Order 2002, for the words "twenty-five percent", the words "fifty percent" be substituted."

(The motion was lost.)

MR SPEAKER: Now, the second amendment is from: Mian Mehmood-ur-Rasheed, Mian Muhammad Aslam Iqbal, Mr Muhammad Siddique Khan, Dr Murad Raas, Malik Taimoor Masood, Mr Asif Mehmood, Raja Rashid Hafeez, Mr Ijaz Khan, Mr Muhammad Arif Abbasi, Mr Ejaz Hussain Bukhari, Dr Salah-ud-Din Khan, Mr Ahmed Khan Bhacher, Mr Muhammad Sibtain Khan, Mr Masood Shafqat, Mr Zaheer-ud-Din Khan Alizai, Mr Javed Akhtar, Mr Waheed Asghar Dogar, Mr Khan Muhammad Jahanzaib Khan Khichi, Mr Abdul Majeed Khan Niazi, Mian Mumtaz Ahmad Maharwi, Mrs Saadia Sohail Rana, Dr Nausheen Hamid, Mrs Raheela Anwar, Ms Nabila Hakim Ali Khan, Mrs Naheed Naeem, Ms Shunila Ruth, Ch. Moonis Elahi, Sardar Vickas Hassan Mokal, Ch Aamar Sultan Cheema, Mr Ahmad Shah Khagga, Sardar Muhammad Asif Nakai, Dr Muhammad Afzal, Mrs Baasima Chaudhary, Ms Jayeda Khalid Khan, Qazi Ahmad Saeed, Sardar Shahab-ud-Din Khan, Mrs Faiza Ahmed Malik and Dr Syed Waseem Akhtar. Who is to move it?

DR SYED WASEEM AKHTAR: Mr Speaker! I move:

> "That in Clause 2 of the Bill, in the proposed Clause (3c) (b) of Article 7 of the Police Order 2002, for the words "twenty-five percent", the words "fifty percent" be substituted."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That in Clause 2 of the Bill, in the proposed Clause (3c) (b) of Article 7 of the Police Order 2002, for the words "twenty-five percent", the words "fifty percent" be substituted."

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! I oppose. لیکن اس پر جو پہلی amendment تھی وہ same amendment ہی ہے۔

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ اب آپ کو بھی سوچنا چاہئے کہ آپ نے ساری باتیں تو کر لی ہیں؟

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، ملک صاحب!

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! پچھلے چار روز سے آپ کے نوٹس میں ایک بات بار بار لائی گئی ہے۔ ایک wrong practice adopt ہو گئی ہے جس کو rules permit نہیں کرتے۔ Rules of Procedure میں 7 Chapter of Legislation is اور اگر اُس میں سے ہم ایک single article کو اُٹھا کر پڑھ لیں گے تو وہ rule دوسرے rule کے ساتھ اُس طرح سے مطابقت نہیں رکھتا۔ اب میری گزارش یہ ہے کہ اس وقت جو proceedings آپ کے سامنے ہیں اُس کا dictate, Section 96 میں provided ہے۔ اس کی definitions کے اندر motion کے meaning provided ہیں۔ اب جب ایک mover نے Bill move کر دیا تو ہم تین گھنٹے بیٹھ کر ایک constant repetition سُنتے ہیں چاہے وہ کسی side سے بھی ہو تو Law that extent Minister is very right. وہ ہر motion پر اپنا objection raise کرتے ہیں۔ وہ repetition کے point کو روکتے ہیں کہ repetition نہیں ہونی چاہئے۔ آپ کے پاس اس کا اختیار Section 106 میں ہے کہ آپ repetition کو روک سکتے ہیں لیکن جو procedure غلط adopt

ہو رہا ہے، Section 96(d) Eliciting opinion thereupon ایسا نہیں ہے کہ میں نے باہر جا کر پبلک سے کوئی eliciting opinion thereupon کروانا ہے۔ یہ open House ہو گا، eliciting opinion thereupon ہو گی اور اگر وہ amendment move کی وہ oppose ہو گا تو ایوان کو opinion elicit کیا جائے گا اور وہ صرف to the member restrain نہیں کرے گا کیونکہ جس نے motion move کرنی ہے اُس کا mover ایک ہو گا۔ اب میری submission یہ ہے کہ جب amendment move ہو جائے گی تو rules کی provision یہ ہے کہ opinion دینے کے لئے مجھے بھی right of audience چاہئے۔ Police investigation کا اتنا important کام ہے اس procedure کے اندر میرے پاس right of audience نہیں ہے۔ میں آپ کے سامنے اپنی بات کیسے رکھ سکوں گا اور یہ rules قطعی طور پر کوئی ایسی چیز frame نہیں کر سکتے جو کہ illogical or irrational ہو۔ اب یہ Select Committee کی رپورٹ ہے اس کے اندر بہتری لانے کے لئے eliciting opinion thereupon, procedure کے اندر provide کیا گیا ہے۔ Section 96, 98, 99. Principles of General Discussion and Section 106, read together in total. یہ بات clear کر دیں گے کہ جو ہم کہہ رہے ہیں وہ درست ہے۔ Eliciting opinion thereupon پورے ایوان کو یہ right دے گا اور یہ جو ایک motion پر تیس تیس لوگوں کے نام ہیں اور تیس لوگ ایک ہی بات کی repetition کریں تو ایوان کا وقت ضائع ہو گا تو kindly اس پر ruling دے دیں۔

جناب سپیکر: جی، میں ruling دوں گا لیکن Let it be reserved

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! آپ کی مرضی ہے۔ آپ کی مہربانی، ذرا وقت کا خیال کریں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں اتنی request کرنے کا حق تو رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: میں آپ کو روک نہیں رہا۔ آپ relevant بات کریں گے اور repetition نہیں کریں گے۔ اگر آپ کا دل چاہتا ہے تو بات کر لیں لیکن یہ بھی خیال رکھیں کہ سپیکر کے پاس وقت مقرر کرنے کا اختیار ہے۔ اب آپ جلدی سے بات کر لیں۔ مہربانی۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! آپ نے جو حکم جاری کیا ہے میں اس کی پابندی کروں گا۔ رانا صاحب نے بھی ٹھیک بات کی ہے کہ یہ اسی سے متعلقہ ہے لیکن اتنی request کرنے کا تو میں اختیار رکھتا ہوں کہ اتنی باتیں جو ہم نے اس حوالے سے کی ہیں۔ یہ جو ایک practice بن گئی ہے کہ ابھی معزز فاضل ممبر بھی اسی حوالے سے بات کر رہے تھے کہ جیسے کوئی introduce Bill ہوتا ہے وہ Standing Committee کو چلا جاتا ہے۔ وہاں دس بارہ آدمی اس پر بحث و مباحثہ کرنے کے بعد جو چیز مرتب کر لیتے ہیں وہ پھر اس ایوان کے اندر پیش ہو جاتی ہے۔ اس پر اپوزیشن amendments دیتی ہے اور اس پر وہ جتنے بھی دلائل لے آئے اس کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ اس Standing Committee میں جو دس بارہ آدمی بیٹھے ہوئے ہیں ان کی اپنی ایک opinion ہوتی ہے۔ اس کے مقابلے میں یہ ایک بڑا ایوان ہے جس میں اور بھی فاضل ممبران موجود ہوتے ہیں ان کو رائے کے اظہار کا موقع اور اُس کو وزن دینا چاہئے۔

جناب سپیکر: آپ کی بات ٹھیک ہے لیکن آپ کو جمہوریت پر یقین ہونا چاہئے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ اس حوالے سے ہمیں ان practices کو تھوڑا سا تبدیل بھی کرنا چاہئے۔ اگر کمیٹی نے کوئی چیز بنا کر پیش کر دی ہے تو وہ قرآن و حدیث نہیں ہے کہ اب اس کے اندر کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی لیکن عملاً یہی چیز بن گئی ہے۔ میں رانا صاحب سے یہی درخواست کروں گا کہ اتنی باتیں ہوئی ہیں انہوں نے ان کو کوئی weightage نہیں دیا۔ میری گزارش ہو گی کہ سابقہ باتوں کو weightage دے کر reconsider کریں کہ ہم بھی جو کہہ رہے ہیں وہ غلط نہیں کہہ رہے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں رانا صاحب نے oppose بھی کر دیا ہے اور اپنی بات بھی مکمل کر لی ہے اس لئے میں اب put question کرتا ہوں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

MR SPEAKER: The motion moved and the question is:

"That in Clause 2 of the Bill, in the proposed Clause (3c)(b) of Article 7 of the Police Order 2002, for the

words "twenty-five percent", the words "fifty percent" be substituted."

(The motion was lost.)

MR SPEAKER: Now, the question is:

"That Clause 2 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 3

MR SPEAKER: Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. There are two amendments in it. The first amendment is from: Mian Mehmood-ur-Rasheed, Mian Muhammad Aslam Iqbal, Mr Muhammad Siddique Khan, Dr Murad Raas, Malik Taimoor Masood, Mr Asif Mehmood, Raja Rashid Hafeez, Mr Ijaz Khan, Mr Muhammad Arif Abbasi, Mr Ejaz Hussain Bukhari, Dr Salah-ud-Din Khan, Mr Ahmed Khan Bhacher, Mr Muhammad Sibtain Khan, Mr Masood Shafqat, Mr Zaheer-ud-Din Khan Alizai, Mr Javed Akhtar, Mr Waheed Asghar Dogar, Mr Khan Muhammad Jahanzaib Khan Khichi, Mr Abdul Majeed Khan Niazi, Mian Mumtaz Ahmad Maharwi, Mrs Saadia Sohail Rana, Dr Nausheen Hamid, Mrs Raheela Anwar, Ms Nabila Hakim Ali Khan, Mrs Naheed Naeem, Ms Shunila Ruth, Ch. Moonis Elahi, Sardar Vickas Hassan Mokal, Ch. Aamar Sultan Cheema, Mr Ahmad Shah Khagga, Sardar Muhammad Asif Nakai, Dr Muhammad Afzal, Mrs Baasima Chaudhary, Ms Jayeda Khalid Khan, Qazi Ahmad Saeed, Sardar Shahab-ud-Din Khan, Mrs Faiza Ahmed Malik and Dr Syed Waseem Akhtar. Who is to move it?

DR SYED WASEEM AKHTAR: I move:

"That in Clause 3 of the Bill, in Clause (13) of the proposed Article 18 of the Police Order 2002, the commas and words "for reasons to be recorded," be inserted between the words "is" and "of the opinion".

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That in Clause 3 of the Bill, in Clause (13) of the proposed Article 18 of the Police Order 2002, the commas and words "for reasons to be recorded," be inserted between the words "is" and "of the opinion".

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون وپارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ ترمیم جو اپوزیشن نے دی ہے۔ میں اس کلاز کو پڑھ دیتا ہوں کہ:

(13) If the officer-in-charge of the police station is of the opinion that a case under investigation by the police station staff is required to be investigated by the District Investigation Branch, he shall, under intimation to the Head of District Police, send the case for further investigation to the District Investigation Branch.

اب یہ کہتے ہیں کہ If the officer-in-charge of the police station is of the opinion کی بجائے is for reasons to be recorded of the opinion ہونا چاہئے۔ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ جب وہ opinion دے گا تو وہ بہر حال reasons پر ہی دے گا لیکن good gesture کے طور پر میں اس amendment کو oppose نہیں کرتا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں اس gesture پر رانا ثناء اللہ صاحب کا مشکور ہوں۔ انہوں نے اس حوالے سے اچھی بات کی ہے۔ ہم نے جو amendment دی ہے اس سے law مزید elaborate ہو جاتا ہے یعنی شہنشاہی آرڈر نہیں ہوگا کہ اس کے پاس آ گئی ہے اور اوپر سے کوئی pressure ہے تو اِدھر دے دو اُدھر دے دو۔ جب وہ reasons in writing دے گا تو اس سے پوزیشن بہتر ہو جائے گی۔ میں رانا صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

MR SPEAKER: The amendment moved and the question is:

"That in Clause 3 of the Bill, in Clause (13) of the proposed Article 18 of the Police Order 2002, the

commas and the words "for reasons to be recorded," be inserted between the words "is" and "of the opinion".

None has opposed it. Therefore, the amendment, as amended is accepted.

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: The proposed amendment has been approved by all sides and it will become part of the Bill. Now, second amendment is from Sardar Vickas Hassan Mokal, Mian Muhammad Aslam Iqbal, Dr. Syed Waseem Akhtar and Dr Murad Raas…

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میں اس کو move کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر مراد راس صاحب! آپ اس کمیٹی کے ممبر بھی تھے۔ آپ کی طرف سے یہ amendment دیر سے آئی ہے جو time barred ہو گئی ہے۔ آج 29 تاریخ ہے اور آپ کی یہ amendment دو دن پہلے آنی چاہئے تھی۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! آپ نے پہلے بھی Rules suspend کر کے لی ہے۔

جناب سپیکر: Rules کے مطابق بنتی نہیں ہے تو میں کیا کروں؟ آپ کی مہربانی۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! آپ Rules suspend کر کے ذرا دیکھ لیں۔

جناب سپیکر: جی، ایوان کی اجازت سے Rules suspend ہونے ہیں جو نہیں ہوں گے پھر آپ کہیں گے کہ یہ کیا ہوا؟ میرے خیال میں time barred ہے اس لئے اس پر کچھ نہیں ہو سکتا۔

CLAUSE 4

MR SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is:

"That Clause 4 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 5

MR SPEAKER: Now, Clause 5 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is:

"That Clause 5 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 3

(---جاری)

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون وپارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! Clause 3 میں جو amendment اپوزیشن نے پیش کی تھی جس کو میں نے oppose نہیں کیا اُس کا آپ نے question put کیا ہے لیکن اس confusion میں Clause 3 as amended do stand part of the Bill نہیں ہو سکا جو miss ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر: وہ تو میں نے بول دیا تھا۔

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون وپارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! لیکن وہ question put نہیں ہوا۔ یہ Clause 3 of the Bill, as amended, do stand part of the Bill question put نہیں ہوا۔

MR SPEAKER: The amendment moved and the question is:

"That Clause 3 of the Bill, in Clause (13) of the proposed Article 18 of the Police Order 2002, the commas and the words", for reasons to be recorded…

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون وپارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کو آپ نے ابھی allow نہیں کیا۔اب جو Clause 3 ہے وہ as amended پڑھی جائے گی۔

MR SPEAKER: That Clause 3 of the Bill, as amended, do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

پہلے Clause 5 تک reading ہو گئی ہے۔اب آگے چلتے ہیں۔

CLAUSE 6

MR SPEAKER: Now, Clause 6 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is:

"That Clause 6 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 7

MR SPEAKER: Now, Clause 7 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is:

"That Clause 7 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is:

"That Clause 1 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is:

"That the Preamble of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is:

"That the Long Title of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Third reading starts. Minister for Law!

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

"That the Punjab Police Order (Amendment) Bill 2013, as amended, be passed."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Police Order (Amendment) Bill 2013, as amended, be passed."

None has opposed. The motion moved and the question is:

"That the Punjab Police Order (Amendment) Bill 2013, as amended, be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill, as amended is passed.)

(نعرہ ہائے تحسین)

مسودہ قانون محمد نواز شریف زرعی یونیورسٹی ملتان مصدرہ 2013

MR SPEKAER: First reading starts. Now, we take up Muhammad Nawaz Shareef University of Agriculture Multan Bill 2013 (Bill No.6 of 2013). Minister for Law may move the motion for consideration of the Bill.

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

"That Muhammad Nawaz Shareef University of Agriculture Multan Bill 2013, as recommended by Special Committee No.1, be taken into consideration at once."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That Muhammad Nawaz Shareef University of Agriculture Multan Bill 2013, as recommended by Special Committee No.1, be taken into consideration at once."

There are two amendments in this motion. The first amendment is from Mian Mehmood ur Rasheed, Ch. Moonis Elahi, Sardar Vickas Hassan Mokal, Ch. Aamar Sultan Cheema, Dr. Syed Waseem Akhtar, Qazi Ahmad Saeed, Mian Muhammad Aslam Iqbal, Sardar Muhammad Asif Nakai, Dr. Muhammad Afzal, Mr Ahmad Shah Khagga, Mrs Baasima Chaudhary, Ms Jayeda Khalid Khan, Mr Muhammad

Siddique Khan, Dr. Murad Raas, Malik Taimoor Masood, Mr Asif Mehmood, Raja Rashid Hafeez, Mr Ijaz Khan, Mr Muhammad Arif Abbasi, Mr Ejaz Hussain Bukhari, Dr. Salah-ud-Din Khan, Mr Ahmad Khan Bhacher, Mr Muhammad Sibtain Khan, Mr Masood Shafqat, Mr Zaheer-ud-Din Khan Alizai, Mr Javed Akhtar, Mr Waheed Asghar Dogar, Mr Khan Muhammad Jahanzaib Khan Khichi, Mr Abdul Majeed Khan Niazi, Mian Mumtaz Ahmad Maharwi, Mrs Saadia Sohail Rana, Dr Nausheen Hamid, Mrs Raheela Anwar, Ms Nabila Hakim Ali Khan, Mrs Naheed Naeem, Ms Shunila Ruth, Sardar Shahab-ud-Din Khan, Mrs and Faiza Ahmed Malik. Who is to move it?

DR MURAD RAAS: Sir, I move:

> "That Muhammad Nawaz Shareef University of Agriculture, Multan Bill 2013, as recommended by Special Committee No.1, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 20th September 2013."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That Muhammad Nawaz Shareef University of Agriculture, Multan Bill 2013, as recommended by Special Committee No.1, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 20th September 2013."

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): I oppose.

جناب سپیکر: جی، اسے oppose کیا گیا ہے۔

ڈاکٹر مراد راس: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں اس حوالے سے تین چار چیزوں پر بات کرنا چاہوں گا۔۔۔

MR SPEAKER: Dr Sahib! Were you Member in that Committee or not?

ڈاکٹر مراد راس: نہیں، I am member میں یہ بھی واضح کرنا چاہتا ہوں کہ سب سے پہلے میں اس کمیٹی کا ممبر ہوں جس میں کل دس ممبران تھے جن میں سے ایک میں ہوں۔ کمیٹی کے اندر جب یہ discuss ہو رہا تھا تو جب میں نے یہ کہا کہ amendments کرنی ہیں تو انہوں نے کہا کہ آپ وہ amendments کر کے file کروا دیں تو اسمبلی کے اندر discussion ہو جائے گی جس پر میں نے کہا کہ ٹھیک ہے۔ اگلی دفعہ سے بھی جب اندر کوئی discussion ہو گی تو ان میں کوئی amendments آئیں، کیونکہ میں نے اپنے باقی ممبران کے ساتھ بھی discuss کرنا تھا اس لئے انہوں نے کہا کہ آپ ان کے ساتھ discuss کر لیں اور جو amendments لانی ہیں وہ on the floor of the House لے آئیں۔

جناب سپیکر! سب سے پہلی جو discussion ہونی چاہئے وہ یہ ہے کہ جو ملتان کے مقامی لوگ ہیں جہاں پر یہ یونیورسٹی بنی ہے یا جہاں پر ابھی بننی ہے تو وہاں local input بہت زیادہ ضروری ہے۔ Different چیزیں کی جا رہی ہیں تو سب سے پہلی جو چیز ہے وہ یہ ہے کہ یونیورسٹی کا نام select کیا گیا ہے۔ جو نام select کیا گیا ہے وہ ہے Mr Nawaz Shareef جو ہمارے وزیراعظم ہیں ان کے نام پر تو ہمیں یہ روایت change کرنی چاہئے۔ Presidents or Prime Ministers کے یا Leader کے نام پر اس طرح نام رکھ دینا مناسب نہیں ہے۔ دیکھیں خوب decide کر کے اداروں کے نام رکھنے چاہئیں جس کو شوق ہے، اگر مجھے شوق ہے میں ڈاکٹر مراد راس "مراد راس" کے نام سے یونیورسٹی بنانا چاہتا ہوں تو مجھے فنڈز دینے چاہئیں۔۔۔

جناب سپیکر: بنا دیں میں، آپ کے ساتھ ہوں اور میں آپ کا نام اس پر رکھوں گا۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! نہیں۔ میں بڑی عزت واحترام سے کہنا چاہتا ہوں کہ اگر میں یونیورسٹی کا نام اپنے نام پر رکھنا چاہتا ہوں تو مجھے وہ خود فنڈنگ کرنی چاہئے۔ ہمارے پاکستانی ٹیکس ادا کرنے والوں کے پیسے سے یونیورسٹیوں کے نام Presidents کے نام پر نہیں رکھے جانے چاہئیں۔ اس یونیورسٹی کا نام قائداعظم یونیورسٹی رکھا جا سکتا تھا یا اس کا نام ملتان ایگریکلچر یونیورسٹی رکھا جا سکتا تھا۔ یہ ایک issue ہے جس پر پہلے پاکستان مسلم لیگ (ن) بھی بات کر چکی ہے۔ جب بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام شروع کیا گیا تو مسلم لیگ (ن) نے ہی سب سے پہلے یہ issue اٹھایا تھا کہ اس طرح سے لیڈر کے نام پر پروگرام کے فنڈز یا یونیورسٹیوں کے نام نہیں رکھنے چاہئیں so the most important thing here is کہ ہمیں ان چیزوں کو دیکھنا چاہئے کہ ہمیں یونیورسٹیوں کے نام کن کے نام پر رکھنے چاہئیں؟

Leaders کے نام پر رکھنے چاہئیں یا tax payers کے نام پر؟ اور اسی لئے eliciting opinion کے لئے یہ بات کھولی گئی ہے کہ لوگوں کا opinion لیا جائے کہ کس لئے یہ نام رکھا جا رہا ہے۔

I think it should be put as Quaid-e-Azam University or Multan Agriculture University. One of these names should be recommended or should be at least brought into notice.

اس کے بعد یونیورسٹی کے جو different issues ہیں ان میں یونیورسٹی کی ڈسپلن کمیٹی نہیں بنائی گئی جو کہ بنانی چاہئے جس کی وجہ سے دیکھا جا سکے کہ طلباء کے پروگرام پر disciplinary action کے لئے وہاں پر ایک طلباء یونین بنانی چاہئے جو کہ ابھی تک نہیں بنانی گئی۔ طلباء یونین کی representation ہونی چاہئے in the Syndicate طلباء یونین کی representation نہیں ہے۔ جب تک اس کے اندر طلباء یونین کی representation نہیں ہو گی تب تک آپ کو یہ exactly پتا ہی نہیں لگ سکتا کہ وہاں پر طلباء کی demand کیا ہے، ان کے problems کیا ہیں اور انہیں حل کیسے کرنا ہے؟ جب تک وہ اپنا پورا point of view لے کر نہیں آئے گا اور ان کا point of view صرف ان کا representative ہی لے کر آ سکتا ہے، کسی اور کا representative لے کر نہیں آ سکتا۔ صرف طلباء کا representative لے کر آ سکتا ہے۔

جناب سپیکر! اسی طرح جو ڈسپلن کمیٹی بنائی جائے گی وہی صرف اس کو manage کر سکتی ہے کہ جو سارا academia ہے اس کا ڈسپلن جاری ہے یا کس طرح اس کی problems کو حل کرنا ہے۔ اس کے بعد آگے ایک اور issue چانسلر۔۔۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب! اسی amendment پر بات کریں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! اسی پر بات کر رہا ہوں کہ اس لئے eliciting opinion کے لئے کھولا گیا ہے کیونکہ سنڈیکیٹ میں چانسلر صاحب کو وہاں پر اتنا اختیار دے دیا گیا ہے کہ میں آپ کو وہ پڑھ کے بتا دیتا ہوں جو کہ اس بل کے اندر ہے I will read it

"The Chancellor may set aside a decision or action of the Syndicate, which, in the opinion of the chancellor, is against the law, interest or academic excellence of the

University, national integrity, religious or cultural ideology."

اس میں سب چیزیں cover ہو جاتی ہیں کہ چانسلر صاحب کے پاس سارے اختیارات آ گئے کہ وہ سنڈیکیٹ کی کسی چیز کو بھی ایک side پر کر سکتا ہے۔ جب سنڈیکیٹ میں اتنے ضروری لوگوں کو شامل کیا گیا ہے اور سنڈیکیٹ کے اندر رہر ضروری ڈیپارٹمنٹ کا بندہ شامل ہے تو

How can the Chancellor of the University who is the Governor of the Punjab is going to be able to make decision against all these people in the Syndicate.

جناب سپیکر! ایک سرچ کمیٹی بھی بنائی گئی ہے۔ سرچ کمیٹی سے بہتر ایک چیز جو کی جا سکتی ہے وہ یہ ہے کہ identification committee اور evaluation بنائی جائے جو کہ صرف لوگوں کو ڈھونڈ کر لگا نہ دے کیونکہ وہاں لوگوں کو responsible positions دینی ہیں، اس کے اندر کم از کم ان کی پہلے evaluation کی جائے اور identification کی جائے کہ وہ لوگ اس job کے قابل بھی ہیں کہ نہیں؟ سب سے ضروری چیز ہے کہ انہیں پہلے دیکھا جائے کہ ان کی qualification ہے کہ نہیں کیونکہ کسی سفارش کی وجہ سے تو نہیں وہ وہاں پر لگ گئے یا کسی اور access کو use کر کے تو نہیں لگ گئے؟ میرے خیال میں سرچ کمیٹی کی جگہ identification and evaluation committee ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر! آخری دو چیزیں جو میں کہنا چاہتا ہوں اس لئے دو پوائنٹس ہیں۔ سنڈیکیٹ میں دو ایم پی ایز کو شامل کیا گیا ہے تو میری یہ request ہے کہ اس میں ایک اپوزیشن کا ایم پی اے ہونا چاہئے۔ دونوں ایم پی ایز local areas کے ہونے چاہئیں اور سنڈیکیٹ کے اندر ایک local farmer یا local کاشتکاروں کی یونین کے Head کو شامل کرنا بہت ضروری ہے تاکہ ہم یہ دیکھ سکیں کہ جس چیز کے لئے ہم یہ یونیورسٹی بنا رہے ہیں، جس چیز کے لئے ہم نے وہاں پر اتنا پیسا خرچ کرنا ہے، اس کا صحیح استعمال کریں تاکہ اس کے نتائج صحیح نکل سکیں۔ جب تک انہیں شامل نہیں کیا جائے گا وہ local area کی جو production ہے، local area کے اوپر جو effect آئے گا وہ اس کے اندر شامل نہیں ہو سکے گا۔ اس کے علاوہ ایک لفظ جو ہر جگہ استعمال کیا جاتا ہے وہ prescribed ہے جو کہ ہر جگہ استعمال کیا جاتا ہے اور میں چاہوں گا کہ اس کی definition کی جائے کیونکہ یہ ایک لفظ بیوروکریسی کو light green دے دیتا ہے کہ---

جناب سپیکر: آپ اس کے لئے ڈکشنری دیکھ لیں۔

ڈاکٹر مراد راس: نہیں، نہیں۔ جناب سپیکر! آپ جو مرضی کریں یہ prescribed کا لفظ ہر جگہ استعمال کیا جا رہا ہے۔ میں جس دن سے اس اسمبلی میں آیا ہوں تو ہر بل کے اندر ہر جگہ یہ لفظ استعمال کر دیا جاتا ہے جس کی کوئی limit نہیں ہے۔ یہ prescribed ہے اس میں بعد میں چیزیں آتی ہیں کہ کیا prescribed کی گئی ہیں حالانکہ یہ پہلے بتانی چاہئے۔ اس وقت اس لفظ کو delete کر دینا چاہئے۔ Prescribed کے الفاظ آپ کو unlimited چیزیں دے دیتے ہیں جو کہ بعد میں آتی ہیں جو ہمیں پتا نہیں لگتا کہ وہ چیزیں کیا ہیں؟ ہر جگہ آخر میں لکھ دیا جاتا ہے as prescribed-what is that "as prescribed" by whom and "as prescribed" what? یہ بتانا تو چاہئے کہ کیا prescribed کر رہے ہیں، کیوں کر رہے ہیں اور کون کر رہے ہیں؟ Green area میں ڈالنے کے لئے ہر چیز کو as prescribed لکھ دیا جاتا ہے۔ بہت بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع دیا۔ میں سب سے پہلے یہ جو ملتان کے قلب میں یونیورسٹی بننے جا رہی ہے چونکہ ملتان صوفیوں اور اولیاء کا شہر ہے۔ یہاں بڑے بڑے نام ہیں جن کے نام پر اس یونیورسٹی کا نام رکھا جا سکتا تھا۔ میں ابھی دو دن پہلے کی proceeding کا حوالہ دینا چاہتی ہوں کہ شیخ علاؤالدین نے ایک سڑک کا نام تبدیل کرنے کی بات کی تھی جس پر ہمارے لاء منسٹر نے کھڑے ہو کر description بیان کی تھی کہ کسی کا نام رکھنے کے لئے ایک criteria ہوتا ہے۔ اس criteria کے مطابق وہ شخص کوئی قومی ہیرو ہو یا اس نے ایسا کارنامہ کیا ہو جس کی تاریخی حیثیت ہو، اس کے نام سے سب کی اتفاق رائے ہو اور وہ حیات نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نواز شریف صاحب کو زندگی دے، یہ (ن) لیگ والے کہیں گے کہ یہ ان کے پیچھے پڑ گئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو زندگی صحت دے، اس ملک کو اُن کی بہت ضرورت ہے۔

جناب سپیکر: آمین، آمین۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! میرے خیال میں نام کا issue بہت important ہے۔ ہمارے پاس بہت سارے قومی ہیرو ایسے ہیں جو اب ہم میں نہیں ہیں لیکن ان کے کارنامے بہت بڑے ہیں۔ ایسی شخصیت جس نے agriculture میں بہت کام کیا ہو ہم یونیورسٹی کے لئے اس کا نام دے سکتے

ہیں، قائداعظم کا نام دے سکتے ہیں، کسی اولیاء صوفیاء کا نام دے سکتے ہیں یا بہاؤالدین زکریا کا نام دے سکتے ہیں۔ جب کوئی شخص کسی سیاسی پارٹی کا رہنما ہوتا ہے تو وہ پارٹی مخصوص عرصے کے لئے حکومت میں آتی ہے، پانچ سال کے بعد حکومت تبدیل ہو جاتی ہے اور پھر جو نئی حکومت آتی ہے وہ اس کا نام تبدیل کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ پھر یہ ہوتا ہے کہ اس یونیورسٹی کو ignore کرنا شروع کر دیا جاتا ہے کیونکہ اس میں نام کا tag لگا ہوتا ہے۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ اس میں لکھا گیا ہے کہ اس یونیورسٹی کو donation بھی دی جائے گی۔ جب آپ کسی سے donation لیتے ہیں اور اس میں ایک سیاسی شخصیت کا نام لگ جاتا ہے تو وہ donations limited ہو جاتی ہیں۔ Donors کی اپنی affiliations ہوتی ہیں، ان کی اپنی ایک mentality ہوتی ہے، کسی بھی سیاسی جماعت کو پسند کرنے والے مخصوص لوگ ہوتے ہیں اور ان کے لیڈر کو بھی پسند کرنے والے مخصوص لوگ ہوتے ہیں اس طرح سے donations بھی limited ہو جائے گی۔

جناب سپیکر! تیسری بات یہ ہے کہ جس طرح ملتان۔۔۔

جناب محمد وحید گل: عمران خان نے بھی تو اپنے نام سے ہسپتال کا نام رکھا ہوا ہے۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: شوکت خانم ہسپتال عمران خان کے نام پر نہیں ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں ایسا نہ کریں۔ No cross talk please

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: وہ ویسے بھی پرائیویٹ ادارہ ہے قومی ادارہ نہیں ہے۔ وہ عمران خان صاحب کی والدہ کے نام پر ہے جو حیات نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ relevant رہیں۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! ملتان چونکہ اپنی زرعی مصنوعات کی بناء پر آم اور کپاس کے لئے بڑا مشہور ہے۔ ہمارا المیہ صرف یہی رہا ہے کہ ہم لوگ Universities Institutes تو بہت بناتے ہیں مگر research work نہیں کرتے۔ ہمارے ملکوں میں جو lacking ہے وہ یہی ہے کہ ہم research work نہیں کرتے۔ پوری دنیا میں environmental control atmosphere بن رہا ہے جہاں ہم اپنی مصنوعات کو بہتر طور پر improve کر سکتے ہیں۔ میری درخواست یہ ہے کہ اگر

یہ یونیورسٹی بننے جارہی ہے تو ہم weather/environment پر بھی غور رکھیں۔ اس میں ایک اور چیز ہے جو میں پڑھ کر سنا دیتی ہوں۔

> No suit or legal proceeding shall lie against the Government, the University, or any Authority, office or employee of the Government or the University, or any person in respect of anything which is done in good faith under the act.

تو یہ good faith کون decide کرے گا this is question mark یا تو عدالت ہو جو good faith decide کرے۔ اس پر ذرا تھوڑی سی روشنی ڈال دیجئے۔ شکریہ

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ ڈاکٹر سید وسیم اختر!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں حکومت پنجاب کی اس کام پر تحسین کرتا ہوں۔ یہ بہت اچھی بات ہے کہ ایک یونیورسٹی جنوبی پنجاب کے اندر اس حوالے سے بنائی جارہی ہے یہ بہت اچھا اقدام ہے اور میں ذاتی طور پر اس کی تحسین کرتا ہوں۔ ایک مسئلہ تو یہ ہے کہ ابھی تک regular committees نہیں بنیں۔ ایک Select Committee بنادی گئی ہے اور جو بھی قانون سازی ہوتی ہے وہ اس کے حوالے کر دی جاتی ہے جس کے نتیجے میں اس کمیٹی پر کافی burden ہے۔ اس کمیٹی کے پاس کبھی پولیس کا بل، کبھی ہیلتھ کا بل اور کبھی ایجوکیشن کا بل آ جاتا ہے۔ نتیجتاً ان کے پاس اس بل کو پوری طرح سے thrash out کرنے کا وقت ہی نہیں ہوتا۔ اس طرح پھر جو ادارے بنتے ہیں اس سے پورا معاشرہ متاثر ہوتا ہے۔ اس وقت بہت ساری یونیورسٹیاں already کام کر رہی ہیں اس میں rules and regulations کے اندر جو خامیاں کوتاہیاں ہیں، کام کاج کے اندر، اختیارات کے اندر اور working کے اندر وہ بھی کافی سامنے آتی ہیں۔ اس بل میں ہم نے یہ ترمیم اس لئے ڈالنے کی کوشش کی ہے کہ کمیٹی نے تو اس کو بالکل narrow vision کے ساتھ دیکھا اور یہاں منظوری کے لئے آگیا۔ یہ اتنا urgent matter بھی نہیں ہے اس حوالے سے اگر اس کو public opinion کے لئے پیش کر دیا جائے تو زیادہ بہتر ہوگا اور قانون سازی بھی بہت بہتر ہو جائے گی۔ ایک تو ہم یہ دیکھتے ہیں کہ جو already یونیورسٹیاں کام کر رہی ہیں اس میں وائس چانسلر کو بہت زیادہ اختیارات دیئے گئے ہیں۔ یونیورسٹی کے ٹیچروں کے حوالے سے یہ باتیں آتی ہیں وہ کہتے ہیں کہ یونیورسٹی کے اندر جو ملازمین ہوتے ہیں ان کے دو خدا ہوتے ہیں۔ ایک اللہ تو ظاہر ہے وہ ہے جو پوری کائنات کا رب ہے، خالق اور

مالک ہے۔یونیورسٹی کے ملازمین اور ٹیچروں کا دوسرا اللہ بھی ہوتا ہے جو وائس چانسلر ہوتا ہے۔یہ باتیں بھی لوگ مذاق میں کرتے ہیں کہ جو رب مالک کائنات ہے اس سے لوگ کم ڈرتے ہیں اور وائس چانسلر سے زیادہ ڈرتے ہیں۔یہ اس وجہ سے ہے کہ وائس چانسلر کے پاس بے شمار اختیارات ہیں۔اس بل میں کلاز 12 میںpowers of the Vice Chancellor ہے اس کے سیکشن 5 میں اس کو ایسے اختیارات بھی دیئے گئے ہیں کہ وہ ایک نائب قاصد کو کنٹرولر کے اختیارات دے دے اور کنٹرولر کو کہے کہ تم اب مالی کے طور پر پودے لگایا کرو۔یہ اختیارات اس حوالے سے موجود ہیں کہ:

> Direct a teacher, officer or other employee of the University to take up such assignment in connection with examination, administration or any other activity in relation to the University;

اگر ہر یونیورسٹی کے وائس چانسلر کے اختیارات کے غلط استعمال کوprobe in کریں گے تو اس کی چیزیں نکلتی چلی جائیں گی۔اسی طرح پنجاب یونیورسٹی کے وائس چانسلر مجاہد کامران صاحب ہیں سب سے زیادہ رِٹیں اس موصوف کے خلاف ہوئی ہیں۔

جناب سپیکر:اس بارے میں بات کریں جو بات ہو رہی ہے، بڑی مہربانی۔اب آپ کے پاس صرف ایک منٹ ہے، مہربانی فرمائیں!

ڈاکٹر سید وسیم اختر:ٹھیک ہے۔یہ اس وجہ سے ہے کہ ان کے پاس اختیارات بہت زیادہ ہیں۔یہ اختیاراتappointment کے حوالے سے بھی ہیں۔

Make appointments of such categories of employees of the University and in such manner as may be prescribed;

اب یہ جوas may be prescribed ہے یہ کبھیprescribe نہیں ہونا ہے۔یہ اسی طرح اس کے اندر چلے جانا ہے اور وائس چانسلر صاحب کے پاس اسی طرح پورے اختیارات موجود رہنے ہیں کیونکہ ظاہر ہے کہ پنجاب کی حکومت کے پاس اس یونیورسٹی کے علاوہ بھی ڈھیر سارے کام ہیں۔۔۔

جناب سپیکر:شاہ صاحب!بڑی مہربانی۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر:جناب سپیکر!میں اپنی بات مکمل کر لوں۔اب اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ یہ بل جب یہاں سے ہو کر چلا جائے گا، یہ لاگو ہو جائے گا اور اس کے اندر بعد میںas may be prescribed

کسی نے نہیں دیکھنا۔ وائس چانسلر نے تو اس کو بالکل دیکھنا ہی نہیں وہ یہ سمجھتا ہے کہ سارے کے سارے اختیارات میرے پاس رہیں گے اور میں اپنی من مانی کرتا رہوں گا۔ آپ نے منع کیا ہے لیکن میں مثالیں دے کر اس بات کو ثابت کر سکتا ہوں کہ وائس چانسلر صاحب۔۔۔

جناب سپیکر: جی، بات کچھ ہو رہی ہے آپ پتا نہیں کہاں پہنچے ہوئے ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں اس کی reasons بتا رہا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: اگر آپ نے اس پر amendments دی ہوئی ہیں تو اس وقت بات کر لینا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! ایسا نہیں ہے۔ میں وہ reasons بتا رہا ہوں جن reasons کی وجہ سے یہ پبلک کے پاس جانا چاہئے تاکہ وہ اس پر اپنی رائے دیں۔ وائس چانسلر اپنی مرضی سے ایک کم اہلیت کے آدمی کو appoint کر دیتا ہے پھر اس کو وہ دو تین سال چلاتا رہتا ہے جب اس کا experience پورا ہو جاتا ہے تو اس کے بعد اس کی باقاعدہ طور پر appointment بڑی آسانی کے ساتھ کروا لیتا ہے۔

جناب سپیکر! گزارش ہے کہ یہ وہ reasons ہیں جن کی وجہ سے میں یہ چاہتا ہوں کہ اس کو حکومت مشتہر کرے۔ اس پر educationists یا جو Universities کے Rules and Regulations کو اچھی طرح سمجھتے ہیں، اس کے علاوہ اس میں مزید خرابیاں وائس چانسلر صاحبان اپنی powers کے حوالے سے پیدا کرتے ہیں وہ ساری چیزیں کھل کر سامنے آ جائیں گی تو پھر ایک بہتر اور قابل عمل ایسی چیز بن جائے گی جس کے نتیجے میں نہ اس یونیورسٹی کے اندر کارکردگی بہتر ہو جائے گی بلکہ دوسری یونیورسٹیوں کے اندر بھی اس کی روشنی میں کوئی تبدیلی کرنے کے لئے ایک بہتر تصویر اور Rules and Regulations کو فریم کرنے کے حوالے سے ایک اچھی راہنمائی مل جائے گی۔ اس میں ہماری قطعاً کوئی بدنیتی نہیں ہے۔ آپ کیونکہ بار بار میری طرف غصہ سے دیکھ رہے ہیں تو اس لئے میں نے آپ سے ڈرتے ہوئے دو چار باتیں کی ہیں ورنہ میرے پاس تین چار یونیورسٹیوں کا پورا ریکارڈ موجود ہے کہ وہاں پر وائس چانسلر صاحبان کیا کیا کرتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کے پاس یہاں بھی طریق کار موجود ہے۔ آپ کوئی طریق کار اختیار کریں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: وہاں ٹھیکے کیسے دیتے ہیں اور کس طرح من مانیاں کرتے ہیں یہ چیزیں کس نے rectify کرنی ہیں؟ جب یہ قانون بن جائے گا اور اس کے نتیجے میں اس میں جو خرابیاں رونما ہوں گی ان کا آپ کے ذمے بھی حصہ آئے گا اور ان دونوں sides میں بیٹھے ہوئے ہم سب کے ذمے بھی ان

خرابیوں کا حصہ آئے گا۔یہاں پر لاء سیکرٹری صاحب بیٹھے ہیں یہ بھی چیزوں کو اچھے طریقے سے بیان کرتے رہتے ہیں لیکن بعض اوقات اس کے اندر تھوڑی سی reservation بھی کر دیتے ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ضروری ہے کہ یہ Bill پبلک میں بھیجا جائے اور اس کو مشتہر کیا جائے تاکہ تمام لوگوں کو پورا موقع مل جائے اور اس میں وہ ساری چیزیں ٹھیک ہو سکیں۔

جناب سپیکر: جی، آپ کی بڑی مہربانی۔ بہت شکریہ

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! آپ مجھے اجازت دیں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ بھی مجھے اجازت دیں۔ میں ذرا آرٹیکل (105) کو پڑھ دوں۔ "اگر مسودہ قانون کو زیر غور لائے جانے کی تحریک منظور ہو جائے تو کوئی ممبر مسودہ قانون میں ایسی ترمیم پیش کر سکتا ہے جو مسودہ قانون کی حدود کے اندر ہو اور اس کے نفسِ مضمون سے تعلق رکھتی ہو" آپ کی مہربانی۔ آپ بار بار مجھے پریشان کر رہے ہیں۔ آپ ٹائم بھی دیکھیں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! ہم آپ کو بالکل پریشان نہیں کرنا چاہتے۔ ہم نے جو اس Bill میں مشتہر کرنے کی amendment دی ہے۔۔۔ (شور وغل)

جناب سپیکر: Order please order ان کی بات سنیں۔ پھر آپ کو اس کا جواب دینا ہو گا۔ جی، فرمائیں!

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! ایک تو بڑی اچھی بات ہے کہ یونیورسٹی بن رہی ہے اور یونیورسٹیاں بنانے کے لئے ہمیں جو بھی قربانی دینی پڑے دیں even بھوکا رہنا پڑے تو پھر بھی یونیورسٹیاں بننی چاہئیں۔ ہمارے لئے تعلیم بہت ضروری ہے لیکن ایک چیز کی مجھے سمجھ نہیں آ رہی کہ ہم ہر اچھے کام کو متنازعہ بنانے کی دانستہ کوشش کیوں کرتے ہیں؟ یونیورسٹیاں بنا رہے ہیں، بہت اچھی بات ہے اور ہماری ضرورت ہے، ہمیں تمام عیاشیوں کے اخراجات کاٹ کر یونیورسٹیاں بنانی چاہئیں۔ یہ کتنا اچھا کام ہو رہا ہے لیکن آپ ایک نام پر اس کو متنازعہ بنا رہے ہیں اور یہ نام کوئی اتنا بڑا issue نہیں ہونا چاہئے۔ آپ نام کوئی ایسا رکھ دیں جو غیر متنازعہ ہو اور اچھے کام پر دونوں side سے appreciation ملے۔

جناب سپیکر: یہ ٹھیک ہے لیکن آپ put question کر لینے دیں تو سب پتا چل جائے گا۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! آج پتا نہیں کہ آپ اپوزیشن کی بات کو کیوں نہیں سننا چاہتے۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: وہ تو مجھے سوال کر کے ہی پتا چلے گا۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! ذرا انہیں بتادیں کہ ایوان میں cross talking نہیں ہوتی اور ایوان میں Chair کے through بات ہوتی ہے kindly left side پر بیٹھی ہوئی میری بہنوں کو اتنا بتادیں کہ ایوان میں cross talk نہیں کی جاتی۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ لوگ درمیان میں نہ بولیں۔ Order please, order.

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! کم از کم ان کی training classes کر دیں تاکہ ان کو پتا چلے کہ ایوان میں بات کرنے کا طریقہ کیا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ مجھ سے بات کریں، آپ ان سے بات نہ کریں۔ میں آپ کی باتیں سن رہا ہوں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! ہمارا اس Bill کو پبلش کرنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ جس علاقے میں یونیورسٹی بن رہی ہے کم از کم اس علاقے کے لوگوں کو پتا ہو، ہم نے اس میں ایک amendment نام کے بارے میں دی ہے اس پر لوگوں کی رائے آ جائے پھر اس میں جو قانون بنائے گئے ہیں اور جو اختیارات وائس چانسلر کو دیئے گئے ہیں اس میں دو چیزیں بڑی اہم ہیں جن میں آپ کے اختیارات اور فرائض ہیں۔ جس طرح میرے دوست نے کہا کہ اس میں خدانخواستہ وائس چانسلر کو یونیورسٹی کا خدا بنا دیا ہے۔ اس میں بھی لوگوں کو پتا چلنا چاہئے، اس بارے میں ان کی رائے آنی چاہئے اور students کو بھی پتا ہونا چاہئے کہ ان کے فرائض کیا ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ بات نام کی ہے آپ کو نام پر بات کرنی ہے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! صرف نام پر نہیں کرنی اور بھی کافی چیزیں ہیں اس میں چار amendments ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کی بڑی مہربانی۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ/ قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اپوزیشن کے معزز ممبران نے یہ amendment move کی تھی کہ اس Bill کو 20۔ ستمبر تک مشتہر کر دیا جائے۔ اب انہوں نے ساری جو گفتگو کی ہے وہ کسی اور حوالے سے کی ہے۔ انہوں نے خاص طور پر

نام کے حوالے سے کی ہے۔ان کی amendment نام کے حوالے سے آگے آرہی ہے۔ وہ جب آئے گی تو اس وقت میں عرض کروں گا کہ یہ مثالیں موجود ہیں کہ ملک کے صدر یا وزیر اعظم جب اس حیثیت میں موجود تھے تو ان کے نام پر institutions بنے ہیں۔انہوں نے اس بارے میں کوئی بات نہیں کی کہ اس کو کیوں مشتہر کیا جانا چاہئے۔اس معزز ایوان کو عوام نے ہی mandate دیا ہے کہ وہ legislation کرے اور سپیشل کمیٹی نے اس Bill پر پورا غور و خوض کیا ہے اس لئے اس کو مزید مشتہر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اس لئے وہ واک آؤٹ کر گئے ہیں۔ ڈاکٹر مراد راس صاحب جان بوجھ کر چلے گئے۔

The amendment moved and the question is:

"That Muhammad Nawaz Shareef University of Agriculture Multan Bill 2013, as recommended by Special Committee No.1, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 20th September 2013."

(The motion was lost.)

MR SPEAKER: The second amendment is from Mian Mehmood-ur-Rasheed, Ch. Moonis Elahi, Sardar Vickas Hassan Mokal, Ch Aamir Sultan Cheema, Dr Syed Waseem Akhtar, Qazi Ahmad Saeed, Mian Muhammad Aslam Iqbal, Sardar Muhammad Asif Nakai, Dr Muhammad Afzal, Mr Ahmad Shah Khagga, Ms Baasima Chaudhary, Ms Jayeda Khalid Khan, Mr Muhammad Siddique Khan, Dr Murad Raas, Malik Taimoor Masood, Mr Asif Mehmood, Raja Rashid Hafeez, Mr Ejaz Khan, Mr Muhammad Arif Abbasi, Mr Ejaz Hussain Bukhari, Dr Salah-ud-Din Khan, Mr Ahmad Khan Bhacher, Mr Muhammad Sibtain Khan, Mr Masood Shafqat, Mr Zaheer-ud-Din Khan Alizai, Mr Javed Akhtar, Mr Waheed Asghar Dogar, Mr Khan Muhammad Jahanzaib Khan Khichi, Mr Abdul Majeed Khan Niazi, Mian Mumtaz Ahmad Maharwi, Mrs Saadia Sohail Rana, Dr Nausheen Hamid, Mrs Raheela Anwar, Ms Nabila Hakim Ali Khan,

Mrs Naheed Naeem, Ms Shunila Ruth, Sardar Shahab-ud-Din Khan and Mrs Faiza Ahmed Malik. Who is to move it?

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: محترم!اب آپ move نہیں کر پائیں گے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر!میں move کر دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ نے پہلے move کی ہے؟

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر!میں نے speech کی ہے لیکن move amendment نہیں کی۔

جناب سپیکر: آپ نے speech کر لی ہے۔ چلیں!آپ دونوں صاحبان ہی تشریف رکھیں۔ جی، پیچھے سے کوئی صاحب؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر!ویسے تو یہ قاعدے اور قانون کے مطابق نہیں ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جی،ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر!اگر ہم نے یہ amendment دی ہے تو اس پر ہمیں بات کرنے کا تو حق ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر: حضرت!آپ تشریف رکھیں، بعد میں آپ سے اس بارے میں بات کریں گے۔ وہ Ruling reserve ہے۔ دیکھیں ابھی اس کا کیا بنتا ہے۔ جی، سبطین صاحب!

MR MUHAMMAD SIBTAIN KHAN: Sir, I move:

> "That Muhammad Nawaz Shareef University of Agriculture, Multan Bill 2013, as recommended by Special Committee No. 1, be referred to a Select Committee consisting of the following members with instructions to report thereon by 20th September 2013:-

MR SPEAKER: Read out the names as I read it. You‘ll have to read it.

MR MUHAMMAD SIBTAIN KHAN: Sir! Should I read the names too?

MR SPEAKER: Yes.

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! Actually میری مجبوری یہ ہے کہ آج میں اپنی عینک گھر بھول آیا ہوں اگر مجھے کوئی عینک دے دے تو میں پڑھ دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: ایوان کا وقت ایک گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: آپ میری عینک لے لیں۔

جناب محمد سبطین خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! یہ بڑی ہمت والی بات ہے جو آپ اتنے نام پڑھ لیتے ہیں، آپ متفقہ اپوزیشن ہی کہہ دیا کریں۔

جناب سپیکر: یہ جو آپ کہہ رہے ہیں کہ کمیٹی کے سُپرد کر دیا جائے مجھے کیا پتا کہ میں کس کے سُپرد کروں؟

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! میں نام پڑھ دیتا ہوں:۔

1. Mian Mehmood-Ur-Rasheed, MPA
2. Sardar Vickas Hassan Mokal, MPA
3. Ch Amir Sultan Cheema, MPA
4. Mian Muhammad Aslam Iqbal, MPA
5. Qazi Ahmad Saeed, MPA
6. Dr Syed Waseem Akhtar, MPA
7. Sheikh Ala-ud-Din, MPA
8. Mr Zaheer-ud-Din Alizai, MPA
9. Ms Raheela Anwar, MPA
10. Dr Muhammad Afzal, MPA
11. Ch. Tahir Ahmad Sindhu(Advocate), MPA
12. Mrs Ayesha Javed, MPA

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That Muhammad Nawaz Shareef University of Agriculture, Multan Bill 2013, as recommended by Special Committee No. 1, be referred to a Select Committee consisting of the following members with instructions to report thereon by 20th September 2013:-

1. Mian Mehmood-ur-Rasheed, MPA
2. Sardar Vickas Hassan Mokal, MPA
3. Ch Amir Sultan Cheema, MPA
4. Mian Muhammad Aslam Iqbal, MPA
5. Qazi Ahmad Saeed, MPA
6. Dr Syed Waseem Akhtar, MPA
7. Sheikh Ala-ud-Din, MPA
8. Mr Zaheer-ud-Din Alizai, MPA
9. Ms Raheela Anwar, MPA
10. Dr Muhammad Afzal, MPA
11. Ch. Tahir Ahmad Sindhu(Advocate), MPA
12. Mrs Ayesha Javed, MPA

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I oppose.

جناب سپیکر: جی، oppose کر دیا گیا ہے۔ جناب محمد سبطین خان صاحب! اب بات کر لیں۔ بغیر عینکوں کے ہی بات کر لیں اگر گھر بھول آئے ہیں۔ (قہقہہ)

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! شکریہ۔ میری بالکل مختصر سی گزارش ہے مجھے اس چیز کا پورا احساس ہے کہ ہمارے ممبران چاہے وہ ٹریژری بنچوں سے ہیں یا اپوزیشن بنچوں سے ہیں وہ اس وقت کافی تنگ بیٹھے ہیں اور وہ بھی چاہ رہے ہیں کہ یہ بل پاس ہو۔ اور آپ کی determination بھی نظر آ رہی ہے کہ آپ نے اس کو پاس کر کے ہی اُٹھنا ہے۔ چاہے اُس دن کی طرح شام کے چھ بج جائیں۔ میں تو

صرف اتنی سی بات کروں گا کہ اس کو public opinion کے لئے publish کر دیا جائے تو کوئی بات نہیں۔

جناب سپیکر: آپ نے تو سلیکٹ کمیٹی پر بات کرنی ہے۔

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! ہماری بات سُن لیا کریں۔ ہماری بات ابھی زبان سے نکلتی نہیں اور دو صاحبان فوراً آپ کی طرف لپک کر آپ کو capture کر لیتے ہیں اور ہم سے دور کر دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: یہ صرف ادھر سے نہیں ادھر سے بھی ایسا ہی ہوا ہے جو آپ بات کر رہے تھے (قہقہہ) جی، سبطین خان صاحب!

جناب محمد سبطین خان: میں نے تو in good faith بات کی ہے۔ اگر اس کو سلیکٹ کمیٹی کے پاس بھیج دیا جائے تو اس کا یہ فائدہ ہو گا کہ اگر کوئی recommendations یا تبدیلی کرنی ہو گی تو سب مل جل کر ایوان کے ٹریژری اور اپوزیشن ممبران consensus کے ساتھ اس بات کا حل نکالیں گے۔ گورنمنٹ نے ایک نیا کام شروع کیا ہے، ایک نئی ایگریکلچرل یونیورسٹی فیصل آباد کے بعد بن رہی ہے اور وہ بھی ایگریکلچر کے گڑھ یعنی ملتان میں بن رہی ہے جو کہ میں سمجھتا ہوں کہ ہماری ایک بہت بڑی ایگریکلچرل بیلٹ ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر اس بل کو سلیکٹ کمیٹی میں بھیج دیا جائے تو اس میں اختلاف برائے اختلاف نہیں ہونا چاہئے۔ شکریہ

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ اگر میں نے یہ amendment دی ہے تو Rules کے مطابق مجھے اس پر بات کرنے کا پورا حق ہے۔

جناب سپیکر: آپ کی بڑی مہربانی۔ I'll be grateful.

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! Rules کے مطابق تو مجھے پورا حق ہے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جس سپیشل کمیٹی نے اس بل کو recommend کیا ہے جس کی رپورٹ ایوان میں lay ہوئی ہے اس میں بھی اسی ایوان کے معزز ممبران تھے لہذا سلیکٹ کمیٹی کا کوئی جواز نہیں پیدا ہوتا۔

MR SPEAEKR: The amendment moved and the question is:

"That Muhammad Nawaz Shareef University of Agriculture, Multan Bill 2013, as recommended by Special Committee No. 1, be referred to a Select Committee consisting of the following members with instructions to report thereon by 20th September 2013:-

1. Mian Mehmood-ur-Rasheed, MPA
2. Sardar Vickas Hassan Mokal, MPA
3. Ch Amir Sultan Cheema, MPA
4. Mian Muhammad Aslam Iqbal, MPA
5. Qazi Ahmad Saeed, MPA
6. Dr Syed Waseem Akhtar, MPA
7. Sheikh Ala-Ud-Din, MPA
8. Mr Zaheer-Ud-Din Alizai, MPA
9. Ms Raheela Anwar, MPA
10. Dr Muhammad Afzal, MPA
11. Ch. Tahir Ahmad Sindhu(Advocate), MPA
12. Mrs Ayesha Javed, MPA

(The motion was lost.)

MR SPEAEKR: The motion moved and the question is:

"That Muhammad Nawaz Shareef University of Agriculture, Multan Bill 2013, as recommended by Special Committee No. 1, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE 3

MR SPEAKER: Second reading start. Now, we take up the Bill Clause by Clause. Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. There is an

amendment. The amendment is from: Mian Mehmood-ur-Rasheed, Ch. Moonis Elahi, Sardar Vickas Hassan Mokal, Ch. Aamar Sultan Cheema, Dr. Syed Waseem Akhtar, Qazi Ahmad Saeed, Mian Muhammad Aslam Iqbal, Sardar Muhammad Asif Nakai, Dr. Muhammad Afzal, Mr Ahmad Shah Khagga, Mrs Baasima Chaudhary, Ms Jayeda Khalid Khan, Mr Muhammad Siddique Khan, Dr. Murad Raas, Malik Taimoor Masood, Mr Asif Mehmood, Raja Rashid Hafeez, Mr Ijaz Khan, Mr Muhammad Arif Abbasi, Mr Ejaz Hussain Bukhari, Dr. Salah-ud-Din Khan, Mr Ahmad Khan Bhacher, Mr Muhammad Sibtain Khan, Mr Masood Shafqat, Mr Zaheer-ud-Din Khan Alizai, Mr Javed Akhtar, Mr Waheed Asghar Dogar, Mr Khan Muhammad Jahanzaib Khan Khichi, Mr Abdul Majeed Khan Niazi, Mian Mumtaz Ahmad Maharwi, Mrs Saadia Sohail Rana, Dr Nausheen Hamid, Mrs Raheela Anwar, Ms Nabila Hakim Ali Khan, Mrs Naheed Naeem, Ms Shunila Ruth, Sardar Shahab-ud-Din Khan and Mrs Faiza Ahmed Malik. Who is to move it?

MALIK TAIMOOR MASOOD: Sir! I move:

> "That in Clause 3 of the Bill, in sub-Clause (1), for the words "Muhammad Nawaz Shareef" the word "Quaid-e-Azam" be substituted."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That in Clause 3 of the Bill, in sub-Clause (1), for the words "Muhammad Nawaz Shareef" the word "Quaid-e-Azam" be substituted."

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir! I Oppose.

جناب محمد عارف عباسی: جناب والا! یہ قائداعظم کو بھی oppose کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر: وہ words کی اور commas کی بات کر رہے ہیں۔

ملک تیمور مسعود: جناب سپیکر! شکریہ۔ یہ ترمیم جس میں محمد نواز شریف کے نام کی جگہ قائداعظم محمد علی جناحؒ تجویز کیا گیا ہے۔ جہاں تک اس ایگریکلچر یونیورسٹی کا initiative لیا گیا ہے، میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کی جانب سے یہ ایک بہت ہی احسن اقدام ہے۔ ایگریکلچر سیکٹر کے اندر ایک ایسی یونیورسٹی کا قیام عمل میں لایا جا رہا ہے جو کہ جنوبی پنجاب کے ایریا میں ہے اور وہ بیلٹ ایگریکلچر کے حوالے سے خصوصی طور پر اہمیت کی حامل بھی ہے، اس کے علاوہ ہمارا صوبہ پنجاب جس کی 70 فیصد آمدنی ایگریکلچر پر depend کرتی ہے لیکن جیسا کہ یہاں پر ذکر کیا گیا ہے نجانے ہمیں کیا عادت ہے اچھے کاموں کو بھی disputed بنانے کے لئے کچھ نہ کچھ ایسے اقدامات کر دیتے ہیں جس کی وجہ سے وہ کام disputed ہو جاتے ہیں لہذا میاں محمد نواز شریف جو اس وقت تیسری مرتبہ ملک کے وزیراعظم بن چکے ہیں، اللہ تعالیٰ نے انہیں بہت عزت بھی دی ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ ان کو کسی قسم کی ایسی تشہیر کی ضرورت ہے کہ وہ اپنے نام کو یا اُن کے نام کو اونچا کرنے کے لئے یا اُن کو تشہیر دینے کے لئے عام تعلیمی اداروں اور درسگاہوں کے نام رکھیں۔ یہ ہم غلط روایات کو جنم دینے جا رہے ہیں، ہم ایسی روایات کی جانب دوڑنا چاہ رہے ہیں جو بہتری لانے کی بجائے ابتری کا باعث بن سکتی ہیں۔ میاں محمد نواز شریف حکومت نے اور مسلم لیگ (ن) نے خود اس روایت کو ختم کرنے کے لئے جیسا کہ اس سے پہلے اس ایوان میں بھی ذکر کیا گیا کہ بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام کے نام کو ختم کر کے اس کا نام نیشنل انکم سپورٹ پروگرام رکھا گیا، اس حوالے سے جب ہم کسی بھی سیاسی جماعت کے سربراہان کو، یہاں پر میری محترمہ بہن نے بھی ذکر کیا اور وزیر قانون نے بھی اس ایوان میں ایک دن پہلے یہ بات کی تھی کہ ہم اپنے national assets کے نام یا اپنے ان اداروں کے نام ایسی شخصیات کے نام پر رکھتے ہیں جن کی تحریک آزادی کے حوالے سے کوئی خدمات ہوں، جن کی کوئی ایسی contribution ہو جنہوں نے واقعی ہی حقیقی معنوں میں پاکستان کی بہتری کے لئے یا پاکستان کے وجود کے لئے کردار ادا کیا ہو یا ایسے نیشنل ہیروز ہوں جنہوں نے اپنی جانوں کا نذرانہ اس ملک کے لئے دیا ہو۔ اس ادارے کا نام، اس درسگاہ کا نام ہم میاں صاحب کے نام پر رکھ کر ایسی سیاسی روایت کو جنم دینے جا رہے ہیں جو ٹھیک نہیں ہے۔ یہ ہماری ترمیم کو نامنظور بھی کروالیں گے، اس یونیورسٹی کا نام بھی رکھوالیں گے لیکن میں نہیں سمجھتا کہ جہاں یہ اتنا احسن اقدام کرنے جا رہے ہیں، جہاں پر یہ اس ملک میں تعلیم کے حوالے سے جو میاں محمد شہباز شریف کا ایک انقلابی پروگرام ہے جس سے وہ تبدیلیاں لے کر آنا چاہتے ہیں، انقلابی تبدیلیاں لے کر آنا

چاہتے ہیں،ان کو اس قسم کے نام رکھ کر ان اداروں کو disputed بنانے کی ضرورت نہیں ہے اور جیسا کہ یہاں پر بھی کہا گیا،ایسی بہت سی مثالیں موجود ہیں۔یہاں پر شوکت خانم ہسپتال کے حوالے سے بھی بات کی گئی،یہاں پر میں غلام اسحاق خان انسٹیٹیوٹ کے حوالے سے بھی بات کروں گا لیکن یہ ادارے ان شخصیات کے نام پر ہیں جو اپنی ذاتی خدمات،اپنی ذاتی کاوش اور اپنی ذاتی جیب سے پیسا لگا کر ان اداروں کا قیام عمل میں لائے۔یہی وجہ ہے کہ اداروں کے نام ان کے نام پر رکھے گئے ہیں۔اگر میاں صاحب اپنی ذاتی جیب سے ایسے اداروں کا قیام کریں گے تو ہمیں اس پر کسی قسم کا کوئی اعتراض نہیں ہوگا لیکن قوم کے پیسے پر ایک ایسی یونیورسٹی جس کو بعد میں donations بھی درکار ہوں گے اور ان کے لئے donations بھی دیئے جائیں گے تو اگر ہم اس قسم کے نام رکھیں گے تو میرے خیال میں نہ صرف آگے چل کر اس کے معاملات میں بھی دِقت پیش آئے گی بلکہ وہ ایک یونیورسٹی بنے گی جس کے آگے جا کر after effects ایسے ہوں گے جو اس درسگاہ کے لئے اور اس ادارے کے لئے بہتر نہیں سمجھے جائیں گے۔یہی میری درخواست تھی اور اسی کے لئے گزارش تھی کہ اس ادارے کا نام قائداعظم محمد علی جناح کے نام سے موسوم کیا جائے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب والا! میں نے بھی گزارش کرنی ہے۔

جناب سپیکر: آپ اس پر نہیں بول سکتے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب والا! میں بول سکتا ہوں اور اس بارے میں جو Rules دیئے گئے ہیں ان کے مطابق بول رہا ہوں۔

جناب سپیکر: جی،آپ بولیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: شکریہ۔ جناب سپیکر! مجھے وقت کا احساس ہے اس لئے میں اس پر کوئی لمبی بات نہیں کرنا چاہتا۔ میاں محمد نواز شریف جو کہ پاکستان مسلم لیگ (ن) کے سربراہ ہیں اور اس وقت تیسری دفعہ ملک کے وزیراعظم بننے کا بھی اعزاز رکھتے ہیں۔ ہم ان کا اس حوالے سے مکمل احترام بھی کرتے ہیں۔ میں اس میں صرف یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ کوئی اچھی روایات نہیں ہیں، اگر ماضی کے اندر بھی ایسا کوئی کام ہوا ہے تو وہ بھی اچھی روایات نہیں تھیں۔ میاں محمد نواز شریف ظاہر ہے کہ ایک پارٹی کو represent کرتے ہیں، ماضی میں بھی ایسا ہوا ہے کہ جب وہ وزیراعظم نہیں رہے اور دوسرے وزیراعظم آ گئے، ایک وزیراعلیٰ آتا ہے پھر دوسری پارٹی کا وزیراعلیٰ آتا ہے، میں اس سلسلے

میں بہاولپور کی مثال دیتا ہوں کہ وہاں پر چودھری پرویزالٰہی جب چیف منسٹر تھے تو انہوں نے بہاولپور میں کارڈیالوجی وارڈ کے لئے فنڈز جاری کئے، ظاہر ہے کہ routine میں ڈویلپمنٹ ہونی ہوتی ہے، چیزیں بنی ہوتی ہیں، وہاں پر کارڈیالوجی وارڈ کے لئے بجٹ میں allocation کر دی گئیں اور وہ کارڈیالوجی وارڈ جب بن گیا تو پھر خوشامدی جو ہوتے ہیں اس طرح کے معاملات کو derail کروانے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہاں پر ایک بڑا خوبصورت glaring سا پیتل کا ایک چمکتا ہوا بورڈ بنایا گیا اور پھر انہیں وہاں پر مدعو کیا گیا جس پر بڑی تالیاں بجیں، فوٹو سیشن ہوا اور اس کو لگا کر inauguration کر دی گئی۔ جب تک تو موصوف وزیراعلیٰ رہے، وہ بورڈ بھی وہاں پر موجود رہا اس پر گرد پڑتی تھی تو ایم ایس صاحب کوشش کرتے تھے کہ اس کی گرد صاف ہو جائے اور یہ بورڈ چمکتا ہوا نظر آئے۔ جب گورنمنٹ ختم ہو گئی تو وہ بورڈ بھی وہاں سے غائب ہو گیا۔ میں چونکہ وہاں کا رہنے والا ہوں اور مریضوں کی عیادت کے حوالے سے وقتاً فوقتاً وہاں پر جانے کا موقع ملتا رہتا ہے۔ اب وہ بورڈ وہاں پر نہیں ہے، بورڈ وہاں سے اتر گیا ہے اور اس کی باقیات کی شکل میں دو سوراخ وہاں پر موجود ہیں۔ اس حوالے سے یہ ایک اچھا gesture نہیں بنتا کیونکہ یہ پھر اس حوالے practice شروع ہو جاتی ہے کہ جب ایک گورنمنٹ آتی ہے وہ اپنے نام اس پر لکھوا دیتے ہیں، تختیاں بھی لگ جاتی ہیں جب کوئی دوسری پارٹی آتی ہے وہ ان بورڈوں کو اتارنے کی کوشش کرتی ہے اور پھر جب کوئی چیزیں بناتے ہیں تو ان کو اپنے ناموں کے ساتھ بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ایک اچھی practice نہیں ہے۔ اسی طرح شیخ علاؤالدین صاحب نے جیسے Dr. Leitner کے حوالے سے نیلا گنبد روڈ کے نام کو تبدیل کرنے کے لئے یہاں پر ایک قرار داد پیش کی تھی تو وزیر قانون نے وہ parameters بھی جو already prescribed ہیں بیان کئے تھے کہ اگر اس طرح کی جگہوں کے کوئی نام رکھنے ہیں تو اس سلسلے میں انہوں نے پورے قاعدے بھی بتائے تھے کہ یہ parameters ہیں، ان خدمات کے نتیجہ میں آپ کسی کا نام اس حوالے سے رکھ سکتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر وہی directions یا اس وقت جو راہنمائی وزیر قانون نے بہت اچھے طریقے سے پیش کی اور میں نے اس وقت بھی اس کی تحسین کی تھی، second کیا تھا کہ یہ بہت اچھے قاعدے قانون ہیں جو وزیر قانون نے یہاں پر بیان فرمائے ہیں، اچھے طریقے سے اس کو elaborate کیا ہے یہ بہت اچھے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اسی spirit کو ہمیں سامنے رکھنا چاہئے اور اس حوالے سے خود مسلم لیگ کی تاریخ کے اندر، ظاہر ہے یہ پاکستان جو بنا ہے۔ یہ پاکستان رب کی مرضی کے ساتھ بنا اور قائداعظم جو اس وقت پاکستان مسلم لیگ کے سربراہ تھے اور ان

کے ساتھ ایک پوری ٹیم تھی۔ وہ پوری ٹیم ہمارا اثاثہ ہے اور آج ہم اس حوالے سے اس ٹیم پر فخر کرتے ہیں کہ وہ کیسے لیڈر تھے جنہوں نے کس طرح کی governance کی کہ عبدالرّب نشتر گورنر تھے تو ان کا بیٹا سرکاری گاڑی کی بجائے سائیکل پر اپنے تعلیمی اداروں میں جایا کرتا تھا۔ ایسے لیڈروں کی اس طرح کی روایات خود مسلم لیگ کے کھاتے کے اندر موجود ہیں، ان کی تاریخ کے اندر ایسے لیڈر موجود ہیں۔ ہم نے تو اس کو بہت ہی سادہ کر کے یہ ترمیم دے دی کہ قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ جو بانی پاکستان ہیں ان کا نام رکھ دیا جائے جن کا احسان بھی ہے جو national unity کی نشانی بھی ہیں اور اس حوالے سے ان کی ذات کے اندر بے شمار راہنمائی موجود ہے۔ ہمیں اس میں کوئی لگت بازی نہیں ہے اور نہ ہی اس کے اندر کوئی ذاتی عناد شامل ہے بلکہ بالکل درد دل کے ساتھ یہ ترمیم دی ہے۔ آج نام رکھا ہوا اور خدانخواستہ کل اسی ایوان کے اندر اگر کرسیاں تبدیل ہو جائیں اور جس طرح ہوتی رہتی ہیں کبھی ایک پارٹی آ جاتی ہے کبھی دوسری پارٹی آ جاتی ہے۔ پھر وہ اس کے اندر amendment کا بل لے آئے کہ اب اس کا نام اس وقت کے وزیراعظم کے حوالے سے رکھنا چاہتے ہیں تو یہ اچھی practice نہیں ہو گی۔ پورا ایوان یہ سن رہا ہے کہ میں رانا صاحب سے بڑی دردمندی کے ساتھ اور ان کی عزت کے حوالے سے یہ بات کر رہا ہوں کہ کل کو کوئی دوسری اسمبلی آ کر نام ہٹانے کی کوشش کرے۔ ہم نے قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کا نام propose کر دیا ہے میں نہیں سمجھتا کہ اس طرح کا نام ہٹانے کی کوئی بھی کاوش ہو گی۔ اگر یہ نام ہٹانے کی کوشش کی جائے گی تو اس پر پورا پاکستان سراپا احتجاج ہو جائے گا کہ جو ہمارا محسن ہے اس کا نام ہٹانے کی کوشش کی جا رہی ہے تو اس حوالے سے وہ تبدیلی ممکن نہیں ہو سکے گی۔ جو ادارہ بن رہا ہے میں نے پہلے بھی اس کی بڑی تحسین کی ہے کہ گورنمنٹ نے جو وہاں پر ادارہ بنانے کا فیصلہ کیا ہے یہ بہت اچھا فیصلہ ہے۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے)

ہم اس کی تحسین کرتے ہیں یہ ادارے بننے چاہئیں اور بھی یونیورسٹیاں بننی چاہئیں اس میں کوئی مضایقہ نہیں لیکن نام رکھنے کے حوالے سے میں نے پوری سوچ سمجھ کر ساری باتیں کرنے کی کوشش کی ہے کہ اس طرح نہ کریں کہ آج نام رکھ رہے ہیں اور کل کو پھر اتارنے والے بھی آ جائیں۔ اس سے تکلیف بھی ہوتی ہے اور یہ اچھی practice نہیں ہے۔ اس سے معاملات کے اندر ایک انتشار بھی پیدا ہوتا ہے۔

جناب سپیکر! آپ کے توسط سے وزیر قانون سے میری گزارش ہے کہ اگر وہ اس نام کو withdraw کر لیں یا ہم نے جو نام پیش کیا ہے اسے قبول کر لیں تو ساری قوم اسے قبول کرے گی یا ابھی

بیٹھے بیٹھے پاکستان مسلم لیگ کے ان لیڈروں میں سے جنہوں نے اس ملک کو بنانے کے حوالے سے بڑی قربانیاں دی ہیں ان میں سے کسی کا نام propose کر دیں گے تو انشاء اللہ ہم اسے قبول کر لیں گے اور ہم اس میں کوئی reservation نہیں رکھیں گے۔ مجھے آپ کے توسط سے اس حوالے سے یہ چند گزارشات ایوان میں بائیں جانب بیٹھے ہوئے گورنمنٹ کے ساتھیوں کی خدمت میں عرض کرنی تھیں۔ بہت شکریہ

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! میں آپ کو انتہائی سچائی کے ساتھ بتا رہا ہوں کہ ہم جو قوم کی خدمت کرنے کے لئے یہ یونیورسٹی بنانے جا رہے ہیں اسے غیر متنازع بنانے کے لئے ہم نے انتہائی خلوص اور ایمانداری سے یہ amendment دی ہے۔ ہمارا کسی شخصیت کے ساتھ کسی قسم کا سیاسی اختلاف بنیاد نہیں ہے۔ یہ نہیں ہے کہ خدانخواستہ ہمیں نواز شریف صاحب کا نام پسند نہیں یا نواز شریف یونیورسٹی نہ بنے بلکہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ ایک ایسا کام جو کہ اس ملک کی بہتری کے لئے ہو ہم اسے appreciate کرتے ہیں لیکن اس میں کم سے کم متنازع چیزیں آئیں۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم نے جو قائداعظم کا نام دیا ہے صرف اس وجہ سے دیا ہے کہ ہماری قوم کے لئے قائداعظم کی وہ واحد شخصیت ہے جس کے ساتھ کوئی بھی شخص اختلاف کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا۔ میں پہلے تو یہ چیز clear کر دوں کہ ہمارے اس خلوص کو، ہماری اس ایماندارانہ کاوش کو اس تناظر میں نہ دیکھا جائے کہ ہم میاں محمد نواز شریف کی مخالفت کر رہے ہیں بلکہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ یہ ایک تعلیمی ادارہ ہے اور یہ سب کا ہے اس میں کوئی discrimination نہیں ہے کہ یہ (ن) لیگ نے بنایا ہے تو (ن) لیگ والے ہی پڑھیں گے، پیپلز پارٹی یا پی ٹی آئی کے پڑھیں گے۔ ہم تو سیاست سے اوپر رہ کر بات کرنا چاہتے ہیں، ہمیں کچھ ایسے کام کرنے چاہئیں جو ہماری پارٹی سیاست، ہمارے ذاتی مفادات، ذاتی شہرت سے اوپر اٹھ کر اس قوم کے لئے اور خصوصی طور پر اس قوم کے بچوں کے مفاد میں ہوں۔ اگر ہم اتنے اچھے کام کو ایک نام کی وجہ سے متنازع بنا رہے ہیں تو یہ کوئی دانشمندانہ فیصلہ نہیں ہے۔ ماشاء اللہ میاں محمد نواز شریف بہت بڑے لیڈر ہیں پاکستان میں بڑی چیزیں ان کے نام پر ہیں لیکن خدا کے لئے تعلیم کے شعبے کو غیر سیاسی اور غیر متنازع رہنے دیں۔ اگر آپ اس میں قائداعظم کا نام رکھ لیں گے تو میرا نہیں خیال کہ اس میں کسی کی سبکی ہو گی۔ ہم میں سے کوئی بھی claim نہیں کر سکتا کہ شاید قائداعظم سے کوئی بڑا لیڈر پاکستان میں ہے۔ ہاں اگر ہم اس کی جگہ کوئی سیاسی مفاد لینا چاہتے یا کوئی سیاسی نام دینا چاہتے تو پھر آپ کہہ سکتے تھے لیکن ہم نے تو ایسا غیر متنازع نام دیا ہے جس میں آپ کو یقین ہونا چاہئے کہ ہمارا پورا

خلوص شامل تھا، ہماری پوری دیانتدارانہ رائے تھی کہ تعلیم کے شعبے کو سیاست میں ملوث نہیں کرنا چاہئے اور میں بائیں ہاتھ پر بیٹھے اپنے دوستوں سے امید رکھتا ہوں کہ یہ ہماری اس تجویزاور ترمیم کو سیاست کی نذر نہیں کریں گے بلکہ سیاست سے اوپر اٹھ کر اس خلوص کو، اس کے پیچھے جو ہماری نیک نیتی ہے اس کے معیار پر رکھیں گے اور قائداعظم کا نام ہی بڑا نام ہے اور اس یونیورسٹی کا نام قائداعظم یونیورسٹی ہی ہونا چاہئے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی لاء منسٹر صاحب!

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون وپارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں یہ عرض کروں گا کہ اپوزیشن کے معزز ممبران نے جو تجویز دی ہے اور اس تجویز کے arguments کے طور پر انہوں نے یہ فرمایا کہ قائداعظم کا نام رکھا جائے اور اسے اس طرح سے dispute نہ کیا جائے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ غیر متنازع نام ہے اور پاکستان جب تک قائم رہے گا قائداعظم اور علامہ اقبال کے ناموں کو کوئی dispute نہیں کر سکتا لیکن انہوں نے یہاں پر یہ نام دیتے ہوئے یہ بھی نہیں سوچا کہ قائداعظم کے نام سے already ایک یونیورسٹی پاکستان میں موجود ہے اور ایک ہی نام سے دو مختلف institutions کو منسوب نہیں کیا جا سکتا۔ جہاں تک انہوں نے یہ بات کی ہے کسی حکمران کے نام پر کسی institution کا نام نہیں رکھا جا سکتا تو اس کی مثالیں موجود ہیں۔ فیصل آباد میں ایوب ریسرچ انسٹیٹیوٹ آف ایگریکلچر اس وقت قائم ہوا جب ایوب خان اس ملک کے صدر تھے اور اس کے بعد وہ صدر نہیں رہے لیکن وہ آج بھی ایوب ریسرچ انسٹیٹیوٹ آف ایگریکلچر فیصل آباد میں موجود ہے اور محترم ڈاکٹر صاحب نے جو گردوالی کہانی سنائی ہے وہاں پر تو کوئی ایسا نہیں دیکھا اور ان کا نام لکھا ہوا ہے۔ اسی طرح سے غلام اسحاق خان نے ساری زندگی سیاست کی اور جنرل ایوب نے بھی سیاست کی۔ غلام اسحاق خان اس وقت ملک کے صدر تھے جب خیبر پختونخواہ میں ان کے نام پر غلام اسحاق خان انسٹیٹیوٹ رکھا گیا۔ پھر ان دونوں صاحبان کی مخالف حکومتیں آئیں یعنی جب جنرل ایوب اقتدار سے محروم ہوئے تو فوراً بعد ان کے جو بدترین مخالف تھے ان کی حکومت آئی لیکن انہوں نے اس نام کو رہنے دیا۔ ٹھیک ہے یہ حکومتوں کا اختیار ہے کہ اگر کوئی کسی نام کو replace کرنا چاہے، change کرنا چاہے تو کر سکتا ہے لیکن اس کے نام کو change نہیں کیا گیا۔ اسی طرح غلام اسحاق خان انسٹیٹیوٹ کا آج بھی نام غلام اسحاق خان سے ہی منسوب ہے اور اس کو کسی نے تبدیل نہیں کیا حالانکہ ان کے اقتدار سے جانے کے بعد بھی ایسے لوگوں یا جماعتوں کی حکومت رہی ہے جو ان سے متفق نہیں تھے یا ان کے مخالف تھے

اور جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ کیا میاں محمد نواز شریف صرف وزیر اعظم ہیں،ان کا اس ملک یا قوم سے respect کا جو رشتہ بنتا ہے وہ صرف اس بات کا ہے کہ وہ ایک سیاسی جماعت کے سربراہ ہیں یا اس ملک کے تین مرتبہ وزیر اعظم رہے ہیں؟ نہیں، معاملات اس سے تھوڑے مختلف ہیں۔ میں اس بات کو قطعی طور پر discredit کرتا ہوں اور نہ ہی اس بات سے انکار کرتا ہوں کہ اس ملک کے ایٹمی قوت بننے کے عمل کا آغاز 70 کی دہائی میں ذوالفقار علی بھٹو نے بطور وزیر اعظم کیا تھا لیکن 28۔ مئی 1998 تک یہ ملک ایٹمی قوت نہیں تھا۔ یہ ملک ایٹمی قوت بننے کی capacity رکھتا تھا یا نہیں یہ کسی کو معلوم نہیں ہے لیکن 28۔ مئی 1998 تک یہ ملک ایٹمی قوت نہیں تھا۔ یہاں پر ایسی مثالیں موجود ہیں کہ جن کے سینے تمغہ جرأت اور ستارہ جرأت سے بھرے پڑے ہیں وہ ایک اسسٹنٹ سیکرٹری آف سٹیٹ کے فون پر ڈھیر ہو گئے۔ انہوں نے وہی کچھ کیا جو کہ امریکہ نے انہیں dictate کیا۔ اس کے برعکس یہ ویسٹ کوٹ، شلوار قمیض پہننے والا قوم کا وہ لیڈر ہے کہ جس کو امریکہ کے صدر نے پانچ ٹیلیفون کئے اور اس نے چھ ایٹمی دھماکے کر کے پاکستان کو ایٹمی قوت بنایا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! پاکستان 28۔ مئی 1998 کو مسلم دنیا کا پہلا ایٹمی قوت حاصل کرنے والا ملک بنا۔ اس دن نہ صرف پورے ملک بلکہ ساری دنیا کے مسلمانوں نے خوشی منائی۔ میں سمجھتا ہوں کہ جس دن پاکستان ایٹمی قوت بنا اس روز پورے عالم اسلام کا سر فخر سے بلند ہوا تو ان چیزوں کو مخالفت کی بناء پر تبدیل نہیں کیا جا سکتا کیونکہ یہ ground realities ہیں۔ 14۔ اگست 1947 کو قوم نے قائداعظم کی سربراہی میں تخلیق پاکستان کے خواب کی تکمیل ہوتے دیکھی لیکن استحکام پاکستان کا خواب 28۔ مئی 1998 کو پورا ہوا اور اس کا سہرا میاں محمد نواز شریف کے سر ہے۔ میں نے اس حوالے سے غلام اسحاق خان اور جنرل ایوب کی مثالیں بھی دی ہیں۔ یہ کوئی ایسی چیز نہیں جو کہ ہٹ کر ہو اس لئے میں معزز ایوان سے یہ درخواست کروں گا کہ اس تحریک کو vote out کیا جائے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میں صرف ایک چھوٹی سی گزارش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحب! مہربانی کر کے تشریف رکھیں۔ اب آپ اس پر بات نہیں کر سکتے کیونکہ میں question put کرنے لگا ہوں۔

The motion moved and the question is:

"That in Clause 3 of the Bill, in sub-Clause (1), for the words "Muhammad Nawaz Shareef", the word "Quaid-e-Azam" be substituted."

(The motion was lost.)

ڈاکٹر مراد راس: دیکھیں، اس پر مجھے ایک منٹ بات کرنے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحب! اس موقع پر آپ بات نہیں کر سکتے اس لئے مہربانی کر کے تشریف رکھیں۔

Now, the question is:

"That Clause 3 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 4

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is:

"That Clause 4 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! اگر ہسٹری میں غلط چیزیں ہوتی رہی ہیں تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہم بھی وہ کرتے رہیں اور انہیں ٹھیک نہ کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحب! مہربانی کر دیں۔ جب question put ہو جائے تو پھر تقریر نہیں ہو سکتی لہذا مجھے rules کے مطابق چلنے دیں۔

CLAUSE 5

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 5 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is:

"That Clause 5 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 6

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 6 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is:

"That Clause 6 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 7

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 7 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is:

"That Clause 7 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 8

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 8 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is:

"That Clause 8 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 9

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 9 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is:

"That Clause 9 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 10

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 10 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is:

"That Clause 10 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 11

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 11 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from:

Mian Mehmood-ur-Rasheed, Ch. Moonis Elahi, Sardar Vickas Hassan Mokal, Ch. Aamir Sultan Cheema, Dr. Syed Waseem Akhtar, Qazi Ahmad Saeed, Mian Muhammad Aslam Iqbal, Sardar Muhammad Asif Nakai, Dr Muhammad Afzal, Mr Ahmad Shah Khagga, Ms Baasima Chaudhary, Ms Jayeda Khalid Khan, Mr Muhammad Siddique Khan, Dr Murad Raas, Malik Taimoor Masood, Mr Asif Mehmood, Raja Rashid Hafeez, Mr Ejaz Khan, Mr Muhammad Arif Abbasi, Mr Ejaz Hussain Bukhari, Dr Salah-ud-Din Khan, Mr Ahmad Khan Bhacher, Mr Muhammad Sibtain Khan, Mr Masood Shafqat, Mr Zaheer-ud-Din Khan Alizai, Mr Javed Akhtar, Mr Waheed Asghar Dogar, Mr Khan Muhammad Jahanzaib Khan Khichi, Mr Abdul Majeed Khan Niazi, Mian Mumtaz Ahmad Maharwi, Mrs Saadia Sohail Rana, Dr Nausheen Hamid, Mrs Raheela Anwar, Ms Nabila Hakim Ali Khan, Mrs Naheed Naeem, Ms Shunila Ruth, Sardar Shahab-ud-Din Khan and Mrs Faiza Ahmed Malik. Who is to move it?

DR NAUSHEEN HAMID: Mr Speaker! I move:

> "That in Clause 11 of the Bill, for the words "Search Committee", wherever occur, the words "Identification and Evaluation Committee" be substituted."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> "That in Clause 11 of the Bill, for the words "Search Committee", wherever occur, the words "Identification and Evaluation Committee" be substituted."

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): I oppose.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحبہ!

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! اس کمیٹی کا جو job define کیا گیا وہ recommendations for the appointment of the Vice Chancellor ہے۔ اس کا دوسرا کام to identify the panel of persons for the post of Vice Chancellor. ہے۔ میرا خیال ہے کہ یہ ایک بہت ہی بے ضرر سی ترمیم دی گئی ہے۔ اس نام سے purpose of the Committee زیادہ clarity کے ساتھ سمجھ آئے گا اور ویسے بھی word "Search" اس کے مقصد کو define نہیں کرتا اس لئے اگر ہم "Identification and Evaluation Committee" کے words use کر لیں تو زیادہ اچھا impression ہو گا۔ بہت شکریہ

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میں نے صرف یہ comment دینا ہے کہ "Search" بڑا generalize لفظ ہے۔ لفظ "Search" کے ساتھ کوئی چیز define نہیں کی گئی۔ It is just search. اگر ہم Identification and evaluation کے الفاظ استعمال کریں گے تو اس کی وضاحت ہو جائے گی کہ ہم کس چیز کے لئے وہ کمیٹی بنا رہے ہیں۔ "Search" is very generalize word. اور Search Committee تو کچھ بھی search کر سکتی ہے۔ جب تک وہ identify نہیں کرے گا کہ کس بندے کو لگانا ہے، وہ بندہ اس معیار پر اترتا ہے یا نہیں اور اس کی qualification ہے یا نہیں؟ That is the most important thing. وہاں پر پہلے وہ بندہ identify کیا جائے کہ وہ اس قابل ہے یا نہیں ہے جس پوسٹ پر اُس کو لگانا ہے۔ نام تبدیل کرنے کا کوئی اتنا بڑا issue نہیں ہے۔ It is only کہ وہ کمیٹی represent تو کر سکے جو ہم نے اُس کا exact نام رکھنا ہے۔ بہت شکریہ

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ڈاکٹر مراد راس صاحب نے جو بات کی ہے یہ درست ہے کہ نام سے تو اس کے functions change نہیں ہوتے لیکن internationally, Search Committee and Evaluation Committee یہ دونوں نام ہی استعمال ہوتے ہیں۔ اس میں identification کا کوئی ایسا معاملہ نہیں ہے لیکن اس میں technically رکاوٹ یہ ہے کہ ہماری تمام یونیورسٹیوں کے قوانین میں Search Committee کا ہی نام استعمال کیا گیا ہے۔ اس نام سے لوگ بخوبی واقف ہیں، یہ نام familiar ہے اور اس ایک جگہ پر یہ نام تبدیل کرنے سے باقی تمام جگہوں پر effect otherwise ہو گا۔

MR DEPUTY SPEAKER: The amendment moved and the question is:

"That in Clause 11 of the Bill for the words "Search Committee", wherever occur, the words "Identification and Evaluation Committee" be substituted."

(The motion was lost.)

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the question is:

"That the Clause 11 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 12

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 12 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is:

"That the Clause 12 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 13

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 13 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is:

"That the Clause 13 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 14

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 14 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is:

"That the Clause 14 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 15

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 15 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is:

"That the Clause 15 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 16

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 16 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is:

"That the Clause 16 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 17

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 17 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is:

"That the Clause 17 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 18

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 18 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is:

"That the Clause 18 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 19

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 19 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from: Mian Mehmood-ur-Rasheed. Ch. Moonis Elahi, Sardar Vickas Hassan Mokal, Ch. Aamir Sultan Cheema, Dr Syed Waseem Akhtar, Qazi Ahmad Saeed, Mian Muhammad Aslam Iqbal, Sardar Muhammad Asif Nakai, Dr Muhammad Afzal, Mr Ahmad Shah Khagga, Ms Baasima Chaudhary, Ms Jayeda Khalid Khan, Mr Muhammad Siddique Khan, Dr Murad Raas, Malik Taimoor Masood, Mr Asif Mehmood, Raja Rashid Hafeez, Mr Ejaz Khan, Mr Muhammad Arif Abbasi, Mr Ejaz Hussain Bukhari, Dr Salah-ud-Din Khan, Mr Ahmad Khan Bhacher, Mr Muhammad Sibtain Khan. Mr Masood Shafqat. Mr Zaheer-ud-Din Khan Alizai, Mr Javed Akhtar, Mr Waheed Asghar Dogar, Mr Khan Muhammad Jahanzaib Khan Khichi, Mr Abdul Majeed

Khan Niazi, Mian Mumtaz Ahmad Maharwi, Mrs Saadia Sohail Rana, Dr Nausheen Hamid, Mrs Raheela Anwar, Ms Nabila Hakim Ali Khan, Mrs Naheed Naeem, Ms Shunila Ruth, Sardar Shahab-ud-Din Khan, Mrs Faiza Ahmed Malik. Any mover may move it?

MRS SAADIA SOHAIL RANA: Mr Speaker! I move:

> "That in Clause 19 of the Bill, in sub-Clause (1), after para(e), the following new paras be added and subsequent paras be renumbered accordingly.
>
> "(f) Discipline Committee;
>
> (g) University Students, Union;"

MR DEPUTY SPEAKER: The amendment moved is:

> "That in Clause 19 of the Bill, in sub-Clause (1), after para (e), the following new paras be added and subsequent paras be renumbered accordingly.
>
> "(f) Discipline Committee;
>
> (g) University Students, Union;"

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I oppose.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! میں پہلے Discipline Committee کی بات کرتی ہوں کہ اگر کسی بھی institute میں Discipline Committees ہوں گی تو وہاں کے discipline کو maintain کرنے کے لئے check and balance بہت ضروری ہے کیونکہ اداروں میں جو خرابیاں اور مسائل پیدا ہوتے ہیں وہ یہی ہیں کہ خاص طور پر ہمارے یہاں اداروں میں discipline نام کی کوئی چیز نہیں رہی جبکہ قائداعظم محمد علی جناح بھی discipline پر بہت زیادہ زور دیتے تھے اور اگر ہم آج اس چیز کو اپنے اداروں میں شامل نہیں کریں گے تو اس چیز کا already بہت فقدان پیدا ہو چکا ہے اور یہ بہت بے ضرر سی چیزیں ہیں۔ I think اگر ہم نے پہلے کسی ادارے میں یہ چیزیں نہیں دیں تو

ہمیں نئی اچھی چیزیں دینے میں کوئی harm نہیں ہے اور یہ بالکل harmless amendments ہیں اگر ان کو کر لیا جائے تو یہ ادارے کی بہتری کے کام آئیں گی۔ جہاں تک Universities کا تعلق ہے میری نظر میں ایسے بہت سارے رہنما ہیں جو Students Unions Students Union سے آگے بڑھ کر National and International Leaders بنے تو یہ nurseries ہیں جہاں سے leadership develop ہوتی ہے۔ میرے خیال میں یہ بہت ضروری ہے کہ ہماری آئندہ کی جو leadership ہے اُن کی یونیورسٹیوں سے ٹریننگ شروع کریں۔ اگر یہ authority کا حصہ بنتے ہیں تو ان میں sense of responsibility بھی آئے گی اور اُن کو پتا چلے گا کہ انہوں نے آگے اس ملک کی باگ ڈور سنبھالنی ہے تو جب وہ اپنے ادارے سے یہ ٹریننگ لینا شروع کریں گے اور پھر یونیورسٹیوں پر بھی لازم ہوگا کہ وہ باقاعدہ ان کے الیکشن کرائے اور انہوں نے مستقبل میں جس جمہوری procedure کا حصہ بننا ہے اگر یہ اپنی یونیورسٹیوں اور تعلیمی اداروں سے ٹریننگ لے کر آئیں گے تو یہ ایک بہت اچھا addition ہوگا اور یہ ضروری نہیں ہے کہ یہ ہماری انا کا مسئلہ ہے کہ ہم نے حزب اختلاف کی کسی بھی amendment پر no ہی بولنا ہے۔ یہاں حزب اقتدار کے بنچوں پر بیٹھے ہوئے بہت سے لوگ میری بات سے اتفاق کریں گے لیکن مجھے افسوس ہے کہ وہ ہمارے ساتھ کھڑے نہیں ہوں گے۔ بہت شکریہ

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ Chapter-4. Authorities of the Universities ہے ان میں

Syndicate, Academic Council, Board of Faculties, Board of Advance Studies and Research, Selection Board, Finance and Planning Committee

اور (g) میں لکھا ہے .Such other authority as may be prescribed اس میں تو پھر straight away یہ لکھ دیتے کہ Any authority as may be prescribed تو سارا مسئلہ حل ہو جاتا اور جب بھی وقتاً فوقتاً کوئی بھی ضرورت پیدا ہو جاتی تو اُس کے نتیجے کے اندر وائس چانسلر صاحب authorities بناتے رہتے اور معاملہ چلتا رہتا لیکن ظاہر ہے اس حوالہ سے ماضی کے تجربہ کے حوالے سے اس میں جو authorities دے دی گئی ہیں یہ ٹھیک ہے اس کو ہم اس حوالے سے پوری طرح favour کرتے ہیں لیکن یہ بھی بالکل clear ہے کہ ظاہر ہے ایک اتنا بڑا ادارہ بنتا ہے اور اُس میں

مختلف ایسے معاملات create ہوتے رہتے ہیں جو general norms سے ہٹ کر ہوتے ہیں اور اس میں ضرورت اس بات کی ہے کہ باضابطہ طور پر statues کے اندر کوئی ایسی کمیٹی موجود ہو جو اس ایکٹ کے تحت وجود میں آ جائے۔ جب یہ ساری چیزیں بنیں گی جو ضروری اوپر لکھی ہوئی ہیں تو اُس میں جب یہ کمیٹی بھی بن جائے گی تو باقاعدہ اس کمیٹی کی ایک authority ہو گی، کمیٹی کا ایک decorum ہو گا، کمیٹی کا ایک وزن ہو گا لیکن ہمارے ہاں ہوتا ہے کہ جب آپ چیزیں as may be prescribed چھوڑ دیتے ہیں تو جب کوئی issue arise ہوتا ہے مثلاً وائس چانسلر صاحب کی کسی ٹیچر کے ساتھ نہیں بنتی ہے تو اب یہاں پر اس حوالے سے کوئی چیز prescribed نہیں ہے اُس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ وہ اپنی مرضی کے ساتھ as may be prescribed ایک کمیٹی بنا دیں گے۔ وہ کمیٹی اپنے اُن لوگوں پر مشتمل ہو گی جو اُن کی kitchen cabinet کے لوگ ہوں گے اور یونیورسٹی کے وائس چانسلر کے اختیارات ویسے بھی اتنے زیادہ ہوتے ہیں کہ وہاں پر پڑھاتے پڑھاتے جو لوگ لیکچرار، اسسٹنٹ پروفیسر، پروفیسر، چیئرمین، پھر ڈین بنتے ہیں میرا ذاتی تجربہ ہے، آپ کا بھی تجربہ ہو گا اور ایوان کے باقی ممبران کا بھی اس حوالے سے تجربہ موجود ہو گا کہ وائس چانسلر سے بعض اوقات ملاقات کے لئے جانا ہوتا ہے تو ہم دیکھتے ہیں کہ ان کا فیکلٹی سینئر ممبر آیا بیٹھا ہوتا ہے تو بھیگی بلی بنا بیٹھا ہوتا ہے۔ ان سے جب عام پرائیویٹ لوگ ملتے ہیں تو وہ بڑے اچھے طریقے سے normal طریقے سے بات کرتا ہے لیکن جب وائس چانسلر کے سامنے بیٹھا ہوتا ہے تو ایسے گھٹا بیٹھا ہوتا ہے کہ اس کی گچی میں سے آواز ہی نہیں نکل رہی ہوتی۔ وہ وائس چانسلر کے حوالے سے خوفزدہ اور دباؤ کا شکار ہوتا ہے اس لئے جب وہ اپنی مرضی سے کوئی کمیٹی بنائے گا اور off hand direction بھی دے گا کہ اس میں یہ کرنا ہے۔ اس طرح وہ ایک hand pick کمیٹی بن جائے گی جس میں وائس چانسلر اپنی مرضی کے مطابق جس کو اوپر نیچے کرنا چاہیں گے تو کر لیں گے۔ میں نے جو بات کی ہے اس کو پورے تجربے کی روشنی میں آپ کی خدمت میں عرض کر رہا ہوں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جب آپ ایک ڈسپلن کمیٹی باضابطہ طور پر اس statues میں شامل کر دیں گے تو پھر اس کو undo کرنا اور اپنی مرضی سے آگے پیچھے کرنا وائس چانسلر کے اختیار میں نہیں ہو گا۔ آپ نے سنڈیکیٹ کی کلاز میں "J" تک prescribe کر دیا ہے کہ یہ لوگ اس میں شامل ہوں گے اس کے نتیجے میں جب یہ لوگ اس میں بیٹھیں گے تو وائس چانسلر مجبور ہوں گے کہ یہ سنڈیکیٹ بیٹھی ہے اس کے مطابق انہوں نے behave کرنا ہے اس لئے ہم دیکھتے ہیں کہ جب سنڈیکیٹ کی میٹنگ ہوتی ہے تو بڑے باضابطہ طریقے سے ہوتی ہے، یہ کمیٹی بڑی اتھارٹی رکھتی ہے، اس کے ممبران اتھارٹی رکھتے ہیں

اور ٹھیک طریقے سے وہاں پر فیصلے کی صورت بنتی ہے۔ وائس چانسلر صاحبان کو وہاں پر ایک دائرے کے اندر رہنا پڑتا ہے۔ مجھے خود اس کا تجربہ ہے کہ پچھلے دور حکومت میں جب کنگ ایڈورڈ میڈیکل یونیورسٹی بنی تھی تو سپیکر صاحب نے مجھے ڈاکٹر ہونے کی وجہ سے pioneer committee کے لئے نامزد کیا تھا۔ مجھے وہاں جانے کا اتفاق ہوا تو بیشتر اوقات وائس چانسلر اپنی اتھارٹی رکھنے کے باوجود جب وہ سنڈیکیٹ کے اندر بیٹھے ہوتے تھے تو وہاں ممبران حاوی لگتے تھے۔ ان میں ہائی کورٹ کے ایک جج اور دو وائس چانسلر بھی ہوتے تھے تو بڑے اچھے طریقے سے smoothly قاعدے قانون کے مطابق فیصلے ہو جاتے تھے اور اس حوالے سے ایک اچھی picture بنتی تھی۔ آپ جب کسی چیز کو vague چھوڑ دیں گے تو وائس چانسلر جو پہلے ہی پردھان منتری ہوتے ہیں، میں نے پہلے بھی ذکر کیا ہے کہ یونیورسٹی میں دو خدا ہوتے ہیں ایک خدا وہ اور دوسرا ان کا وائس چانسلر ہوتا ہے۔ وہ کیسے معاملات کو سیدھا کر سکتے ہیں؟ ظاہر ہے کہ جو وائس چانسلر direction دیں گے کہ میں نے یہ کمیٹی بنادی ہے یہ ٹھیک کام نہیں کر رہا اس کو نکالنا ہے تو ہیر پھیر کر کے اپنی مرضی کی recommendations دے دیتی ہیں۔ میں اس حوالے سے تجربے کی بنیاد پر اس ایوان کے ممبران کے لئے آپ کی وساطت سے یہ کہہ رہا ہوں۔

جناب سپیکر! ہم نے دوسرا ادارہ جو اس کے اندر ڈالنے کی کوشش کی ہے وہ سٹوڈنٹس یونین ہے۔ اس حوالے سے سب لوگ باہر تو بات کرتے ہیں کہ ہمارے ہاں alternate leadership بھی develop ہونی چاہئے۔ میں گورنمنٹ پارٹی کے حوالے سے عرض کروں گا کہ پاکستان مسلم لیگ (ن) کے اندر وفاقی کابینہ میں جو زوردار نام ہیں اور جو محنت سے کام کر رہے ہیں مثلاً احسن اقبال صاحب ہیں میری بھی ان سے میل ملاقات رہتی ہے۔ وہ سٹوڈنٹس یونین کے صدر رہے ہیں۔ وہ بڑے composed اور اچھے طریقے سے بات کرتے ہیں، analyze کرتے ہیں اور اس وقت بھی ایک vision پر کام کر رہے ہیں۔ اسی طرح خواجہ سعد رفیق صاحب ہیں جو سٹوڈنٹس یونین میں حصہ لیتے رہے ہیں۔ اب ریلوے کا محکمہ جس کی کوئی کل سیدھی نہیں اس پر وہ محنت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ یہ جو leadership کی qualities ہیں تو یہی سیکھنے کی عمر ہوتی ہے۔ یہ اس حوالے سے اچھی عمر ہوتی ہے کہ یونیورسٹیوں میں آدمی mature بھی ہوا ہوتا ہے، graduation کے بعد آتا ہے اور ان کا confidence بھی develop ہوتا ہے۔ آپ بھی اس حوالے سے تجربہ رکھتے ہیں کہ جب آدمی ایک elected forum میں جاتا ہے تو اس میں confidence develop ہوتا ہے اور یہیں سے بڑے بڑے نام پاکستان کی سیاست کے اندر آئے ہیں جنہوں نے contribute کیا ہے۔ اس وقت صورتحال یہ

ہے کہ صرف اس خوفزدگی سے کہ سٹوڈنٹس یونین ہوں گی،اس کے خلاف بھی دلائل دیئے جا سکتے ہیں کہ سٹوڈنٹس یونین کی وجہ سے لڑائی جھگڑا ہوتا ہے لیکن جب انصاف کا قانون ہوتا ہے تو یہ چیزیں سنبھالی جا سکتی ہیں۔ دنیا میں جو ترقی یافتہ ممالک ہیں وہاں پر وہ یونیورسٹیوں میں سٹوڈنٹس یونین رکھتے ہیں اور ان کے ذریعے سے چیزوں کو regulate کرتے ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر ہم باقاعدہ اسے ایک ادارے کے طور پر authorities میں شامل کر دیں گے تو یونیورسٹیوں کے لئے یہ ایک mandatory provision ہو جائے گی کہ انہیں سٹوڈنٹس یونینز کے الیکشن کرانے پڑیں گے۔ اس کے نتیجے میں ایک اچھی قیادت groom ہونا شروع ہو جائے گی۔ اب اگر رانا صاحب یہ دلائل دیں کہ یہ یہ یونینز کی طرف سے ہوتا ہے تو پھر ہر ادارے کے حوالے سے منفی اور مثبت باتیں سامنے آ سکتی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ تو رانا صاحب کے اپنے دلائل ہوں گے۔ آپ اپنی بات کریں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں نے پرسوں ایک بات کی تھی کہ ایک سینئر پولیس آفیسر ڈی آئی جی رینک کے تھے۔ انہوں نے مجھے کہا کہ ڈاکٹر صاحب یہ محکمہ ٹھیک نہیں ہو سکتا، میں خود وردی میں ہوں، star لگے ہوئے ہیں، میں نے اٹھارہ اُنیس سال کی سروس کر لی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں تجربے کی بات آپ سے کہہ رہا ہوں کہ آپ سپاہی سے لے کر آئی جی تک تمام کو محکمہ سے برخاست کریں چھ مہینے میں کچھ نہیں ہوتا پنجاب کے لوگ اپنے آپ کو سنبھال لیں گے alternate force develop کریں۔ یہ پھر یہ بات بھی کر سکتے ہیں کہ آپ الیکشن نہیں کرانا چاہتے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ رانا صاحب کو موقع دیں گے تو وہ یہ بات خود کر لیں گے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: میں foresee کر رہا ہوں کہ رانا صاحب نے اس حوالے سے کیا کیا کہنا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ ان کو موقع دیں تو بہتر ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: رانا صاحب ماشاء اللہ بہت کچھ کہتے ہیں۔ ہم نے ان کو ایوان کے اِدھر بھی دیکھا ہے انہوں نے وخت ڈالا ہوتا تھا۔ اب یہ اُس طرف موجود ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب آپ کا جواب دینے کے لئے بے تاب ہیں۔ آپ مہربانی کریں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! ان کی صلاحیتیں بڑی ٹھٹھر گئی ہیں۔ ہم اِن کو اُسی جوبن میں دیکھنا چاہتے ہیں لیکن مجبوری یہ ہے کہ اب ان کے ہاتھوں اور گلے میں جسے اقتدار کی گُگی کہتے ہیں وہ آ گئی ہے ورنہ ہم تو ان کے معترف ہیں۔ یہ اس حوالے سے اس ایوان میں سب سے زیادہ تجربہ کار ہیں۔

جناب سپیکر! میں یہ گزارش کروں گا کہ ڈسپلن کمیٹی اور سٹوڈنٹس یونین کو authorities میں ڈال دیا جائے تو یہ اس حوالے سے بڑا کار خیر ہو گا۔ یہ دو مضبوط ادارے جن میں سے ایک نے leadership develop کرنی ہے اور ایک نے یونیورسٹی کے اندر لاء اینڈ آرڈر کو برقرار رکھنا اور غلط کاریوں کی روک تھام کرنی ہے۔ اگر یہ دو مضبوط ادارے یونیورسٹی کے اندر بن جائیں گے تو یہ یونیورسٹی کے لئے بہت اچھا ہو گا۔ یہ اب تجربہ کر لیں اگر کوئی صورت خراب ہو تو پھر نئی ترمیم لا کر اس کو waive off یا ختم بھی کیا جا سکتا ہے۔ میں پورے ایوان سے اور رانا صاحب سے خصوصاً یہ گزارش کروں گا کہ جانے دیں، ایک دفعہ تجربہ کر لیں اس میں بھی کوئی مضایقہ نہیں ہے۔ یہ بھی ایک اچھی روایت اس حوالے سے بن جائے گی۔ بہت شکریہ

میاں مناظر حسین رانجھا: جناب سپیکر! انہوں نے دو خدا کی بات کی ہے جو بہت غلط ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! غالباً رانجھا صاحب بھی شاید اسی بات پر معترض تھے۔ میرے بھائی ڈاکٹر وسیم صاحب نے یہ بات کی کہ یونیورسٹی میں دو خدا ہوتے ہیں۔ ایک خدا ہوتا ہے اور دوسرا انہوں نے وائس چانسلر کو خدا منسوب کیا۔ حالانکہ ان کو پتا ہے کہ پنجاب یونیورسٹی میں ان خداؤں کو اسلامی جمعیت طلباء نے کبھی مانا ہی نہیں ہے اور ان خداؤں کا جو حشر پنجاب یونیورسٹی میں ہوتا رہا ہے ڈاکٹر صاحب مجھ سے زیادہ بہتر جانتے ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحب! اُن کو بات کرنے دیں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! وہ تو آپ نے بات کی ہے تو میں نے حوالہ دیا ہے۔ جس طرح سے آپ نے ایک اور بات کی ہے کہ میں فلاں دفتر میں گیا تو وہاں مجھے ایک پولیس افسر ملے، اُن کے کندھوں پر star بھی لگے ہوئے تھے، یہ بھی تھا، وہ بھی تھا اور وہ پولیس افسر کہنے لگے کہ یہ محکمہ ٹھیک نہیں ہو سکتا اس لئے آپ اس کو ختم کر دیں۔ ہو سکتا ہے کہ اس پولیس افسر کو اپنی مرضی کی کوئی بہتر posting نہ ملی ہو۔ اگر ڈاکٹر صاحب اس کا نام مجھے بتا دیں تو ہم اس آدمی سے کم از کم یہ کہیں کہ پہلے تم تو استعفیٰ دو تاکہ ایک آدمی کی کمی تم کرو۔ (نعرہ ہائے تحسین)

اس قسم کی باتیں حوالہ دینے کی حد تک ٹھیک ہیں لیکن میں آپ سے یہ عرض کروں گا کہ ہم legislation کر رہے ہیں۔ اس Bill کی Clause 4: Functions of the University سے متعلق ہے جس کی sub-Clause (1)(q) میں ہے کہ:

(q) maintain order, discipline and security in a campus of the University;

یہ یونیورسٹی کی بنیادی ذمہ داری ہے جس کو پورا کرنے کے لئے یونیورسٹی اپنے Rules and Regulations میں Discipline Committee ایک سے زیادہ بنا سکتی ہے بلکہ یہ Discipline Committees بنائی جاتی ہیں اور اس میں ایسی کوئی قدغن نہیں ہے۔ بنیادی طور پر یہ یونیورسٹی کے functions میں ہے اور یونیورسٹیاں اپنے Rules میں ان functions کو carry out کرنے کے لئے Discipline Committees بناتی ہیں۔ باقی جہاں تک انہوں نے student unions کی بات کی ہے تو student unions کو اس Bill میں بنانے پر کوئی قدغن نہیں ہے۔ چونکہ یونیورسٹیاں semi autonomous bodies ہیں اس لئے کوئی یونیورسٹی اگر اپنے طور پر مناسب سمجھے تو وہ اپنے طریق کار کے مطابق student union بنا سکتی ہے جس کی ممانعت کوئی نہیں ہے لیکن ہم ان اداروں کو force بھی نہیں کر سکتے کہ آپ لازمی طور پر student unions بنائیں۔ اگر ہم اس amendment کو carry کریں تو پھر یہ لازم ہو جائے گا لہذا ان اداروں کو force کرنا مناسب نہیں ہے کیونکہ یہ autonomous bodies ہیں۔ وہ اپنے طور پر بنانا چاہیں تو بنا سکتی ہیں لیکن اس Bill میں کوئی قدغن نہیں ہے۔

MR DEPUTY SPEAKER: The amendment moved and the question is:

"That in Clause 19 of the Bill, in sub-Clause (1), after para (e), the following new paras be added and subsequent paras be renumbered accordingly:

"(f) Discipline Committee;

(g) University Students Union;"

(The motion was lost.)

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the question is:

"That Clause 19 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 20

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 20 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from: Mian Mehmood-ur-Rasheed, Ch. Moonis Elahi, Sardar Vickas Hassan Mokal….

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ جو amendment ہے اس کو یہ معزز ایوان پہلے vote out کر چکا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! پہلے میں یہ پڑھ دیتا ہوں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ one representative of University Students Union کی بات کرتی ہے لہذا اسے آپ دیکھ لیں۔

MR DEPUTY SPEAKER: Since this amendment is substantially identical to the amendment which has been lost, therefore, the same is inadmissible under Rules 106(b) and 198(4) and it is ruled out of order.

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس پر بات ہو گئی ہے اور اب میں اس پر کہہ چکا ہوں۔ مہربانی کریں۔

Now, the question is:

"That Clause 20 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 21

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 21 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is:

"That Clause 21 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میری ایک گزارش سن لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحب! پلیز تشریف رکھیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! یہ غلط طریق کار ہے۔ میں اس پر احتجاج کرتا ہوں اور واک آؤٹ کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحب! پلیز تشریف رکھیں۔

(اس مرحلہ پر ڈاکٹر سید وسیم اختر احتجاجاً ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

CLAUSE 22

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 22 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is:

"That Clause 22 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 23

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 23 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is:

"That Clause 23 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 24

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 24 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is:

"That Clause 24 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 25

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 25 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is:

"That Clause 25 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 26

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 26 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is:

"That Clause 26 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 27

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 27 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is:

"That Clause 27 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 28

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 28 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is:

"That Clause 28 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 29

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 29 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is:

"That Clause 29 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 30

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 30 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is:

"That Clause 30 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

ADDITION OF NEW CLAUSE 30A

MR DEPUTY SPEAKER: Since this amendment is substantially…

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون وپارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون وپارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر! اس میں بھی students union کی بات ہے۔اب جب قانون میں یہ provide نہیں کیا گیا اور اس ایوان نے بھی formation of students union کو vote out کر دیا ہے تو اس کے بعد اب یہ کہنا کہ students union کا نمائندہ فلاں کمیٹی میں بیٹھے گا تو میں سمجھتا ہوں کہ ڈاکٹر وسیم صاحب کو misunderstanding ہوئی ہے۔جب students union کے وجود کو اس ایوان نے vote out کر دیا ہے تو پھر یہ کہنا کہ اس کے نمائندے کو فلاں کمیٹی کا حصہ بنایا جائے تو یہ اس سے contradict کرتا ہے۔اگر ہم نے قانون میں یہ provide نہیں کیا کہ union نہیں بنائی جا سکتی تو یہ بھی provide نہیں کیا کہ بنائی جا سکتی ہے۔

MR DEPUTY SPEAKER: Since this amendment is substantially identical to the amendment which has been lost, therefore, the same is inadmissible under Rules 106(b) and 198(4) and it is ruled out of order.

CLAUSE 31

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 31 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is:

"That Clause 31 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

ADDITION OF NEW CLAUSE 31A

MR DEPUTY SPEAKER: Since this amendment is substantially identical to the amendment which has been lost, therefore, the same is inadmissible under Rules 106(b) and 198(4) and it is ruled out of order.

ADDITION OF NEW CLAUSE 31B

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Addition of new Clause 31B is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from: Mian Mehmood-ur-Rasheed, Ch. Moonis Elahi, Sardar Vickas Hassan Mokal, Ch. Aamar Sultan Cheema, Dr. Syed Waseem Akhtar, Qazi

Ahmad Saeed, Mian Muhammad Aslam Iqbal, Sardar Muhammad Asif Nakai, Dr. Muhammad Afzal, Mr Ahmad Shah Khagga, Mrs Baasima Chaudhary, Ms Jayeda Khalid Khan, Mr Muhammad Siddique Khan, Dr. Murad Raas, Malik Taimoor Masood, Mr Asif Mehmood, Raja Rashid Hafeez, Mr Ijaz Khan, Mr Muhammad Arif Abbasi, Mr Ejaz Hussain Bukhari, Dr. Salah Ud Din Khan, Mr Ahmad Khan Bhacher, Mr Muhammad Sibtain Khan, Mr Masood Shafqat, Mr Zaheer-ud-Din Khan Alizai, Mr Javed Akhtar, Mr Waheed Asghar Dogar, Mr Khan Muhammad Jahanzaib Khan Khichi, Mr Abdul Majeed Khan Niazi, Mian Mumtaz Ahmad Maharwi, Mrs Saadia Sohail Rana, Dr. Nausheen Hamid, Mrs Raheela Anwar, Ms Nabila Hakim Ali Khan, Mrs Naheed Naeem, Ms Shunila Ruth, Sardar Shahab-ud-Din Khan and Mrs Faiza Ahmed Malik. Any mover may move it!

DR MURAD RAAS: Sir! I move:

> "That in the Bill, the following new Clause 31B be added and subsequent Clauses be renumbered accordingly:-
>
> **"31B. Retirement from service.-** An officer, teacher or other employee of the University shall retire from service-
>
> **(a)** on such date, after he has completed twenty-five years of service qualifying for pension or other retirement benefits as the competent authority may, in the public interest direct, or
>
> **(b)** where no direction is given under sub-Clause (a), on the completion of the sixtieth year of his age.
>
> **Explanation.-** In this section, competent authority" means the appointing authority or a person duly authorized by the appointing authority in that behalf, not

being a person lower in rank to the officer, teacher or other employee concerned."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That in the Bill, the following new Clause 31B be added and subsequent Clauses be renumbered accordingly:-

"31B. Retirement from service.- An officer, teacher or other employee of the University shall retire from service-

where no direction is given under sub-Clause (a), on the completion of the sixtieth year of his age.

(a) on such date, after he has completed twenty-five years of service qualifying for pension or other retirement benefits as the competent authority may, in the public interest direct, or

(b) where no direction is given under sub-Clause (a), on the completion of the sixtieth year of his age.

Explanation.- In this section, "competent authority" means the appointing authority or a person duly authorized by the appointing authority in that behalf, not being a person lower in rank to the officer, teacher or other employee concerned."

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): I oppose.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، کون بات کریں گے۔

ڈاکٹر مراد راس: شکریہ۔جناب سپیکر! اس پر بڑا point self-explanatory ہے جو ہم نے amendment دی ہے کہ any officer or teacher جو اپنا time 25 years of service پورا کر چکا ہے۔

Qualifying for pension or other retirement benefits as competent authority may direct in the public interest.

اس پر ہم صرف یہ جو self-explanatory ہے اس پر ہی ہم کہہ رہے ہیں there should be a retirement for them and everything اور اس میں جو اتھارٹی دینے والی ہے وہ بڑی واضح ہونی چاہئے۔

That "competent authority" means the appointing authority or a person duly authorized by the appointing authority in that behalf, not being a person lower in rank to the officer. So what we are requesting is

کہ اس میں جو amendment ہے کہ:

Any officer or teacher or any other employee…

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر وسیم اختر صاحب واک آؤٹ کر گئے ہیں تو میں وزیر صحت جناب خلیل طاہر سندھو صاحب سے کہتا ہوں کہ وہ انہیں منا کر ایوان میں لائیں۔

(اس مرحلہ پر وزیر صحت جناب خلیل طاہر سندھو ڈاکٹر سید وسیم اختر کو منانے کے لئے ایوان سے باہر تشریف لے گئے)

ڈاکٹر مراد راس: جب وہ 60 سال کے ہو جائیں جو آفیسر، ٹیچر یا دیگر ملازمین تو انہیں ان کی ریٹائرمنٹ کے بعد benefits ملنے چاہئیں اور یہ کون فیصلہ کرے گا تو یہ competent authority decide کرے گی and that competent authority has to be person جو کہ انہیں appoint کرنے کے وقت استعمال کی گئی ہو۔ وہی authority استعمال کرنی چاہئے کہ انہیں ریٹائرمنٹ کے کیا benefits ملنے چاہئیں۔

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون وپارلیمانی امور(راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر! اس پر میں ڈاکٹر صاحب کی خدمت میں یہ عرض کروں گا Chapter 4 جو ہے وہ بڑا comprehensive ہے اور وہ ان تمام معاملات کو deal کرتا ہے اس قسم کی amendments سے یونیورسٹیوں کے پاس جو space ہے اور اس میں چونکہ یونیورسٹی کے سارے ملازمین مستقل بنیادوں پر نہیں ہوتے بلکہ وہاں پر پروفیسر، رجسٹرار، لیکچرار کو عارضی بنیادوں پر بھی یونیورسٹیاں رکھتی ہیں۔ مارکیٹ سے ہائر کرتی ہیں اس لئے اس قسم کی amendment یونیورسٹیوں کی autonomy کو compromise کرنے کے مترادف ہوگی۔

MR SPEAKER: The motion moved and the question is:

"That in the Bill, the following new Clause 31B be added and subsequent Clauses be renumbered accordingly:-

"**31B.Retirement from service.**-An Officer, teacher or other employee of the University shall retire from service-

(a) on such date, after he has completed twenty-five years of service qualifying for pension or other retirement benefits as the competent authority may, in the public interest direct, or

(b) where no direction is given under sub Clause (1), on the completion of the sixtieth year of his age.

Explanation.-In this section, "competent authority" means the appointing authority or a person duly authorized by the appointing authority in that behalf, not being a person lower in rank to the officer, teacher or other employee concerned."

(The motion was lost.)

ADDITION OF NEW CLAUSE 31C & 31D

MR SPEAKER: Now, addition of new Clauses 31C and 31D. Since these amendments are substantially identical to the amendments which have already been lost, therefore, the same are inadmissible under rule 106(b) and 198(4) are ruled out of order.

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! 31C جو ہے وہ different ہے not the same as کیونکہ ساروں کو اکٹھا کر دیا گیا ہے۔ 31C is different from what 31B was.

MR SPEAKER: Now, it has been ruled out. Thank you very much.

ADDITION OF NEW CLAUSE 31E

MR SPEAKER: Now, addition of new Clause 31E. There is an amendment from: Mian Mehmood-ur-Rasheed, Ch Moonis Elahi, Sardar Vickas Hassan Mokal, Ch Aamir Sultan Cheema, Dr Syed Waseem Akhtar, Qazi Ahmad Saeed, Mian Muhammad Aslam Iqbal, Sardar Muhammad Asif Nakai, Dr Muhammad Afzal, Mr Ahmad Shah Khagga, Ms Baasima Chaudhary, Ms Jayeda Khalid Khan, Mr Muhammad Siddique Khan, Dr Murad Raas, Malik Taimoor Masood, Mr Asif Mehmood, Raja Rashid Hafeez, Mr Ejaz Khan, Dr Salah-ud-Din Khan, Mr Ahmad Khan Bhacher, Mr Muhammad Sibtain Khan, Mr Masood Shafqat, Mr Zaheer-ud-Din Khan Alizai, Mr Javed Akhtar, Mr Waheed Asghar Dogar, Mr Khan Muhammad Jahanzaib Khan Khichi, Mr Abdul Majeed Khan Niazi, Mian Mumtaz Ahmad Maharwi, Mrs Saadia Sohail Rana, Dr Nausheen Hamid, Mrs Raheela Anwar, Ms Nabila Hakim Ali Khan, Mrs Naheed Naeem, Ms Shunila Ruth, Sardar Shahab-ud-Din Khan and Mrs Faiza Ahmed Malik. Who is to move it?

MALIK TAIMOOR MASOOD: Sir, I move:

> "That in the Bill, the following new Clause 31E be added and subsequent Clauses be renumbered accordingly:-

"31E. Recovery of University dues.- The University or any person, generally or specially authorized by it, may apply to the Collection for recovery of any sum due to the University and the Collector shall thereupon proceed to recover the sum due, as if it were arrears of land revenue."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That in the Bill, the following new Clause 31E be added and subsequent Clauses be renumbered accordingly:-

"31E. Recovery of University dues.- The University or any person, generally or specially authorized by it, may apply to the Collection for recovery of any sum due to the University and the Collector shall thereupon proceed to recover the sum due, as if it were arrears of land revenue."

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): I oppose.

MR SPEAKER: Opposed.

ملک تیمور مسعود: جناب سپیکر! یہ self explanatory ہے اس میں clear ہے کہ University dues کے لئے کوئی ایسی اتھارٹی بنائی جائے کہ یونیورسٹی کے land revenues ہمیں مل سکیں۔ یونیورسٹی کے assets یا انکم جو bad debts میں شامل ہو جاتے ہیں ان کو recover کرنے کے لئے کوئی ایسی اتھارٹی کا قیام ضروری ہے۔ میرے خیال میں یہ بہت اچھی چیز ہے اور یونیورسٹی کے favour میں ہے۔ اس سے گورنمنٹ کے assets بھی increase ہوں گے۔ جس طرح لاء منسٹر صاحب نے پہلے بھی اچھا gesture دیا ہم اب بھی اس gesture کی توقع کریں گے۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر!

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ/قانون وپارلیمانی امور(راناثناءاللہ خان):جناب سپیکر! Land Revenue Act 1967 میں پہلے ہی تمام گورنمنٹ اتھارٹی کو کسی بھی arrear کو land revenue arrears کے طور پر declare کرنے کا اختیار موجود ہے اس لئے یہ ترمیم بلا جواز ہے کیونکہ یہ اختیار already موجود ہے۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔

The amendment moved and the question is:

"That in the Bill, the following new Clause 31E be added and subsequent Clauses be renumbered accordingly:-

"31E. Recovery of University dues.- The University or any person, generally or specially authorized by it, may apply to the Collector for recovery of any sum due to the University and the Collector shall thereupon proceed to recover the sum due, as if it were arrears of land revenue."

(The motion was lost.)

ADDITION OF NEW CLAUSE 31F

MR SPEAKER: Now, the Addition of New Clause 31F. It is from: Mian Mehmood-ur-Rasheed, Ch. Moonis Elahi, Sardar Vickas Hassan Mokal, Ch Aamir Sultan Cheema, Dr Syed Waseem Akhtar, Qazi Ahmad Saeed, Mian Muhammad Aslam Iqbal, Sardar Muhammad Asif Nakai, Dr Muhammad Afzal, Mr Ahmad Shah Khagga, Mr Baasima Chaudhary, Ms Jayeda Khalid Khan, Mr Muhammad Siddique Khan, Dr Murad Raas, Malik Taimoor Masood, Mr Asif Mehmood, Raja Rashid Hafeez, Mr Ejaz Khan, Mr Muhammad Arif Abbasi, Mr Ejaz Hussain Bukhari, Dr Salah-ud-Din Khan, Mr Ahmad Khan Bhacher, Mr Muhammad Sibtain Khan, Mr Masood Shafqat, Mr Zaheer-

ud-Din Khan Alizai, Mr Javed Akhtar, Mr Waheed Asghar Dogar, Mr Khan Muhammad Jahanzaib Khan Khichi, Mr Abdul Majeed Khan Niazi, Mian Mumtaz Ahmad Maharwi, Mrs Saadia Sohail Rana, Dr Nausheen Hamid, Mrs Raheela Anwar, Ms Nabila Hakim Ali Khan, Mrs Naheed Naeem, Ms Shunila Ruth, Sardar Shahab-ud-Din Khan and Mrs Faiza Ahmed Malik, Who's to move it?

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں اس کو move کروں گا لیکن یہ تمام ممبران پریشان بیٹھے ہیں اور of the record کہہ رہے ہیں کہ کوئی روٹی وغیرہ کا بندوبست کراؤ۔

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اگر ڈاکٹر صاحب کھانا کھانا چاہتے ہیں تو ہم ان کے لئے بندوبست کروا دیتے ہیں۔ (قہقہہ)

میں ان کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ یہ بھی کلاز 36 سے متعلقہ ہے اس میں یہ آڈٹ چاہتے ہیں تو یہ پہلے سے موجود ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: چلیں، میں اسے پیش تو کر دوں۔

I move:

"That in the Bill, the following new Clause 31F be added and subsequent Clauses be renumbered accordingly:-

"31F.Audit.- (1) The Auditor-General of Pakistan, shall, on the basis of such audit as he may consider appropriate or necessary, certify the accounts of the university for each financial year.

(2) The Auditor-General shall audit the accounts of the university in such form and manner as may be deemed appropriate.

(3) The Audit Report of the Auditor-General shall be submitted to the Provincial Assembly of the Punjab for consideration by its Public Accounts Committee."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That in the Bill, the following new Clause 31F be added and subsequent Clauses be renumbered accordingly:-

"31F.Audit.- (1) The Auditor-General of Pakistan, shall, on the basis of such audit as he may consider appropriate or necessary, certify the accounts of the university for each financial year.

(2) The Auditor-General shall audit the accounts of the university in such form and manner as may be deemed appropriate.

(3) The Audit Report of the Auditor-General shall be submitted to the Provincial Assembly of the Punjab for consideration by its Public Accounts Committee."

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): I oppose.

جناب سپیکر: لاء منسٹر نے oppose کیا ہے۔ جی، شاہ صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! یہ جو amendment دی ہے رانا صاحب نے تو کہا ہے کہ اس میں already اس حوالے سے کوئی نہ کوئی چیز موجود ہے۔ یقیناً موجود ہوگی ظاہر ہے کہ ایک اتنا بڑا ادارہ بن رہا ہے جب اس میں اخراجات کرنے کے اختیارات موجود ہیں، بجٹ ان کے پاس موجود ہوگا، فیس collect کریں گے اور گورنمنٹ کی طرف سے کچھ ملے گا یہ ساری چیزیں اس میں شامل ہیں۔ جب اخراجات ہوں گے تو اس کا آڈٹ بھی ہوگا اور اس کی ایک روایت موجود ہے لیکن آڈیٹر جنرل کے حوالے سے یہ جو ترمیم دی ہے یہ اس لئے دی ہے کہ آڈیٹر جنرل ایک بالکل independent ادارہ ہے اور وہ آئینی ادارہ ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس وقت جو اس ملک کے بڑے بڑے مسائل ہیں جیسے مہنگائی بہت بڑا مسئلہ ہے، بے روزگاری بہت بڑا مسئلہ ہے، بدامنی، ڈرون حملے بہت بڑے مسئلے ہیں، کرپشن بہت بڑا مسئلہ ہے۔ کرپشن پاکستان کے ہر ادارے کو دیمک کی طرح چاٹ گئی ہے۔ نیچے سے لے کر اوپر

تک کرپشن کے scans نکلتے ہیں اور اس ملک کے اندر اربوں کھربوں روپے کی کرپشن ہوتی ہے۔ جب یہ سلسلہ top کی سطح سے شروع ہوتا ہے تو پھر یہ نیچے تک جاتا ہے اور اس کے نتیجے میں ہر جگہ کرپشن جو بن پڑ ہے۔ یہ باتیں ہم اس ایوان میں بھی کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ کرپشن نے ہمارے سارے معاملات کو اس حوالے سے برباد کیا ہوا ہے۔ ہم نے آڈیٹر جنرل کے حوالے سے جو amendment دی ہے کہ وہ بالکل independent authorized body ہے اور ظاہر ہے کہ وہ بہت سارے اداروں کا اس حوالے سے آڈٹ بھی کرتے ہیں۔ اب اگر اس میں یہ ترمیم شامل کر دی جائے اور کچھ عرصہ نظام چلے گا تو اس کے نتیجے میں یہ معلومات ہو جائیں گی کہ اس میں کتنی اچھائی ہوئی ہے۔ یقیناً اس کے نتیجے میں ایک اچھائی ہی ہوگی کہ آڈیٹر جنرل اس کا آڈٹ کریں گے اور ان پر کوئی پریشر بھی نہیں ڈال سکے گا۔ اس طرح یونیورسٹی کے وائس چانسلر اور وہ تمام ادارے جو اخراجات کرنے والے ہیں ان پر پورا خوف ہوگا کہ ان اخراجات کا آڈٹ ایک authorized body جو آئینی ادارہ ہے وہ کرے گا۔ یونیورسٹی پر یہ پریشر موجود رہے گا جس سے کرپشن رکے گی اور طلباء کی فیسیں جو والدین پیٹ کاٹ کر دیتے ہیں اس کو خُورد بُرد ہونے سے بھی روکا جا سکتا ہے اس لئے میں آپ کے توسط سے راناصاحب سے یہ گزارش کروں گا کہ اگر وہ اس ترمیم کو اس بل میں شامل کر دیں گے تو اس سے یونیورسٹی کے financial management کے سسٹم میں بہت بہتری آ جائے گی۔ ورنہ یہ بات تو ہمیں معلوم ہے کہ جتنی بھی یونیورسٹیاں ہیں ان میں اخراجات کے لئے ایک کمیٹی ہوتی ہے، ان کی آڈٹ رپورٹ ہوتی ہے اور وہ یہاں پیش بھی ہوتی ہے لیکن اس کے باوجود کیونکہ پہلے بھی آپ نے یہ ruling دی تھی کہ آپ کوئی چیز specify نہ کریں ورنہ اگر آپ اجازت دیتے تو میں دو چار یونیورسٹیوں کے بارے میں بتاتا ہوں کہ وہاں پر ان کی financial management کس طرح ہوتی ہے، کس طرح کے اخراجات ہوتے ہیں اور کس طرح وائس چانسلر اپنا تصرف اپنی مرضی کے ساتھ کرتے ہیں۔ میں مثالیں بھی دے سکتا ہوں اور وقتاً فوقتاً اُن چیزوں کا homework کر کے قاعدہ قانون کے مطابق اس ایوان کے اندر علیحدہ سے اٹھایا بھی کروں گا لیکن اس حوالے سے میں چاہتا ہوں کہ اگر یہ ساری چیزیں اس کے اندر شامل کر دیں گے تو یہ اچھا ہو جائے گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس معزز ایوان کے ممبران دل سے تو agree کرتے ہیں کہ کرپشن ختم ہونی چاہئے اور آڈٹ بھی ہونا چاہئے لیکن بے چارے اب مجبور ہیں جب راناصاحب نے ہاتھ اٹھانا ہے تو ان سب نے ہاتھ اٹھانا ہے۔ اب یہ ان کی مجبوری ہے لہذا اب ایسے ہی ہونا ہے لیکن ہمارے

ذمہ بھی اذان دینا ہے ہم اذان دیتے رہیں گے اور یہ بھی ہاتھ اونچا کرتے رہیں گے۔آپ کی بڑی مہربانی۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر:آپ کا بھی بہت شکریہ۔جی،لاء منسٹر صاحب!

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ /قانون وپارلیمانی امور(راناثناءاللہ خان):جناب سپیکر! اس میں، میں نے پہلے بھی محترم ڈاکٹر صاحب کو حوالہ دیا تھا کہ Billکی Clause-36میں واضح طور پر بتایا گیا ہے کہ:

> **Budgets, Audit and Accounts:** The budget of the university shall be approved and its accounts shall be maintained and audited in such manners as may be prescribed by the syndicate.

جناب سپیکر!syndicateایک independent ادارہ ہے۔ وہ اس کے accountsکو maintainکرنے اورauditوغیرہ کرنے کی approvalدیتا ہے۔ڈاکٹر صاحب جس طرح فرمارہے ہیں کہ ایسے ہونا چاہئے تو آئین کے آرٹیکل169(B)کے تحت Auditor General تمام صوبائی اداروں اور یونیورسٹی کے auditکرنے کا پابند ہے۔ڈاکٹر صاحب نے جو چیز فرمائی ہے یہ alreadyاس میں موجود ہے۔

MR SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> "That in the Bill, the following new Clause 31F be added and subsequent Clauses be renumbered accordingly:-
>
> **"31F. Audit.-**(1) The Auditor General of Pakistan, shall, on the basis of such audit as he may consider appropriate or necessary, certify the accounts of the university for each financial year.
>
> (2) The Auditor General shall audit the accounts of the university in such form and manner as may be deemed appropriate.

(3) The Audit Report of the Auditor General shall be submitted to the Provincial Assembly of the Punjab for consideration by its Public Accounts Committee."

(The motion was lost.)

CLAUSE 32

MR SPEAKER: Now, Clause 32 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is:

"That Clause 32 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 33

MR SPEAKER: Now, Clause 33 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from: Mian Mehmood-ur-Rasheed, Ch Moonis Elahi, Sardar Vickas Hassan Mokal, Ch Aamar Sultan Cheema, Dr Syed Waseem Akhtar, Qazi Ahmad Saeed, Mian Muhammad Aslam Iqbal, Sardar Muhammad Asif Nakai, Dr Muhammad Afzal, Mr Ahmad Shah Khagga, Mrs Baasima Chaudhary, Ms Jayeda Khalid Khan, Mr Muhammad Siddique Khan, Dr Murad Raas, Malik Taimoor Masood, Mr Asif Mehmood, Raja Rashid Hafeez, Mr Ejaz Khan, Mr Muhammad Arif Abbasi, Mr Ejaz Hussain Bukhari, Dr Salah- ud-Din Khan, Mr Ahmed Khan Bhacher, Mr Muhammad Sibtain Khan, Mr Masood Shafqat, Mr Zaheer-ud-Din Khan Alizai, Mr Javed Akhtar, Mr Waheed Asghar Dogar, Mr Khan Muhammad Jahanzaib Khan Khichi, Mr Abdul Majeed Khan Niazi, Mian Mumtaz Ahmad Maharwi, Mrs Saadia Sohail Rana, Dr Nausheen Hamid, Mrs Raheela Anwar, Ms Nabila Hakim Ali Khan, Mrs Naheed Naeem, Ms Shunila Ruth, Sardar Shahab-ud-Din Khan and Mrs Faiza Ahmed Malik. Who is to move it?

DR MURAD RAAS: I move:

"That in Clause 33 of the Bill, in sub-Clause (1), after para (x), the following new paras be added and subsequent paras be renumbered accordingly:

"(xi) Accreditation of the university;

(xii) Collaboration and students' exchange programmes with national and international institutions in the field of agriculture and agricultural development."

MR SPEAKER: The amendment moved is:

"That in Clause 33 of the Bill, in sub-Clause (1), after para (x), the following new paras be added and subsequent paras be renumbered accordingly:-

"(xi) Accreditation of the university;

(xii) Collaboration and students' exchange programmes with national and international institutions in the field of agriculture and agricultural development."

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): I oppose.

جناب سپیکر: جی، مراد راس صاحب!

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں ابھی تک انتظار کر رہا ہوں کہ رانا صاحب ایک دفعہ کہہ دیں کہ وہ oppose نہیں کر رہے تو بڑا اچھا ہو جائے گا کیونکہ یہ بڑی simple چیزیں ہیں جو ہم نے اس amendments کے اندر request کی ہوئی ہیں۔ پہلی چیز Accreditation of the University ہے۔ یہ Accreditation ایک ایسی چیز ہے جس کی وجہ سے ساری انکم، سارے students اور سب چیزیں attract ہو کر Accreditation کی طرف آتے ہیں۔ ہم یہاں پر Accreditation پہلے دے دیتے ہیں اور students بعد میں آتے ہیں۔ پہلے ایک سسٹم کو چلا کر

دیکھا جائے۔یہاں پر 100 یا 150 کے درمیان students ہیں۔ پہلے students لا کر ایک سسٹم بنایا جائے اور چلایا جائے پھر Accreditation کسی نہ کسی basis اور qualification پر دی جائے۔ ہم Accreditation پر پہلے آجاتے ہیں تاکہ ہمیں guarantee مل جائے کہ یونیورسٹی چلنی ہے، پیسے بنتے ہیں اور یہ پراجیکٹ چلنا ہے۔ Accreditation dose not mean anything unless کہ آپ پہلے سے ایک سسٹم تیار کر دیں۔ آپ نے Accreditation لگا دیا چاہے یہ سسٹم ٹھیک بنایا ہے یا غلط۔ Accreditation کا مطلب ہے کہ وہ سسٹم غلط بھی تھا تو ٹھیک ہو جائے گا کیونکہ وہ ایک ایسی stamp ہے۔ we need to make sure کہ وہ پہلے سارے سسٹم place in ہوں تو پھر Accreditation دی جائے۔

جناب سپیکر! دوسرا point collaboration of students exchange programme nationally and internationally. ہے۔ اس وقت اس کی ایک بڑی ضرورت ہے۔ کسی بھی ملک کی backbone ان کی economy کے لحاظ سے different ہوتی ہے۔ پاکستان کی agriculture backbone ہے اور ہم ایک Agriculture University بنانے جارہے ہیں۔ پاکستان کی agriculture backbone ہے اس کے لئے ہمیں باہر سے جتنی بھی facilities اور knowledge مل سکے اس کی بہت ضرورت ہے کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے پڑوسی ملک انڈیا میں اتنی چیزیں پیدا ہو رہی ہیں جن کی ہم سے بہتر production ہے۔ آپ باقی ملکوں کی طرف چلے جائیں، Asian Countries کی طرف چلے جائیں ان کی production کیوں بہتر ہے؟ اگر ہم ان چیزوں کے لئے Foreign Exchange Programme کھولیں، ان کے students یہاں بلائیں اور development programmes کریں تو اس میں صرف ہمارا فائدہ ہے اس میں ہمارا نقصان کوئی نہیں ہے۔ اگر ہم ترکی کے ساتھ صفائی کا پروگرام بنا سکتے ہیں تو ہم کسی اور ملک کے ساتھ students and development projects کا Foreign Exchange Programme کیوں نہیں بنا سکتے؟ وہاں سے جو information آئے ہمارے لئے بہتر ہو اس لئے میرے یہ دو points تھے جن میں ایک Accreditation اور دوسرا Foreign Exchange Programme تھا۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون وپارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ جو Accreditation of University ہے اس میں یونیورسٹی کا معیار مقرر کرنا ہوتا ہے کہ یونیورسٹی کہاں پر fall کرتی ہے، یعنی نمبر 1,2,3 یا 4 میں سے کہاں پر fall کرتی ہے۔ یونیورسٹی یہ through regulation نہیں کرسکتی۔ یہ ہائرایجوکیشن کمیشن نے کرنا ہے اس لئے یہ amendment suit نہیں کرتی اور یہ بلاجواز ہے۔

MR SPEAEKR: The amendment moved and the question is…

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! انہوں نے students foreign exchange programmes کے متعلق نہیں بتایا۔

جناب سپیکر: جی، foreign exchange programmes کے بارے میں بھی ان کو بتادیں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون وپارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جو Accreditation of the university ہے اس میں وہ یونیورسٹی اپنے طور پر regulation میں تو یہ چیز نہیں کر سکتی باقی جہاں تک انہوں نے یہ کہا ہے کہ جو students exchange programmes ہیں تو یونیورسٹی کا سنڈیکیٹ ایک independent ادارہ ہے اگر وہ یہ چیزیں کرنا چاہے تو کر سکتا ہے۔ وہ ایک semi-autonomous body ہے اس کو اس طرح سے تو regulate نہیں کیا جا سکتا۔

MR SPEAKER: Right; thank you. The amendment moved and the question is:

> "That in Clause 33 of the Bill, in sub clause (1), after para(x), the following new paras be added and subsequent paras be renumbered accordingly:
>
> (xi) Accreditation of the university;
>
> (xii) Collaboration and students' exchange programmes with national and international institutions in the field of agriculture and agricultural development;"

(The motion was lost.)

MR SPEAKER: Now, the question is:

"That Clause 33 of the Bill, do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

CLAUSE 34

MR SPEAKER: Now, Clause 34 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from: Mian Mehmood-ur-Rasheed, Ch. Moonis Elahi, Sardar Vickas Hassan Mokal, Ch. Aamar Sultan Cheema, Dr. Syed Waseem Akhtar, Qazi Ahmad Saeed, Mian Muhammad Aslam Iqbal, Sardar Muhammad Asif Nakai, Dr. Muhammad Afzal, Mr Ahmad Shah Khagga, Mrs Baasima Chaudhary, Ms Jayeda Khalid Khan, Mr Muhammad Siddique Khan, Dr. Murad Raas, Malik Taimoor Masood, Mr Asif Mehmood, Raja Rashid Hafeez, Mr Ijaz Khan, Mr Muhammad Arif Abbasi, Mr Ejaz Hussain Bukhari, Dr. Salah-ud-Din Khan, Mr Ahmad Khan Bhachar, Mr Muhammad Sibtain Khan, Mr Masood Shafqat, Mr Zaheer-ud-Din Khan Alizai, Mr Javed Akhtar, Mr Waheed Asghar Dogar, Mr Khan Muhammad Jahanzaib Khan Khichi, Mr Abdul Majeed Khan Niazi, Mian Mumtaz Ahmad Maharwi, Mrs Saadia Sohail Rana, Dr Nausheen Hamid, Mrs Raheela Anwar, Ms Nabila Hakim Ali Khan, Mrs Naheed Naeem, Ms Shunila Ruth, Sardar Shahab-ud-Din Khan and Mrs Faiza Ahmed Malik. Who is to move it?

MR MUHAMMAD ARIF ABBASI: Sir! I move:

> "That in Clause 34 of the Bill in sub clause (1), the words "The rules so framed shall be submitted to the Syndicate for ratification before their enforcement" be added at the end."

(اذانِ عصر)

MR SPEAKER: The amendment moved is:

> "That in Clause 34 of the Bill in sub-Clause (1), the words "The rules so framed shall be submitted to the Syndicate for ratification before their enforcement" be added at the end."

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir! I oppose.

جناب محمد عارف عباسی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! بڑی بے ضرر سی ترمیم ہے اور میرا خیال ہے کہ یہ ادارے کی بہتری کے لئے بہت ضروری ہے۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے جو وزیر صاحب نے کہا تھا کہ بااختیار ادارہ ہے، ہمارے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اس ادارے کے لئے جو بھی Rule بنے بجائے اس کے کہ اس میں غلطیاں ہوں، جب disaster ہو جائے اس کے بعد وہ سنڈیکیٹ کے پاس پہنچے before enforcement, before implementation، اگر اس Rule کو سنڈیکیٹ کے پاس بھیج کر اس کی وہاں سے verification or ratification جو بھی وہ مناسب سمجھے وہ کرے وہاں ہمارے elected members بھی ہوں گے جو اتنا بااختیار ادارہ ہے تو اس لئے ہم نے یہ ترمیم پیش کی تھی، مجھے نہیں سمجھ آئی کہ اس کو oppose کیوں کیا گیا ہے؟ یہ تو بہتری کے لئے ہے کہ آپ جو بھی قانون بنائیں اس میں سنڈیکیٹ سے verification or ratification کروا کر اس کو لاگو کر دیں بجائے اس کے کہ جب کوئی Rule بن جائے، اس میں خرابیاں آنا شروع ہو جائیں تو پھر وہ سنڈیکیٹ کے پاس آئے جب اتنی چیزیں خراب ہونے سے پہلے ہی Rule پاس ہو کر چلا جائے تاکہ اگر اس میں کسی قسم کی کوئی کمی کوتاہی رہ گئی ہے تو وہ بھی ٹھیک ہو۔ یہ ہمارا مقصد ہے۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! سنڈیکیٹ کی جو inherent power ہے اس کے پاس already یہ اختیار موجود ہے کہ ان Rules میں کسی قسم کی کوئی کمی کوتاہی دیکھے تو وہ direction دے کہ اس کو amend کیا جائے یا ختم کر دیا جائے۔ یہ already سنڈیکیٹ کی powers میں موجود ہے۔

MR SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> "That in Clause 34 of the Bill, in sub-Clause (1), the words "The rules so made shall be submitted to the Syndicate for ratification before their enforcement" be added at the end."

(The motion was lost.)

MR SPEAKER: Now, the question is:

"That Clause 34 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 35

MR SPEAKER: Now, Clause 35 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is:

"That Clause 35 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 36

MR SPEAKER: Now, Clause 36 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is:

"That Clause 36 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 37

MR SPEAKER: Now, Clause 37 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is:

"That Clause 37 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 38

MR SPEAKER: Now, Clause 38 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is:

"That Clause 38 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 39

MR SPEAKER: Now, Clause 39 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is:

"That Clause 39 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 2

MR SPEAKER: Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. Since this amendment is substantially identical to the amendment which has been lost, therefore, the same is inadmissible under rules 106 (b) and 198 (4) and it is ruled out of order.

Now, the question is:

"That Clause 2 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. Since this amendment is substantially identical to the amendment which has been lost, therefore, the same is inadmissible under rules 106 (b) and 198 (4) and it is ruled out of order.

Now, the question is:

"That Clause 1 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

(شوروغل)

MR MUHAMMAD ARIF ABBASI: Point of order.

MR SPEAKER: No, You cannot talk on it. Now it has been ruled out.

جناب محمد عارف عباسی: جناب والا! محمد نواز شریف ایگریکلچر یونیورسٹی کا نام قائداعظم محمد علی جناح یونیورسٹی نہ رکھنے پر ہم واک آؤٹ کرتے ہیں۔

MR SPEAKER: It has been ruled out.

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف احتجاجاً ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

PREAMBLE

MR SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. Since the amendment is substantially identical to the amendment which has been lost, therefore, the same is inadmissible under rules 106 (b) and 198 (4) and it is ruled out of order.

Now, the question is:

"That the Preamble of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. Since this amendment is substantially identical to the amendment which has been lost, therefore, the same is inadmissible under rules 106 (b) and 198 (4) and it is ruled out of order. Now, the question is:

"That the Long the Title of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Third reading starts. Minister for Law!

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move:

"That Muhammad Nawaz Shareef University of Agriculture, Multan Bill 2013, be passed."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That Muhammad Nawaz Shareef University of Agriculture, Multan Bill 2013, be passed."

The motion moved and the question is:

"That Muhammad Nawaz Shareef University of Agriculture, Multan Bill 2013, be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

جناب سپیکر: اب اجلاس کل مورخہ 30۔اگست2013 صبح 9 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔